شرعی احکام بحکم امامؑ
بفرامین معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام
مرتب
علامہ سیّد ساجد حسین
زیر اہتمام
شعبہ نشر و اشاعت مرکز ولایت علیؑ پاکستان (سندھ)

مقصد کربلا
علیؑ ولی اللہ

وجوبِ ولایتِ مولا علیؑ و آئمہ معصومینؑ

تحفظ و فروغ عزاداری امام حسینؑ

ولایتِ فقیہ و اجتہادی کی ردّ

حرمتِ سادات کا تحفظ و فروغ

وطن عزیز پاکستان سے محبت

شعبہ نشر و اشاعت مرکز ولایت علیؑ پاکستان (سندھ)

نام کتاب	:	شرعی احکام بحکمِ امامؑ
مرتب	:	سیّد ساجد حسین نقوی
تکنیکی معاونت	:	● ایڈووکیٹ پیر سیّد کاشف علی شاہ رضوی مشہدی ڈپٹی جنرل سیکرٹری مرکز ولایت علیؑ سندھ پاکستان ● وسیم احمد خانزادہ مرکزی رابطہ سیکرٹری مرکز ولایت علیؑ سندھ پاکستان
زیر اہتمام	:	شعبہ نشرو اشاعت مرکز ولایت علیؑ سندھ پاکستان

ترتیب

دعائے سلامت امام زمانہ علیہ السلام

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِّوَلِیِّكَ الْحُجَّةِ ابْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ
عَلَیْهِ وَعَلٰٓی آبَائِهٖ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِیْ کُلِّ
سَاعَةٍ وَّلِیًّا وَّ حَافِظًا وَّ قَائِدًا وَّنَاصِرًا وَّ دَلِیْلًا
وَّعَیْنًا حَتّٰی تُسْکِنَهٗ اَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهٗ
فِیْهَا طَوِیْلًا ، بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَھُمْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حمد ہے اس خدائے محمود اور منعمِ ولایت کی کہ جس نے ولایتِ امیر المومنین علی علیہ السلام اور عزائے حسینؑ جیسی نعمات عطا فرمائیں اور دل، زبان اور ہاتھ کو یہ توفیق بخشی کہ ولا و عزا کی حمایت اور دفاع میں اپنے حقوق ادا کر کے بارگاہِ جنابِ سیّدۃ النساء العالمین میں سرخرو ہو سکے اور لاتعداد درود و سلام اس محمدِ مصطفےٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی آلِ اطہارؑ پر کہ جس کی ذات پہ اختتامِ رسالت و نبوت ہے اور اس کے بعد آغازِ سلسلۂ امامت ہے۔ لاتعداد درود و سلام اس خاندانِ عصمت و طہارت پر کہ جو جمیع صفاتِ الٰہیہ کے مظہرِ کل ہیں اور دلیلِ وجودِ باری تعالیٰ ہیں کہ جن کی ولایت کے بغیر نہ تخلیقِ وجودِ ہستی کا تصور ہے نہ مقصدِ حیات ہے اور نہ عالمین کے لیے راہِ نجات ہے۔

اما بعد!

عرصۂ دراز سے راقمِ حقیر کی خواہش تھی کہ اصولی اجتہادی فتوؤں سے الگ خالصتاً فرامینِ اہل بیت علیہم الصلوات والسلام کے فرامین کی روشنی میں مذہبِ حقہ اور آئمۂ اہل بیتؑ کے پیروکاروں کو اپنی فقہ سے متعارف کرایا جائے تا کہ اجتہاد کے چنگل میں پھنسی ہوئی قوم کو حقیقی دینِ اہلبیت اطہار علیہم الصلوات والسلام کی

تصویر دکھا کر اجتہادی بدعات کو بے نقاب کیا جائے۔ چنانچہ وسائل کی کمی اور مسائل کی فراوانی کے باعث یہ ممکن نہیں ہو پا رہا تھا اگرچہ احکاماتِ دین کے موضوع پر فرامینِ معصومین علیہم الصلوات والسلام پر مشتمل اور کتب بھی شائع ہو رہی تھیں لیکن ایک ایسی کتاب کی تشنگی اب بھی موجود تھی جو کہ مختصر ہو اور اہل بیتِ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے چاہنے والے اہلِ ولا عزاداران کے گھروں کی ضرورت پوری کر سکے کہ جس میں مختصر حجم کے اندر نماز و روزہ کے مسائل کے ساتھ ساتھ معجزات، زیارات اور دعائیں وغیرہ شامل ہوں۔ جس سے خواتین و حضرات بچے، بزرگ ہر عمر کے اہلِ وِلا شیعہ اثنا عشری عزاداران یکساں استفادہ حاصل کر سکیں۔ چنانچہ جب میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار میرے محسن سربراہ مرکزِ ولایتِ علیؑ سندھ پاکستان قبلہ السید علی رضا شاہ رضوی المعروف جانی شاہ سے کیا تو انہوں نے بِلا تاخیر اس کارِ خیر کو سرانجام دینے کا حکم فرمایا اور مرکزِ ولایتِ علیؑ سندھ پاکستان علماء خطباء بورڈ سے بندۂ حقیر کو یہ سعادت بخشی گئی کہ اس کتاب کی تحریر کا حقیر سا نذرانہ بارگاہِ جنابِ سیّدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا میں پیش کر کہ طلبِ توفیقاتِ مزید کا استحقاق حاصل کرے۔ لہٰذا اس کتاب کے نشر واشاعت میں بہت سی ہستیاں ہیں کہ جن کا شکریہ ادا کرنا میں اپنے اوپر واجب سمجھتا ہوں سب سے پہلے تو شکر گزار ہوں تمام تنظیم مرکزِ ولایتِ علیؑ سندھ پاکستان کا کہ جس کے پلیٹ فارم سے مجھے یہ موقع نصیب ہوا کہ تحریری طور پہ حتی المقدور اجرِ ولایت ادا کرنے کی کوشش کروں۔ اور اس کے بعد نہایت ہی احسان مند ہوں سربراہِ مرکزِ ولایتِ علیؑ سندھ پاکستان قبلہ سید علی رضا رضوی المعروف جانی شاہ اور تمام صوبائی عہدیداران کا کہ جنہوں نے دامے، درمے، سخنے، کلمے ہر طرح

سے معاونت فرما کر اس کتاب کی اشاعت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہاں پر کچھ اور ہستیاں کہ جن کا شکریہ اپنے اوپر واجب سمجھتا ہوں ان میں ایک قابلِ احترام ہستی قبلہ سید نور حسین شاہ رضوی کی ہے کہ جنہوں نے کتاب پر نظرِ ثانی کے امور سرانجام دیئے اور اس کے علاوہ مرکزِ ولایتِ علیؑ سندھ پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری سید شبیہہ الحسن شاہ راشدی صاحب، مرکزی رہنما سید صادق علی معصومی صاحب، جنرل سیکرٹری ضلع حیدرآباد ڈویژن سردار محمد اشرف علی کلوئی صاحب، آغا غلام شبیر حیدری آرگنائزر سٹی ٹنڈو الہیار، جنہوں نے کتاب کی طباعت کا بیڑہ اٹھایا اور اس کے علاوہ ڈپٹی جنرل سیکرٹری مرکزِ ولایتِ علی سندھ پاکستان ایڈووکیٹ پیر سید کاشف علی رضوی صاحب، خطیب ولایت جناب عاشق علی خدری اور اس کے علاوہ مرکزی علماء خطباء بورڈ سے علامہ نسیم حیدر سر صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود دن رات ایک کر کے اس کتاب کی تدوین میں اپنا کثیر حصہ شامل کیا۔ قارئینِ کرام سے عرض ہے کہ ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ اس کتاب کو لفظی غلطیوں سے پاک رکھا جائے پھر بھی اگر کوئی لفظی غلطی نظر سے گزرے تو مطلع کر کے شکریہ کا موقع ضرور فراہم کریں۔ اور سب سے آخر میں تمام معاونین کے حق میں دعائے خیر اور توفیقات کی فراوانی کے لیے ہمیشہ دعا گو رہوں گا اور اپنے حق میں بھی تمام اہلِ ولا مومنین عزادارانِ امام حسینؑ سے دعا کا طلبگار رہوں۔

والسلام

احقر العباد

سیّد ساجد حسین نقوی

مرکز ولایت علیؑ پاکستان (سندھ)

میری ہمتیں ابھی جھکی نہیں
میرے حوصلے ابھی بلند ہیں
مجھے ہار جیت سے غرض نہیں
میری جنگ تھی سو میں لڑ گیا

مرکزِ ولایت علیؑ پاکستان کی بنیاد ۴ مئی ۲۰۱۹ء کو دربار نقیب ابوطالبؑ امام بارگاہ قصرِ بتولؑ، لاہور میں رکھی گئی جس کی بنیادی وجہ بدعقیدگی کا وہ طوفان تھا جو ولایت فقیہہ کے باطل نظریے اور اجتہادی نظام کی بدعت کے تحت مذہب شیعہ کی رگوں میں زہرِ قاتل کی طرح سرایت کر رہا تھا۔

نتیجتاً، مذہبِ شیعہ کی اساس ولایت مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عزاداریِ امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر باطل مفتیوں کے فتووں نے پوری عالمِ شیعت میں ایک شدید مایوسی کی لہر دوڑا دی تھی۔ ہر عام شیعہ، محب و ماتمی عزادار حیران و پریشان تھا کہ آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظیم ترین قربانیوں کے ساتھ یہ کیا ظلم وستم ہو رہا ہے!

کس طرح تعلیمات محمد وآلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پسِ پشت کیا جا رہا ہے!
کس طرح فرامین آلِ عبا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو غلیظ فتووں تلے روندا جا رہا ہے!

کس طرح قرآنی آیات اور احادیثِ معصومین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برسرِ منبر غلط تفسیر وتشریح کی جارہی تھی اور قوم کے خطبا وذاکرین کی مجرمانہ خاموشی مصلحت آمیز رویہ اور آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف بے اعتنائی، بکے ہوئے ضمیر کی نشاندہی کر رہی تھی۔

ایسے میں ابوذر غفاریؓ کی خود کلامی، سلمان فارسیؓ کے احتجاج، رشید ہجری کی صدائے یگانہ، حجر وطرماح بن عدی کی جرأت اور میثم تمارؓ کی فرازِ دار کو پھر سے زینت دینے کی شدید ضرورت تھی۔ ورنہ آج کے دور کے شیعہ من حیث القوم، آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام اور عزاء مولا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاکھوں شہداء کے خون کے ساتھ غداری کا موجب بن جاتے۔

اس لیے چند ایک مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے والے، غیر خطیب، غیر ذاکر، اپنے عقیدے اور ایمان کو لٹتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔ باوجود اپنی غیر مذہبی ذمہ داریوں کے ان وقت کے طاغوتوں کے خلاف سینہ سپر ہوگئے اور اپنی جان، مال و اولاد کی زندگیاں ہتھیلی پہ رکھ کر میدانِ عمل میں نکل پڑے تاکہ اجتہاد وتقلید کے نشے میں گم اس قوم کو آلِ محمد الصلوٰۃ والسلام مذہب شیعہ کی لٹتی ہوئی کوکھ کو مقصر و ناصبی علماء کے شب خون سے بچایا جاسکے کہ جس سے میدانِ محشر میں امیر کائنات امیر المومنین مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سرخرو ہوکر عرض کرسکیں کہ مولاؑ! ہماری آواز کمزور ضرور تھی مگر تیرے کرم وعطا کی وجہ سے تیرے منکروں کے قصرہائے باطل کو ہلانے کے لیے کافی نکلی۔

الحمدللہ! آج پورے پاکستان بلکہ پوری دُنیائے شیعت بشمول ایران، عراق، شام، ہندوستان، لبنان اور ہر اُس ملک تک جہاں شیعت کا وجود ہے،

وہاں قومِ شیعہ میں بیداری کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور لوگ مذہب اہلِ بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تقلید اجتہاد جیسی قبیح بدعت کے خلاف اور ولایتِ مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واجب و اوجب ہونے پر بیدار ہو چکے ہیں اور اس کے دفاع میں بول بھی رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان موضوعات پر بے تحاشا کتابیں بھی لکھی جا رہی ہیں۔

ہم سربسجود ہیں اپنے آقا و مولا شہنشاہِ کریم، ولی الامر امامِ زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اَقدس میں، جن کے خصوصی پاک کرم کی وجہ سے ولایت مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام، عزاداریِ مولا مظلومِ کربلا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام، حُرمتِ سادات اور باطل طاغوتی نظامِ اجتہاد، ولایتِ فقیہ اپنی پستی کی طرف رواں دواں ہے، ان شاء اللہ!

وہ وقت بہت قریب ہے جب وارثِ دستارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، منتقم آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے واصلِ جہنم فرمائیں گے اور مذہب محمد و آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی چہرے کو دُنیا کے سامنے اُجاگر فرمائیں گے۔ آمین!

تجدید عہد غدیر بحضور سرکار امام زمانہؑ

میں شیعہ اثنا عشری ہوں اور ذیل میں دیئے گئے اپنے عقائد پر مطلق ایمان سے قائم ہوں اور مولا امام زمانہ صلواۃ اللہ علیہ سے مستدعی ہوں کہ مجھے اپنی نصرت سے عقائدِ حقہ پر قائم رکھے۔

- اللہ تعالیٰ کی خالص توحید اور وحدانیت پر ایمان مطلق رکھنا۔
- رسالت پناہ سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت و رسالت وختم نبوت پر مطلق ایمان رکھنا۔
- سرکار امیر المومنین علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کی ولایت مطلقہ اور بارہ آئمہ طاہرین معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کی امامت و ولایت پر مطلق ایمان رکھنا۔
- منصوص من اللہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت وعصمت پر ایمان رکھنا۔
- مقامِ غدیر خم پر دین کے اکمل ہونے پر راسخ ایمان اور اس پیغام کو آئندہ نسل تک منتقل کرنا واجباتِ تشیع میں سے ماننا۔
- غیبت امام مہدی آخر الزمان صلواۃ اللہ علیہ پر مطلق ایمان اور اس بادشاہ کے انتظار کو لازم ماننا۔
- ہر وہ ہستی جو کلنا محمد کے تحت 'محمدؐ' ہے کے مظہر صفاتِ الٰہیہ اور اللہ تعالیٰ کی حجت ہونے پر مطلق ایمان رکھنا۔

- عزاداری سیّدالشہداء مظلومِ امام حسین علیہ السلام کو واجب و اوجب عبادت ماننا۔
- کسی بھی غیر معصوم کو امام کا نائب نہ ماننا اور اولی الامر صرف منصوص من اللہ امام کو ہی ماننا۔
- اجتہاد دینِ آلِ محمدؐ میں حرام ہے۔
- کسی بھی غیر معصوم کی تقلید صریحاً حرام سمجھنا۔
- خمس بلاشرکت غیرے خالصتاً سادات کا حق ماننا۔
- سورۃ النساء کی آیات ۱۲۷ اور ۱۷۶ کے مطابق فتویٰ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا، پر ایمان رکھنا۔
- اثنا عشری شیعت میں بارہ ائمہ طاہرین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کی امامت کے علاوہ باقی ہر امامت کا تصور باطل ماننا۔
- اور ہم پاکستان میں رہنے والے شیعہ اثنا عشری ولایت مولا علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہیں اور ولایت علیؑ جیسی نعمت عظمیٰ کے ہوتے ہوئے کسی غیر ملکی نظام ولایت فقیہہ سے وابستہ نہ ہوں۔
- شعائرِ حسینی ذوالجناح، تعزیہ و تابوت، علَم مبارک، جھولا، مہندی و سہرا، ماتم و سینہ زنی و قمہ زنی، مجالس و محافل، نذر و نیاز و حاضری اور غمِ حسینؑ میں گریہ کناں ہونے کو عبادت ماننا اور ہر شے جو شعائرِ حسینی سے نسبت رکھے اس کا احترام و واجب و لازم ماننا۔
- سادات کا احترام واجب ماننا اور سیّدزادی کا ہم کفو کوئی غیر سیّد نہیں ہوسکتا،

پر مطلق ایمان رکھنا۔ لہٰذا اس فعل حرام کے کرنے کے والے سے اظہارِ برأت لازم ماننا۔

- محمدؐ و آلِ محمد صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے فضائل، معجزات، اختیارات اور مصائب کے منکرین سے برأت لازم سمجھنا۔
- مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب صلواۃ اللہ علیہم کا فرمان ذیشان ہے کہ ''جس مٹی پر رہو اس سے وفاداری تمھارا جزوِ ایمان ہے'' کے تحت ملکِ پاکستان سے وفادار رہنا، اس پاک سرزمین سے غداری کو عدم ایمان سمجھنا۔

مقصدِ کربلا علیؑ ولی اللہ

اے قومِ شیعہ!

یہ ذہن نشین ہونا چاہیے کہ تمھارے زندہ رہنے اور مرنے کے لیے دو دلائل لازم ہیں: ایک ولایتِ مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسری عزاء مولا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اس لیے اپنے عقائد کی سمت درست کرلو اور انھیں ولایتِ مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وُجوب سے سنوار دو کیوں کہ کوئی بھی عمل نماز سے لے کر عزاداری تک قبول نہیں جب تک مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت کے واجب و اوجب ہونے کا اقرار نہیں کیونکہ ولایتِ مولا علی علیہ الصلوٰۃ والسلام شرط ہے عقیدے میں اور عمل میں۔ نہ بھولو کہ کربلا تسلسل ہے ولایتِ مولا علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔

پھر اگر جینے کی آرزو ہے تو عزت سے مر کے دیکھو۔ جیؤ اس طرح کہ زندگی تمھاری تمنا کرے اور حق محمد و آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے مرو اس طرح کہ موت تم پر رشک کرے اور یہ راز فقط ولاء مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عزاء مولا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہی پنہاں ہے اور ان دو امانتوں کو ساتھ لے کر ہر دشمنِ ولاء و دشمنِ عزاء سے ٹکرا جاؤ حیاتِ جاوداں کے لیے!

یاد رکھو! کہ ہم مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن کو اپنا دشمن اور دین

حق کا کھلا باغی و منکر سمجھتے ہیں اور مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محب ہمیں اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔ عزاداریِ مظلومِ کربلا مولا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی رسم یا رواج نہیں بلکہ ہماری عبادت ہے اور مقصدِ حیات ہے۔ ہم ماں کی گود سے لے کر قبر کی آغوش تک ولایتِ مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وقف ہیں۔ یزیدیت و طاغوتی مرجعیت اور باطل نظامِ ولایت فقیہ سے ٹکرانا ہماری عادت نہیں بلکہ ہم پہ فرض ہے۔ ہماری زندگی کی ایک ایک سانس صرف اور صرف محمد و آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امانت ہے۔ ہم رہیں یا نہ رہیں ذکر مولا علی علیہ الصلوٰۃ والسلام رہے گا اور حسینیت کا علَم بھی آسمانوں سے اُونچا رہے گا، جب تک زندگی کی آخری سانس باقی ہے ہم کہتے رہیں گے:

ولایتِ علیؑ زندہ آباد!

حسینیت پائندہ آباد!

مرگ بر ولایتِ فقیہ!

تنہا ہونا معیوب نہیں!

خاموشی معیوب ہے!

مولاؑ! گواہ رہنا کہ ہم خاموش نہیں!

سیّد علی رضا جانی شاہ

سربراہ

مرکز ولایتِ علیؑ پاکستان (سندھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کلمۂ طیبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیفَتُہٗ بِلَا فَصْلِ

کلمۂ شہادت

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

وَاَشْهَدُ اَنَّ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَ اَوْلَادَہٗ الْمَعْصُومِینَ حُجَجُ اللّٰہِ

طہارت کے احکام

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ ﴿۲۲۲﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۲۲)

”بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے“۔

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر شئے پاک ہے جب تک اس کی نجاست کا علم و یقین نہ ہوجائے۔ [۱]

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر قسم کا پانی پاک متصور ہوگا جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہوجائے۔ [۲]

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: پانی (سب نجس چیزوں کو) پاک کرتا ہے لیکن اگر خود نجس ہوجائے تو اسے پاک نہیں کیا جاسکتا۔ [۳]

---

[۱] وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 404 باب 37 حدیث 4

[۲] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 22 باب 1 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 1؛ مستدرک الوسائل جلد اول حدیث 318؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 109 باب 1 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 216 حدیث 621

[۳] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 22 حدیث 1 باب 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 02؛ مستدرک الوسائل جلد اوّل صفحہ 185 حدیث 296؛ وسائل الشیعہ، جلد اوّل صفحہ 109 باب 1 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 215 حدیث 618

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: دریا اور سمندر کا پانی پاک ہے۔ (1)

نجاسات

نجاسات بارہ ہیں: ① پیشاب ② منی ③ مُردار ④ پاخانہ ⑤ خون جہندہ ⑥ کتا ⑦ خنزیر ⑧ کافر ⑨ شراب و مست کرنے والی مائع چیز ⑩ جوا، شراب ⑪ نجاست خور حیوان کا پسینہ ⑫ حرام سے جنب ہونے والا پسینہ۔

① پیشاب اور ② پاخانہ: انسان ہو یا حرام گوشت حیوان کا جس کا خون اُچھل کر یعنی خون جہندہ رکھتا ہے جاری ہو نجس ہے۔

③ منی: وہ حیوان جو خون جہندہ رکھتا ہو اس کا گوشت حلال ہو یا حرام وہ دریائی ہو یا خشکی کا اور انسان کی مادہ منی نجس ہے۔

④ مُردار: اس حیوان کا مُردار جو خون جہندہ رکھتا ہو نجس ہے چاہے خود مرجائے یا غیر شرعی طریقہ سے ذبح کیا جائے۔ مچھلی جو خون جہندہ نہیں رکھتی چاہے پانی میں ہی کیوں نہ مرجائے پاک ہے۔

⑤ خون: انسان کا خون اور ہر اس حیوان کا خون جو خون جہندہ (شہ رگ کٹنے سے جو خون اُچھل کر نکلے) رکھتا ہے نجس ہے مگر وہ حیوان جو خونِ جہندہ نہیں رکھتے جیسے مچھلی، مکھی، بچھو، مچھر ان کا خون پاک ہے۔ ائمہ اطہار علیہم السلام کا خون پاکیزہ ترین درجۂ اتم تک طاہر ہوتا ہے۔ بعض بدبخت لوگوں کا خیال ہے کہ معاذ اللہ امام حسین علیہ السلام کی آخری نماز باطل ہے خون آلودہ ہونے کی وجہ سے ایسا

---

(1) فروع کافی جلد اوّل صفحہ 12 باب 1 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 110 باب 2 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 34؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 216 حدیث 622 اور 623؛ مستدرک الوسائل جلد اوّل صفحہ 187 حدیث 304 اور 305

سوچنا بھی کفر ہے کیونکہ پرواز در ملکوت (ج ۱، ص ۲۴ پر خمینی نے لکھا ہے کہ مولا امیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

نحن الصلوٰۃ المومنین

''مومنین کی نماز ہم چودہ ہیں''، لہٰذا حسین مجسم نماز ہیں۔

۶ کتا: جو خشکی میں زندگی گزارتا ہے چاہے تربیت شدہ ہو، شکاری ہو یا تربیت شدہ نہ ہو اس کے بال، ہڈیاں، پنجہ، ناخن، رطوبت نجس ہے لیکن دریائی کتے کا مسئلہ اس سے الگ ہے۔

۷ خنزیر: وہ خنزیر جو خشکی میں زندگی گزارتا ہے۔ خشکی میں رہنے والے کتے کی طرح نجس ہے۔ اس کے بال، ہڈیاں، پنجہ، ناخن، رطوبت نجس ہیں لیکن دریائی کتے کا مسئلہ الگ ہے۔

۸ کافر: جو خدا کے وجود کا منکر، یا خدا کا شریک بناتا وہ کافر و مشرک ہے۔ غالی یعنی جو ائمہ معصومین علیہم السلام میں کسی کو خدا مانتا ہو یا اعتقاد رکھتا ہو خدا ان ذوات میں حلول کرتا ہے، کافر ہے۔ خوارج نواصب مقصر جو جناب سیّد فاطمۃ الزہرا اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے بُغض رکھے اگرچہ ظاہراً اسلام کا اظہار کرے کافر اور نجس ہے۔ جو ان ذواتِ مقدسہ کو گالیاں دیتا ہے وہ بھی کافر و نجس ہے۔

۹ شراب: شراب اور ہر وہ چیز جو انسان کو مست کردے، ذاتی طور پر بہنے والی ہو، نجس اور حرام ہے اگرچہ قلیل ہو۔ [illegible]

[illegible]

۞ جَو کی شراب: فقاع وہ بھی شراب کی طرح نجس اور حرام ہے۔

۞ نجاست خور حیوان کا پسینہ: جیسے اُونٹ جو انسان کی نجاست کے کھانے کا عادی ہو یا مُردار۔

۞ حرام سے جنب ہونا: حرام سے جنب ہونے والے کا پسینہ جو جماع کی حالت میں یا جماع کے بعد اور غسل سے پہلے انسان کے بدن سے نکلے وہ نجس ہے۔ ایسے پسینہ سے آلودہ لباس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

مطہرات

چودہ چیزیں ہیں جونجاست کو پاک کرتی ہیں ان کومطہرات کہتے ہیں۔

① پانی ② زمین ③ سورج ④ استحالہ

⑤ انقلاب ⑥ انگوروں کے پانی کا دوتہائی کم ہونا ⑦ انتقال

⑧ اسلام ⑨ تبعیت ⑩ عین نجاست کا زائل ہونا

⑪ نجاست خور حیوان کا استبراء کرنا

⑫ استنجاء کا پتھر

⑬ ذبح شدہ حیوان کے بدن سے خون کا باہر آنا

طہارت

نماز کے لیے چونکہ طہارت کی اشد ضرورت ہے اس لیے نماز سے پہلے طہارت کے چند ضروری مسائل بیان کیے جانے ضروری ہیں تاکہ مومنین طہارت سے واقف ہوکر ان پر عمل کریں۔

پانی کی اقسام

[ا] آبِ خالص: پانی خود بھی پاک ہے اور دوسری نجس چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ پانی طاہر بھی ہے اور مطہر بھی ہے لیکن وضو اور غسل کے لیے پاک پانی اور صاف پانی چاہیے یعنی خالص پانی ہو اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہ ہو۔

[۲] آبِ مضاف: وہ پانی جس میں کسی قسم کی ملاوٹ ہو یا اور چیزوں کا رَس اور عرق ہو جیسا کہ شربت، عرقِ سونف، عرقِ گلاب وغیرہ یعنی کسی قسم کی ملاوٹ اصل پانی میں ہو۔ اس قسم کے پانی کو مضاف کہتے ہیں۔ گو آبِ مضاف پاک ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا پینا جائز ہے مگر طہارت، وضو، غسل نہیں کیا جا سکتا۔ آبِ مضاف خواہ کتنا ہی کثیر ہو، معمولی نجاست سے نجس ہو جاتا ہے۔ بعض علاقوں میں پانی نمکین، کڑوا یا دریا کا پانی مٹیالا ہوتا ہے۔ تو یہ آبِ خالص ہے کیونکہ قدرتی ہے اس لیے آبِ مضاف نہیں۔

آبِ خالص کی دو قسمیں ہیں:

۱-آبِ قلیل ۲-آبِ کثیر

۱-آبِ قلیل: وہ پانی ہے جو کُر کی مقدار سے کم ہو۔

۲-آبِ کثیر: وہ پانی جو کُر کی مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔

آبِ کُر: پانی کی اس مقدار کو کہتے ہیں جس کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی ساڑھے تین بالشتوں سے کم نہ ہو، آبِ قلیل معمولی نجاست گرنے سے نجس ہو جاتا ہے مگر آبِ کثیر نجس نہیں ہوتا جب تک کہ ذائقہ بدل نہ جائے یا بُو بدل نہ جائے۔

آبِ جاری: جاری پانی وہ ہے جو زمین سے اُبل کر نکلے اور زمین پر جاری ہو جائے جیسے چشمہ، دریا، نہریں۔ اس کا حکم طہارت و نجاست میں وہی ہے جو آبِ کثیر کا ہے۔ جاری پانی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے تمام حصّے آپس میں ملے ہوئے ہوں جو حصّہ آبِ جاری سے کٹ جائے تو وہ حصّہ آبِ جاری کے حکم میں نہ رہے گا۔ بارش جاری ہو تو آبِ جاری کہلائے گا۔

وضو

پانی کے احکام معلوم کرنے کے بعد اب ہم وضو کا بیان ذرا وضاحت سے کرتے ہیں تاکہ پڑھنے والا وضو کی ترکیب سمجھ کر صحیح طور پر وضو کر سکے۔ اگر وضو درست نہ ہو تو صحیح نماز پڑھنے کے باوجود بھی باطل ہو جاتی ہے کیونکہ وضو نماز کے لیے شرط ہے۔

شرائطِ وضو

نیت: دل سے تعلق رکھتی ہے الفاظ سے نہیں۔ دل میں قصد کر لینا اور مقصد معین کرنا اور اس کی غرض مقرر کرنا یہی نیت ہے۔ وضو کے لیے دل میں یہ قصد کرنا چاہیے: ''وضو کرتا/کرتی ہوں دُور ہونے حدث کے مباح ہونے نماز کے (یا برائے پاکیزگی کے) واجب قربۃً الی اللہ''۔

۱۔ وضو کا پانی خالص ہو، غصبی نہ ہو۔

۲۔ وضو کی جگہ مباح ہو، غصبی نہ ہو، ناجائز نہ ہو۔

۳۔ وضو کرنے سے پہلے اعضاء وضو پاک ہوں۔

۴۔ چاندی، سونے اور غصبی برتن نہ ہو۔

۵۔ کسی کا بھرے پانی کا برتن چھین کر وضو کرنا جائز نہیں باطل ہوگا۔

۶۔ وضو خود کرے دوسرے شخص سے مدد نہ لے۔ سر پاؤں کا مسح خود کرے۔

وضو کی کیفیت

❁ خدا تعالیٰ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَکُمۡ وَ اَیۡدِیَکُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ اِلَی الۡکَعۡبَیۡنِ ①

ترجمہ: ''اے ایمان لانے والو! جب تم نماز کے لیے آمادہ ہوتو اپنے منہ دھو ڈالو اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کے بعض حصّہ کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرلو''۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلویؒ)

وضو کے مسائل

❁ امام محمد باقر علیہ السلام: جب نماز کا وقت داخل ہوجائے تو وضو اور نماز دونوں واجب ہوجاتے ہیں۔ اور نماز طہارت کے بغیر نہیں ہوتی۔ ②

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: طہارت کے بغیر مسجد میں داخل ہونا اور بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ ③

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: بغیر وضو کے قرآن کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن قرآن کے حرفوں کو چھونا جائز نہیں۔ ④

---

① سورۃ المائدہ، آیت 6

② من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 22 حدیث 67؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 232 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 140 حدیث 546

③ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 236 باب 10 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 263 حدیث 743

④ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 50 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 238 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 127 حدیث 342 اور 343؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 113 حدیث 377

٭ امیر المومنین علی علیہ السلام: وضو اور غسل کے لیے پاک پانی ضروری ہے۔ اگر پاک پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے۔ (۱)

٭ امام محمد باقر علیہ السلام: طریقہ وضو یہ ہے کہ چُلّو پانی پیشانی پر بال اُگنے کی جگہ پر ڈالے اور پورے چہرے کو دھوئے۔ اس کے بعد ایک چُلّو لے کر داہنے ہاتھ کو کہنی سے لے کر انگلیوں کے سروں تک دھوئے پھر اُسی طرح بائیں ہاتھ کو دھوئے پھر سر کے اگلے حصّے کا مسح کرے پھر ہاتھ کی تری سے دونوں پاؤں کا مسح کرے داہنے پاؤں کا داہنے ہاتھ سے بائیں پاؤں کا بائیں ہاتھ سے۔ (۲)

٭ حضور اکرمؐ کا وضو: امام محمد باقر علیہ السلام سے زرارہ نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے وضو کرتے تھے آپ نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اس میں اپنا داہنا ہاتھ ڈالا اور چُلّو پانی لے کر چہرہ پر ڈالا اور دھویا پھر بائیں ہاتھ میں ایک چلّو پانی لے کر داہنے ہاتھ کو کہنی سے لے کر ہاتھ کے آخر تک دھویا۔ اور کہنی تک اُلٹا نہیں دھویا۔ پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر اُسی طرح کہنی سے انگلیوں تک بائیں ہاتھ کو دھویا۔ پھر ہاتھ کی بقیہ تری سے سر اور پیروں کا مسح کیا اور مسح کے لیے نیا پانی نہ لیا پھر فرمایا: جوتے کے تسمہ کے پائنچہ میں ہاتھ داخل کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ بھی فرمایا خدا فرماتا ہے: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے آمادہ ہو تو اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھولو اور چہرے کا کوئی حصّہ بے دھوئے نہ رہے کیونکہ خدا فرماتا ہے اپنے چہروں کو دھوؤ۔ اور بانہوں کو

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 293 باب 51 حدیث 1

(۲) فروع کافی جلد اول صفحہ 58 باب 17 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 241 باب 15 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 24 حدیث 74

کہنیوں تک اور حکم دیا بانہوں کے دھونے کا کہنیوں سے ہاتھ تک کوئی شے دھونے سے رہ نہ جائے کیونکہ خدا فرماتا ہے:

"دھوؤ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سے۔ پھر فرماتا ہے مسح کرو اپنے سروں اور پیروں کا ٹخنوں تک پس جو مسح کرے سر کے کچھ حصّہ کا یا قدموں کا ٹخنوں تک انگلیوں کے سرے سے تو یہ کافی ہے۔ ہم نے پوچھا ٹخنہ کیا ہے"۔

فرمایا: یہ جوڑ ساق کی ہڈی سے ملا ہوا ہے۔ ساق کی ہڈی کے اوپر ہے اور ٹخنہ سے نیچے ہے۔

ہم نے کہا خدا آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے کیا ایک چلّو پانی چہرہ اور ہاتھ دھونے کے لیے کافی ہے۔

فرمایا: ہاں اور اگر زیادتی کرو تو دو چلّو۔ [1]

- امام محمد باقر علیہ السلام: چہرہ کی وہ حد جس کے دھونے کا خدا نے حکم دیا ہے اور جس میں کسی کو زیادہ یا کم کرنا جائز نہیں اگر زیادتی کرے گا تو کوئی اجر نہ ملے گا اور کم کرے گا تو گناہ گار ہوگا یہ ہے کہ جس حصّہ کو انگشتِ شہادت (درمیانی انگلی) اور انگوٹھا گھیرے اور بال اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک دھوئے۔ پس یہی حد ہے اس کے سوا جو ہے وہ چہرہ میں داخل نہیں۔ اور کنپٹی چہرہ میں داخل نہیں ہے۔ [2]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو ایک بار فرض ہے اور دو بار دھونے پر کوئی اجر نہیں

---

[1] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 59 باب 17 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 241 باب 15 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 76 حدیث 191 اور صفحہ 81 حدیث 211

[2] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 61 باب 18 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 28 حدیث 88؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 249 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ صفحہ 54 حدیث 154

اور تیسری بار بدعت ہے۔ (۱)

- امام مہدی علیہ السلام: دونوں پاؤں کا مسح اکٹھا کیا جائے (تو درست ہے) لیکن اگر الگ الگ کیا جائے تو ابتداء دائیں پاؤں سے ہونی چاہیے۔ (۲)
- امام محمد باقر علیہ السلام: سر کا مسح بقدر تین انگشت کافی ہے اور اسی طرح پاؤں کا مسح بھی بقدر تین انگشت کافی ہے۔ (۳)
- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: عورت کے لیے تمام نمازوں میں جائز ہے کہ وہ بغیر مقنع سر سے ہٹائے ہوئے اس میں اپنی انگلیاں داخل کرے اور اپنے سر پر مسح کرے لیکن مغرب اور صبح کی نمازوں کے لیے وضو کرے تو مسح کے لیے اپنے سر سے مقنع کو ہٹالے۔ (۴)
- امام علی رضا علیہ السلام: وضو میں مردوں پر فرض ہے کہ اپنے ہاتھوں (کہنیوں) کو اندر سے دھوئیں اور عورتیں اپنے ہاتھوں (کہنیوں) کو باہر سے دھوئیں۔ (۵)
- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی نے ہاتھ یا بازو میں کنگن یا انگوٹھی اتنی تنگ پہنی ہو کہ اُسے یقین ہو کہ وضو یا غسل کا پانی اس کے نیچے نہیں جائے گا۔ تو اُسے چاہیے کہ اُسے وضو یا غسل کرتے وقت حرکت دے یا اُتار دے۔ (۶)

---

(۱) تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 81 حدیث 212 اور 213؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 71 حدیث 217 اور 218؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 266 باب 31 حدیث 3

(۲) وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 274 باب 34 حدیث 05؛ احتجاج طبرسیؒ (عربی) صفحہ 492

(۳) فروع کافی جلد اوّل صفحہ 5 باب 19 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 258 باب 24 حدیث 5

(۴) من لا یحضرہ الفقیہ اوّل صفحہ 56 حدیث 99

(۵) من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 56 حدیث 100؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 63 باب 18 حدیث 06؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 283 باب 40 حدیث 1

(۶) فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 44 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 283 باب 41 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 85 حدیث 221 اور 222

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو حدث (حدث: ریح وغیرہ) کے سرزد ہونے کا یقین ہو تو وضو کر لے اور جب تک یقین نہ ہو تو وضو صحیح متصور ہوگا۔ [1]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر بحالت نماز کسی کو وضو میں شک پڑ جائے تو نماز ختم کر کے اپنا وضو کرے اور نماز کا اعادہ کرے۔ [2]

❁ امام علی رضا علیہ السلام: اگر کسی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور اُس پر پٹی بندھی ہو تو وضو کرتے وقت جس حد تک دھو سکے دھو لے اور باقی کو چھوڑ دے۔ پٹی وغیرہ کو ہٹانے یا زخم کھولنے کی ضرورت نہیں۔ [3]

مبطلاتِ وضو

❁ امام محمد باقر علیہ السلام: جب آنکھ کان اور دل سب سو جائیں تو وضو واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر سو جانے کا یقین نہ ہو تو وضو صحیح متصور ہوگا۔ [4]

❁ امام جعفر صادق اور محمد باقر علیہما السلام: پانچ چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے: (1) پیشاب (2) پاخانہ (3) منی (4) ریح نکلنے سے (5) اُس نیند سے جو عقل کو زائل کر دے لیکن اگر تم آوازوں میں تمیز کرنے کے قابل رہو تو وضو باطل نہیں ہوگا۔ [5]

---

[1] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 70 باب 21 حدیث 1

[2] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 72 باب 21 حدیث 3

[3] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 69 باب 21 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 281 باب 39 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 363 حدیث 1098 اور 362 حدیث 1094

[4] وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 169 باب 1 حدیث 1؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 77 باب 22 حدیث 15؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 08 حدیث 11

[5] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 75 باب 22 حدیث 57؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 9 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 171 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 9 حدیث 15

تیمم کے مسائل

☼ امام محمد باقر علیہ السلام: اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھی جائے۔ ①

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی سفر میں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو جب تک وقت میں گنجائش ہو پانی تلاش کیا جائے لیکن اگر نماز چھوٹنے کا اندیشہ ہو جائے یا پھر پانی تلاش کرنے میں کوئی اندیشہ ہو تو تیمم کرے۔ ②

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کی ہڈی ٹوٹی ہو یا کوئی بیماری ہو (اور پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو) تو تیمم کرے۔ ③

تیمم کا طریقہ

زراری کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تیمم کے طریقے کے متعلق پوچھا۔ پس حضرتؑ نے زمین پر ہاتھ مار کر اُٹھایا، ہاتھوں کو جھاڑا پھر ان سے پیشانی اور دونوں ہاتھوں کا ایک ایک بار مسح کیا۔ (فروعِ کافی، ج۱، کتاب الطہارت، باب ۴۹، حدیث ۱)

---

① فروع کافی جلداوّل صفحہ 117 باب 31 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 342 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 192 حدیث 222 اور صفحہ 203 حدیث 589؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 159 حدیث 548 اور 165 حدیث 574

② فروع کافی جلداوّل صفحہ 115 باب 40 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 343 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 185 احدیث 536

③ فروع کافی جلداوّل صفحہ 120، 121 باب 44 حدیث 1، 2، 3، 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 344 باب 5 حدیث 1 تا 8؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 196 حدیث 566 اور صفحہ 185 حدیث 533

غسل کے احکام

غسل ارتماسی

- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی جنب آدمی غسل جنابت کرنے کے سلسلہ میں برستی ہوئی بارش میں کھڑا ہوجائے اور اس طرح اپنے سر اور بدن کو دھو ڈالے تو اس طرح بھی اس کا غسل ہوجائے گا۔ [۱]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جنب آدمی یکبارگی (کثیر یا جاری) پانی میں غوطہ لگائے تو اس طرح بھی اس کا غسل ہوجائے گا۔ [۲]

اغسال

- امام علی رضا علیہ السلام: جب ختنہ سے ختنہ مل جائے تو (دونوں مرد اور عورت) پر غسل واجب ہوجاتا ہے۔ [۳]

غسل ترتیبی

- امام محمد باقر علیہ السلام: غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوؤ پھر اپنی شرمگاہ کو دھوؤ پھر تین بار سر پر پانی ڈالو پھر دو دو بار (یعنی دو بار دائیں دو بار بائیں)

---

[۱] وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 148 حدیث 422 اور صفحہ 370 حدیث 1131

[۲] فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 148 حدیث 423؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 125 حدیث 424

[۳] فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 46 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 399 باب 6 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 118 حدیث 311؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 108 حدیث 359

تمام جسم پر پانی ڈالو پس جسم کے جس حصّے پر پانی پہنچ جائے گا وہ حصّہ پاک ہوجائے گا۔ (۱)

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ پر کوئی نجاست نہ ہوتو اسے پانی میں ڈبوئے اور تین چلو پانی سے اپنی شرمگاہ صاف کرے پھر تین چلو سر پر پانی ڈالے پھر اپنے دائیں کندھے پر دو بار پانی ڈالے (یعنی دائیں طرف) پھر بائیں کندھے پر دوبار پانی ڈالے (یعنی بائیں جانب)۔ (۲)

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر زیادہ غسل جمع ہوجائیں تو ایک ہی غسل کافی ہے اور ان سب میں غسلِ جنابت کو اوّلیت حاصل ہے۔ ایک غسل کرلینے کے بعد باقی غسلوں کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ (۳)

☼ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: غسلِ جنابت اس وقت واجب ہوتا ہے جب مادۂ منویہ شہوت کے ساتھ اور ٹپک کر نکلے اور ساتھ ساتھ تھکن بھی محسوس کرے۔ اور اگر وہ کوئی ایسی تری ہے جس کے ساتھ نہ شہوت و لذت ہے اور نہ ہی تھکاوٹ تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (۴)

☼ امام رضا علیہ السلام: اگر بغیر مباشرت کیے صرف چھیڑ چھاڑ سے مرد یا عورت کو انزال ہوجائے تو غسل واجب ہوجائے گا اور اگر انزال نہ ہوتو صرف چھیڑ

---

(۱) فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 424 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 132 حدیث 165؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 123 حدیث 420

(۲) فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 2

(۳) فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 2

(۴) فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 2

(۱)
چھاڑ سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

امام رضا علیہ السلام: احتلام سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ لیکن مرد اگر جاگنے کے بعد جسم یا کپڑے پر منی کا کوئی نشان نہ پائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ (۲)

---

(۱) فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 2
(۲) فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 2

حیض کے مسائل

- امام جعفر صادق علیہ السلام: حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ [۱]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب عورت خون دیکھے تو نماز ترک کر دے پس اگر تین دن خون جاری رہے تو حیض تصور ہوگا اور ایک یا دو دن بعد بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھے۔ [۲]
- امام محمد باقر علیہ السلام: حیض والی عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے البتہ اس کے روزے کی قضا اس پر واجب ہے۔ [۳]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر حاملہ عورت کو خون آئے تو اسے چاہیے کہ نماز کو ترک کر دے کیونکہ بعض اوقات حاملہ کو بھی حیض آ جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ رحمِ مادر میں بچے کی غذا خونِ حیض ہے اور جب خون زیادہ ہو جاتا ہے اور بچے کی ضرورت سے بچ رہتا ہے تو باہر نکال دیا جاتا ہے۔ [۴]

---

[۱] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 130 باب 1 حدیث 2 اور 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 74 حدیث 194؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 44 باب 10 حدیث 1

[۲] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 131 باب 1 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 74 حدیث 194؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 47 باب 12 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 158 حدیث 452

[۳] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 167 باب 16 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 75 حدیث 197؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 69 باب 91 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 160 حدیث 459

[۴] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 158 باب 10 حدیث 5، 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 75 حدیث 197؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 2 باب 30 حدیث 11

نفاس کے مسائل

نفاس کیا ہے؟

خون نفاس وہ خون ہے جو عورت کو بچہ کی ولادت کے ساتھ یا اس کے بعد آتا ہے جو کم از کم ایک لحظہ اور بنا بر مشہور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے۔ چونکہ خون نفاس دراصل خون حیض ہی ہوتا ہے جو اکثر و بیشتر حمل کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے جو ولادت کے ساتھ بہنا شروع ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے احکام وہی ہیں جو حیض کے ہیں وہی محرمات وہی مکروہات اور وہی مستحبات جو وہاں تھے وہ یہاں بھی ہیں اور اس کے غسل کے اسرار و رموز بھی وہی ہیں جو اُس کے ہیں اور اس کے احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس عورت کی حیض میں عادت مقرر تھی تو اتنے ہی دنوں کو نفاس اور باقی کو استحاضہ قرار دے گی اور اگر عادت مقرر نہ تھی تو پھر اپنی خاندانی عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرے گی اور اگر ان میں بھی اختلاف ہو تو دس دن تک خون نفاس کے احکام پر اور اس کے بعد استحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔ چند ایک مسئلے یہاں بھی پیش خدمت کیے جاتے ہیں:

☼ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہما السلام: نفاس والی عورت نماز پڑھنے سے اتنے دن باز رہے گی جتنے دن حیض میں باز رہتی تھی اس کے بعد اگر خون بند نہ ہو تو غسل نفاس کر کے استحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔ [1]

---

[1] وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 587 باب 3 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 173 حدیث 495

مستحاضہ کے مسائل

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: مستحاضہ اپنے ایام پر نظر رکھے گی ان دنوں میں جو ایام حیض ہوں ان ایام میں نماز نہیں پڑھے گی اور نہ ہی اس کا شوہر اس سے مقاربت کرے گا۔ پس جب اس کے ایام عادت (جن دنوں اسے حیض آتا ہے) گزر جائیں (اور خون پھر بھی جاری ہو تو یہ خون استحاضہ متصور ہو گا) پس اگر وہ روئی سے باہر بہہ نکلے تو پھر ایک غسل ظہر و عصر کے لیے اس طرح کرے کہ ظہر قدرے دیر سے اور عصر کی قدرے جلدی پڑھے گی پھر دوسرا غسل مغرب و عشاء کے لیے اس طرح کرے کہ مغرب ذرا دیر سے اور عشاء قدرے جلدی پڑھے گی اور تیسرا غسل نماز صبح کے لیے کرے اور اندام نہانی میں روئی (کی گری) رکھ کر اوپر لنگوٹ کس کر باندھے گی اور مسجد میں اپنی رانوں کو ملائے نہیں اور شوہر سے مقاربت نہیں کرے گی۔ اور اگر خون روئی کو پھوڑ کر نہیں نکلا تو وضو کرے گی اور ہر نماز وضو کے بعد پڑھے گی اور سوائے ایام حیض اپنے شوہر سے مقاربت بھی کر سکے گی۔ [۱]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: استحاضہ والی عورت رمضان کے روزے رکھے گی سوائے ایام حیض کے کہ ان کی بعد میں قضا کرے گی۔ [۲]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر استحاضۂ کثیرہ ہو تو عورت ہر دو، دو نمازوں کے لیے

---

[۱] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 148 باب 7 حدیث 5 ؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 106 حدیث 277 ؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 82 باب 1 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 74 حدیث 195

[۲] وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 85 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 401 حدیث 1255

ایک ایک غسل اور نماز صبح کے لیے علیحدہ غسل کرے گی۔ [۱]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر استحاضہ متوسطہ ہو تو عورت دن میں صرف ایک غسل کرے گی اور ہر نماز کے لیے صرف وضو کرے گی اور اگر اس کا شوہر اس سے مقاربت کرنا چاہے تو غسل کے بعد کرسکتا ہے۔ [۲]

---

[۱] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 149 باب 7 حدیث 7، 8؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 83 باب 1 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 170 حدیث 485

[۲] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 149 باب 7 حدیث 7، 8؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 83 باب 1 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 170 حدیث 485

احکامِ میت

- امام محمد باقر علیہ السلام: وقت نزع محتضر کو کلمۂ توحید، کلمۂ رسالتؐ اور کلمۂ ولایتؑ کی تلقین کرنی چاہیے۔ (۱)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کا منہ قبلہ کی طرف کیا جانا چاہیے اور وہ اس صورت میں کہ میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دو (تو اس کا منہ سیدھا قبلہ کی طرف ہو جائے گا)۔ (۲)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کو تنہا چھوڑنا جائز نہیں کیونکہ شیطان اس کے پیٹ میں گھس کر کھیلتا ہے۔ (۳)
- حضور اکرمؐ، حضرت علیؑ، امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: جب کوئی مرجائے تو اس کے جبڑوں کو باندھنا، آنکھوں کو بند کر دینا اور اس پر چادر (کپڑا) ڈال دینا چاہیے۔ (۴)

---

(۱) فروع کافی جلد اوّل صفحہ 193 باب 7 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 132 باب 37 حدیث 3,2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 287 حدیث 838

(۲) فروع کافی جلد اوّل صفحہ 197 باب 9 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 98 حدیث 348؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 139 باب 35 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 285 حدیث 833

(۳) فروع کافی جلد اوّل صفحہ 215 باب 14 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 105 حدیث 396؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 137 باب 42 حدیث 1، 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 290 حدیث 844

(۴) وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 138 باب 44 حدیث 1 تا 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 289 حدیث 841 اور 842 اور صفحہ 309 حدیث 898

* امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر بچے کی خلقت مکمل ہو چکی ہے تو اس کے لیے غسل و کفن و دفن واجب ہے چاہے وہ سقط ہی کیوں نہ ہو۔ [1]

غسل میت کے احکام

* امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کو غسل دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس (میت کے) تلوے قبلے کی طرف کرو پھر اس کے بدن کے جوڑ آہستہ آہستہ ملو اور اگر کوئی امر مانع ہو جائے تو چھوڑ دو اور اس کی شرمگاہ کو تین بار آب سدرہ بیسن یا صابن وغیرہ سے خوب دھوؤ اور زیادہ پانی ڈالو۔ پھر دونوں ہاتھوں سے ملو اس کے بعد سر کی طرف آؤ پہلے داہنی طرف کا حصّہ نرمی سے دھوؤ سختی سے اپنے کو بچاؤ اور اچھا غسل دو پھر بائیں کروٹ دلاؤ تا کہ داہنی طرف کا حصّہ ظاہر ہو پھر سر سے پیر تک دھوؤ اور ہاتھ سے ملو اس کی پشت اور پیٹ کو تین بار دھوؤ پھر داہنی طرف کروٹ دو تا کہ بایاں حصّہ نمایاں ہو پھر اسے سر سے پیر تک دھوؤ اس کی پشت اور پیٹ کو تین بار دھوؤ جب آب سدرہ سے غسل دے چکو تو اس کے بعد آب کافور سے غسل شروع کرو پہلے تین بار اپنے ہاتھ سے ہلکے ہلکے اس کے پیٹ کو ملو پھر سر کی طرف آؤ اور جیسے پہلے کیا تھا اسی طرح کرو اوّل اوّل داڑھی سر اور چہرے کو دونوں طرف سے دھوؤ۔ آبِ کافور سے تین بار پھر بائیں طرف کروٹ دو تا کہ داہنی طرف کا حصّہ نمایاں ہو پھر سر سے پاؤں تک تین بار دھوؤ اور اپنا ہاتھ کندھوں کے نیچے بغلوں میں لے جاؤ اور ان کو دھوؤ اس طرح کہ اس کے ہاتھ اور بازو پہلو سے ملے رہیں جو کچھ بھی

---

[1] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 313 باب 71 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 115 باب 12 حدیث 1 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 329 حدیث 962

دھوؤ۔ اور بغلوں کے ساتھ ہتھیلیاں بھی دھوؤ۔ پھر چت لٹاؤ اور آبِ خالص سے اسی طرح غسل دو پہلے شرمگاہ سے شروع کرو پھر سر اور داڑھی کی طرف آؤ اور سادہ پانی سے غسل دو۔ جیسے کہ پہلے دیا تھا۔ پھر کپڑے سے صاف کرو اور میت کے نیچے روئی رکھو۔ اور زیادہ رکھ کر پھیلاؤ پھر رانوں کو کپڑے سے کس کر باندھو تاکہ کسی چیز کے نکلنے کا خوف نہ رہے۔ ایک لمبا کپڑا لو جس کا عرض ایک بالشت ہو اور اس کو دونوں کولہوں پر باندھو اور دونوں رانوں کو اچھی طرح ملاؤ۔ اور بطور لنگوٹ کے دونوں کو کس کر باندھو پھر اس کا سرا پیروں سے نکالو اور داہنی طرف لے جاؤ۔ اور لنگوٹ کی طرح باندھو یہ کپڑا بہت لمبا ہونا چاہیے جو کولہوں ،دونوں رانوں اور گھٹنوں کو اچھی طرح لپیٹ دے۔ اور مردے کو بٹھاؤ مت۔ اور اگر کانوں سے کوئی چیز نکلنے کا خوف ہو تو کوئی چیز (روئی وغیرہ) رکھ دو ورنہ کچھ نہ رکھو۔ اور اگر (ویسے بھی) روئی رکھ دو تو کوئی حرج نہیں۔ مُردے کے ناخن (اور بال وغیرہ) نہ کاٹو اور یہی صورت عورت کے لیے بھی ہے۔ [1]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: فاعل (غسل دینے والا) کے لیے مستحب ہے کہ وہ غسل دیتے وقت اپنے ہاتھوں پہ کپڑا لپیٹ لے۔ [2]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مرد مر جائے اور غسل دینے والا عورتوں کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کی زوجہ غسل دے گی یا کوئی قریبی عورت رشتہ دار موجود ہو البتہ باقی عورتیں صرف پانی ڈال سکتی ہیں۔ اور اگر کوئی عورت مر جائے تو

---

[1] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 218، 219، باب 16 حدیث 4 اور 5؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 108 حدیث 415؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 146 باب 02 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 301 حدیث 877

[2] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 216 باب 16 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 145 باب 2 حدیث 1

اس کا شوہر اس کو غسل دے سکتا ہے لیکن عورت کے کپڑے نہیں اُتارے جائیں گے۔ [1]

حنوط اور کفن کے احکام

- امام جعفر صادق علیہ السلام: مرنے والوں کو نئے کپڑوں سے کفن دو کیونکہ یہ ہی ان کی زینت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انہی میں مبعوث ہونا ہے۔ [2]
- امام محمد باقر علیہ السلام: واجب کفن تین کپڑوں پر مشتمل ہے اور باقی دو کپڑے سنت ہیں۔ [3]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: ران پیچ اور عمامہ دونوں ضروری ہیں مگر کفن میں داخل نہیں ہیں۔ [4]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت کا کفن پانچ کپڑوں میں ہے جن میں سے ایک اوڑھنی ہے۔ [5]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے کفن کے پانچ کپڑے یہ ہیں: (1) ایک قمیض جس میں بٹن نہ ہوں۔ (2) ایک لنگ (لنگوٹ)۔ (3) ایک وہ کپڑا

---

[1] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 240 باب 27 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 112 حدیث 431؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 167 باب 24 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 437 حدیث 1410؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 196 حدیث 689

[2] من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 107 حدیث 309؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 228 باب 20 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 191 باب 18 حدیث 3

[3] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 223 باب 17 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 110 حدیث 418: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 175 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 292 حدیث 854

[4] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 223 باب 17 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 177 باب 2 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 293 حدیث 856

[5] فروع کافی جلد اول صفحہ 226 باب 18 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 177 باب 2 حدیث 6

جس سے درمیانی حصّہ باندھا جائے۔(4) ایک چادر جس میں لپیٹا جائے۔
(5) ایک عمامہ۔[1]

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: حنوط و کفن کا طریقہ یہ ہے:
"پہلے چادر پھیلاؤ پھر اس پر نیچے کی طرف ازار رکھو اور کفنی کا اگلا حصّہ میت پر ڈالو پھر مَسلا ہوا کافور لو اور میت کی پیشانی پر مقام سجدہ پر رکھ دو پھر کافور سر سے لے کر پیر تک (سر، گردن، شانوں، کہنیوں اور بدن کے ہر جوڑ پر) مَلو۔ پیروں پر بھی اور ہتھیلیوں پر بھی ملو۔ پھر کفنی کا اگلا حصّہ میت کو ذرا سا اُٹھا کر ڈالو اور کفنی چڑی ہوئی اور کڑھی ہوئی نہ ہو پھر خرمہ کی دو تازہ اور ہری شاخیں بقدر ایک ہاتھ کے لمبی اور ان میں سے ایک اس طرح رکھو کہ نصف حصّہ پنڈلی پر رہے اور نصف ران پر اور دوسری کو میت کی داہنی بغل میں رکھو۔ اور اس کی آنکھ، کان اور چہرے پر نہ تو روئی رکھو اور نہ کافور۔ پھر عمامہ باندھو کہ بیچ کا حصّہ اس کے سر پر دائرے کی صورت میں پیچ دو۔ اور پھر دونوں سرے سینے پر ڈال دو"۔[2]

جریدتین

☼ امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: مُردے کے ساتھ جریدے ضرور رکھنے چاہئیں جن کی لمبائی ایک ہاتھ ہو۔[3]

---

[1] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 224 باب 17 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 177 باب 02 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 310 حدیث 900 اور صفحہ 293 حدیث 858

[2] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 221 باب 17 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول 109 حدیث 416؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 183 باب 14 حدیث 3

[3] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 233 باب 22 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 185 باب 10 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 308 حدیث 896

- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: خشک جریدے رکھنے جائز نہیں ہیں چاہے کھجور کے ہی کیوں نہ ہوں۔ (۱)

غسلِ مسِ میت کے احکام

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مردے کے بدن کو ایسی حالت میں چھوے یا اس کا بوسہ لے جب کہ وہ گرم ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا لیکن اگر بدن ٹھنڈا ہو جانے کے بعد میت کو مس کرے یا اس کا بوسہ لے تو اس پر غسل مسِ میت واجب ہے البتہ (میت کے) غسل کے بعد چھونے یا بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (۲)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل مسِ میت کا طریقہ وہی ہے جو غسل جنابت کا ہے۔ (۳)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کو غسل دئے چکنے کے بعد مس کرنے یا بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں، نہ ہی کوئی غسل ہے۔ (۴)

کیفیتِ نمازِ جنازہ

- امیر المومنین علیہ السلام: نماز جنازہ پڑھانے والا کیفیتِ نماز جنازہ عورت کے

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 184 باب 09 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 432 حدیث 1381

(۲) فروع کافی جلد اوّل صفحہ 245 باب 29 حدیث 1 اور 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 105 حدیث 399؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 318، باب 10 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 429 حدیث 1367

(۳) وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 332 باب 7 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 447 حدیث 1446

(۴) من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 105 حدیث 399؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 320 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 430 حدیث 1372

سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے وسط کے مقابل کھڑا ہو۔ [۱]

- حضور اکرم ﷺ: مومن کے لیے نماز جنازہ کی پانچ تکبیریں ہیں اور منافق کے لیے چار تکبیریں ہیں۔ [۲]
- حضور اکرم ﷺ: نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں اس لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ فرائض عائد کیے ہیں: (1) نماز (2) زکوٰۃ (3) روزہ (4) حج (5) ولایت۔ اور میت کے لیے ہر فریضہ کے بدلے ایک تکبیر (فرض کی) ہے۔ [۳]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جوتا پہن کر نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے (مکروہ ہے)۔ [۴]
- امیر المومنین علی علیہ السلام: نماز جنازہ وہ پڑھائے جس کو ولی کہے اور جسے ولی آگے بڑھائے اس کے علاوہ کوئی نماز پڑھانے لگے تو وہ غاصب ہے۔ [۵]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز جنازہ دن اور رات کے کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ [۶]

---

[۱] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 268 باب 45 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 119 حدیث 467 (اس میں صرف عورت کے لیے ذکر ہے)؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 229 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 190 حدیث 433؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 470 حدیث 1818

[۲] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 274 باب 50 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 209 باب 5 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 203؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 118 حدیث 466

[۳] من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 118 حدیث 466

[۴] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 267 باب 44 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 123 حدیث 495؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 228 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 206 حدیث 491

[۵] وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 226 باب 23 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 120 حدیث 474؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 206 حدیث 490

[۶] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 273 باب 49 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 224 باب 20 حدیث 1

- امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص میت کو اتارنے کے لیے قبر میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا عمامہ، ٹوپی، جوتا، کندھے سے چادر اتارے اور پائنچے اوپر اُٹھا لے یہ سنتِ رسولؐ ہے۔ (۱)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے لیے مٹی کا تکیہ بنایا جائے اور اس کی پشت کے پیچھے ڈھیلا رکھا جائے تاکہ چت نہ ہوجائے اور اس کے کفن کے تمام بند کھول دیئے جائیں اور اس کا چہرہ کفن سے باہر نکال دیا جائے پھر اس کے لیے دعا مانگی جائے۔ (۲)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: قبر پر پانی ڈالنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رو بقبلہ ہو کر سر کی جانب سے ابتداء کرو اور پائنتی کی طرف سے ہوتے ہوئے دوسری طرف سے پھر سر کی جانب آؤ اور پانی کی دھار منقطع نہ ہو اور جو پانی بچ رہے اس کو قبر کے وسط میں ڈال دو۔ (۳)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: کچی اور پکی دونوں قسم کی قبر بنانا جائز ہے۔ (۴)
- امام حسن عسکری علیہ السلام: قبر پر تختی لگانا اور اس پر میت کا نام لکھنا جائز ہے۔ (۵)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: سوموار (پیر) خمیس (جمعرات) اور جمعہ کو قبروں پر جانا اور مرنے والوں کے لیے دعائے مغفرت کرنا مستحب ہے۔ (۶)

---

(۱) فروع کافی جلد اوّل صفحہ 290 باب 60 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 251 باب 18 حدیث 1 (بروایت امام موسیٰ کاظمؑ)

(۲) من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 125 حدیث 500؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 253 باب 19 حدیث 4

(۳) من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 125 حدیث 500؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 264 باب 32 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 320 حدیث 913

(۴) وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 261 باب 28 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 197 حدیث 3

(۵) وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 269 باب 37 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 461 حدیث 1501؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 217 حدیث 768

(۶) فروع کافی جلد اوّل صفحہ 340 باب 83 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 280 باب ۵۵ حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 130 حدیث 537

طریقہ نمازِ جنازہ

غسل، کفن، دفن یہ سب واجبات کفائی ہیں یعنی چند مومنین سرانجام دے لیں تو دوسروں سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ لیکن سرانجام نہ دیں تو سب گناہ گار ہوں گے۔ مومنین کو چاہیے کہ اپنے مومن بھائی یا مومنہ کی نمازِ جنازہ میں کثرت سے شریک ہوں۔ یہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

نمازِ میت فرداً بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

با جماعت ادا کرنے کا ثواب کثیر ہے۔

نمازِ جنازہ جیسے بھی یاد ہو پڑھی جا سکتی ہے۔

پیچھے کھڑے ہونے والوں کو آہستہ آہستہ پڑھنا چاہیے۔

چھ سال یا اس کے بعد جتنی بھی عمر ہو، فرض کفائی ہے کہ نماز پڑھیں۔

چھوٹے بچے کی نماز پڑھنا سنت ہے بلکہ معاف ہے۔

نمازِ جنازہ کے لیے وضو شرط نہیں ہے کیونکہ اس میں سجدہ نہیں ہے۔ ہر سجدے والی نماز کے لیے وضو شرط ہے۔ البتہ وضو کرنا سنت ہے۔

پیش نماز

میت مرد کی ہو تو پیش نماز جنازہ کی کمر کے پاس کھڑا ہوگا۔ اگر میت عورت کی ہو تو پیش نماز سینہ کے پاس کھڑا ہوگا۔ نماز پڑھانے سے پہلے ولی میت سے اجازت لے۔ میت کو شمالاً جنوباً رکھیں۔ اس کا منہ قبلہ کی طرف کریں۔ تمام نمازی

قبلہ رُخ ہوں۔

نیت

پانچ تکبیر نماز جنازہ حاضر میت پڑھتا ہوں: وَاجِبْ قُرْبَۃً اِلَی اللہ۔

مقتدی اس طرح نیت کریں:

پانچ تکبیر نمازِ جنازہ اس حاضر میت کا پڑھتے ہیں اس پیش نماز کے پیچھے:

وَاجِبْ قُرْبَۃً اِلَی اللہ

پہلی تکبیر کہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

مَیں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اُس کا کوئی

لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ

شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں اور

بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ط

جسے اللہ نے برحق خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے قیامت تک کے لیے

وَاَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ وَ

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام ولی اللہ ہیں اور

اَوْلَادَهُ الْمَعْصُوْمِيْنَ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ وَحُجَجُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ

اُن کی اولاد معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اللہ کے اولیاء اور (تمام مخلوقات پر)

اَجْمَعِیْنَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ

اللہ کی حجتیں ہیں

اب دوسری تکبیر کہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ! محمدؐ وآلِ محمدؐ پر رحمت کاملہ فرما اور

وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

محمدؐ و آلِ محمدؐ پر سلامتی نازل فرما اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر برکتیں نازل فرما

وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ

اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر رحم فرما اس

مُحَمَّدٍ کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ وَ

سے بہتر ہے کہ جو تُو نے رحمت و

سَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

سلامتی اور برکت و رحم ابراہیمؑ اور

وَآلِ ابراھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط وَ

آلِ ابراہیمؑ پر نازل فرمائے تھے۔ بے شک تُو ہی قابلِ تعریف بزرگ ہے

صَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

اور تمام انبیاء و مرسلین اور شہداء اور صدیقین اور اللہ

وَالشُّهَدَآءَ وَالصِّدِّيقِيْنَ وَعِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

کے نیک صالح بندوں پر رحمت فرما۔

پھر تیسری تکبیر کہیے:

اَللهُ اَكْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اے اللہ! مومنین مردوں اور مومنات عورتوں کو بخش دے

وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ

مسلمین اور مسلمات کو بخش دے جو ان میں سے زندہ ہیں

وَالْاَمْوَاتِ تَابِعِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ

اور جو مرچکے ہیں ہم میں اور اُن لوگوں کے درمیان نیکی کی راہ رکھ

اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

بے شک تو دُعاؤں کا قبول کرنے والا ہے بے شک تو ہر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ حَقٌّ جَدِيْرٌ

شے پر قدرت رکھتا ہے۔ اور تو ہی قبول کرنے والا ہے

اَللهُ اَكْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے

اب چوتھی تکبیر کہیں:

اَللهُ اَكْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبدِكَ وَابْنُ / وَابْنَةُ هٰذَا / هٰذِهِ عَبْدُكَ / اَمَتُكَ وَابْنُ / وَابْنَةُ

اے اللہ! بے شک یہ تیرا بندہ (بیٹا/بیٹی) تیرے بندے کا اور بیٹا/بیٹی

اَمَتِكَ نَزَلَ / نَزَلَتْ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ

تیری کنیز کا جو تیرے پاس حاضر ہے اور تو سب سے بہتر ہے جس کے پاس حاضری ہو

اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ / مِنْهَا اِلَّا خَيْرًا وَاَنْتَ

اے اللہ! ہم اس کے متعلق نہیں جانتے سوائے اس کے کہ خیر پر تھا اور تو

اَعْلَمُ بِهٖ / بِهَا مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا / كَانَتْ مُحْسِنَةً

ہم سے بہتر جانتا ہے اے اللہ! اگر وہ نیک تھا / تھی

فَزِدْ فِىْ اِحْسَانِهٖ / اِحْسَانِهَا وَاِنْ كَانَ / وَاِنْ كَانَتْ مُسِيْئًا / مُسِيْئَةً وَمُذْنِبًا / وَمُذْنِبَةً فَتَجَاوَزْ

تو اُس کی نیکی میں اضافہ فرما اور اگر وہ گناہ گار خطا کار تھا/تھی تو اُس کے گناہوں، خطاؤں

عَنْ سَيِّئَاتِهٖ وَذَنْبِهٖ وَاغْفِرْ لَهٗ / سَيِّئَاتِهَا وَذَنْبِهَا وَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ / اجْعَلْهَا

سے درگزر فرما اور اسے معاف فرما دے۔ اے اللہ! اسے

عِنْدَكَ فِىْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَاخْلُفْ عَلٰى اَهْلِهٖ / اَهْلِهَا

اللہ سب سے بڑا ہے

فِی الْغَابِرِیْنَ وَارْحَمْهُ / وَارْحَمْهَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ

قرار دے اور اس پر رحم فرما اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ

الرَّاحِمِیْنَ وَاحْشُرْهُ / وَاحْشُرْهَا مَعَ النَّبِیِّ وَالْاَئِمَّةِ

رحم کرنے والے اسے محشور فرما محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و ائمہ

الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ

طاہرینؑ و معصومینؑ کے ساتھ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے

نوٹ: میت اگر نابالغ بچے کی ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِاَبَوَیْهِ / اجْعَلْهَا لِاَبَوَیْهَا وَلَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا

تلقین مرد اور عورت

پہلے تین مرتبہ محمدؐ و آلِ محمدؐ سرکار پر درود بھیجے پھر یوں تلقین پڑھے:

مرد اِسْمَعْ اِفْهَمْ اِسْمَعْ اِفْهَمْ — یا فلاں بن فلاں
یا
عورت اِسْمَعِیْ اِفْهَمِیْ اِسْمَعِیْ اِفْهَمِیْ — یا فلانۃ بنت فلاں

سُن اور سمجھ ، سُن اور سمجھ یا فلاں بن فلاں یا فلاں بنت فلاں

هَلْ اَنْتَ / اَنْتِ عَلَى الْعَهْدِ الَّذِیْ فَارَقْتَنَا / فَارَقْتِنَا عَلَيْهِ مِنْ

کیا تُو نے اس عہد پر ہم سے مفارقت کی ہے جو

شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

اس امر کی شہادت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو لاشریک ہے

لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسَيِّدُ

یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے عبد اور رسول ہیں اور تمام مرسلین کے

الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ

سردار اور خاتم الانبیاء (آخری نبیؐ) ہیں اور یہ کہ علیؑ مومنین کے

الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَ اِمَامُ

امیر اور تمام جانشینوں کے سردار اور ایسے امام ہیں جن کی

افْتَرَضَ اللهُ طَاعَتَهُ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَاَنَّ
اطاعت اللہ تعالیٰ نے عالمین پر فرض کی ہے اور یہ کہ

الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ وَ
حسنؑ اور حسینؑ اور علیؑ ابن حسینؑ اور

مُحَمَّدَ ابْنَ عَلِيٍّ وَجَعْفَرَ ابْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسٰى
محمدؑ ابن علیؑ اور جعفرؑ ابن محمدؑ اور موسیٰؑ

ابْنَ جَعْفَرٍ وَعَلِيَّ ابْنَ مُوْسٰى وَمُحَمَّدَ ابْنَ
ابن جعفرؑ اور علیؑ ابن موسیٰؑ اور محمدؑ ابن

عَلِيٍّ وَعَلِيَّ ابْنَ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ
علیؑ اور علیؑ ابن محمدؑ اور حسنؑ ابن علیؑ

وَالْقَائِمَ الْحُجَّةَ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَسَنِ
والحجت القائمؑ محمدؑ ابن حسنؑ

الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ
المہدی علیہ السلام صلوات اللہ پر اس کی سلامتی نازل ہو۔ یہ سب

اَئِمَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحُجَجُ اللهِ عَلَى
مومنین کے امام اور اللہ کی حجتیں اور نمائندے

الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ وَاَئِمَّتُكَ / وَاَئِمَّتُكِ اَئِمَّةُ هُدًى اَبْرَارٌ
ہیں تمام مخلوقات پر اور تیرے امام ہیں جو ہدایت کرنے والے ابرار ترین امام ہیں

يَا (يا فلاں بن فلاں / يا فلانة بنت فلاں) اِذَا (آتَاكَ / آتَاكِ) الْمَلَكَانِ الْمُقَرَّبَانِ

(میت کا نام معہ باپ) جب تیرے پاس دو فرشتے دو مقرب ترین

رَسُوْلَيْنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

(منکر و نکیر) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے آئیں گے

وَ (سَئَلَاكَ / سَئَلَاكِ) عَنْ (رَبِّكَ / رَبِّكِ) وَعَنْ (نَبِيِّكَ / نَبِيِّكِ) وَعَنْ (دِيْنِكَ / دِيْنِكِ)

اور تجھ سے سوال کریں گے تیرے ربّ کے متعلق اور تیرے نبیؐ کے متعلق اور تیرے دین

وَعَنْ (كِتَابِكَ / كِتَابِكِ) وَعَنْ (قِبْلَتِكَ / قِبْلَتِكِ) وَعَنْ (اَئِمَّتِكَ / اَئِمَّتِكِ) فَلَا

کے متعلق اور تیری کتاب کے متعلق اور تیرے قبلہ کے متعلق اور تیرے ائمہ معصومینؑ کے متعلق

(تَخَفْ / تَخَافِيْ) وَ (قُلْ / قُوْلِيْ) فِيْ جَوَابِهِمَا اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالَهُ

تو خوفزدہ نہ ہونا، غمگین نہ ہونا بلکہ اُن کے جواب میں کہو، اللہ تعالیٰ میرا

رَبِّيْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ربّ ہے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی

نَبِيِّيْ وَالْاِسْلَامُ دِيْنِيْ وَالْقُرْآنُ كِتَابِيْ وَالْكَعْبَةُ

ہیں اور اسلام میرا دین ہے اور قرآنِ مجید میری کتاب ہے اور

قِبْلَتِيْ وَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

کعبہ میرا قبلہ ہے اور امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ میرے

اِمَامِيْ وَالْحَسَنُ ابْنُ عَلِيِّ نِ الْمُجْتَبٰى اِمَامِيْ

امام ہیں اور حسنؑ ابن علی مجتبیٰ میرے امام ہیں

وَالْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ الشَّهِيْدُ بِكَرْبَلَا اِمَامِيْ

اور حسینؑ ابن علیؑ شہید کربلا میرے امام ہیں

وَعَلِيٌّ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اِمَامِيْ وَمُحَمَّدُ ابْنُ

اور علی ابن حسین زین العابدینؑ میرے امام ہیں اور محمدؑ ابن

عَلِيٍّ الْبَاقِرُ اِمَامِيْ وَجَعْفَرُ الصَّادِقُ

علیؑ ابن الباقرؑ میرے امامؑ ہیں اور جعفر صادقؑ میرے امام

اِمَامِيْ وَمُوْسٰى ابْنُ جَعْفَرٍ الْكَاظِمُ اِمَامِيْ

ہیں اور امام موسیٰ کاظمؑ میرے امامؑ ہیں

وَعَلِيٌّ ابْنُ مُوْسٰى الرِّضَا اِمَامِيْ وَمُحَمَّدُ

اور علیؑ ابن موسیٰ رضا میرے امام ہیں اور محمد جوادؑ

الْجَوَادُ اِمَامِيْ وَعَلِيٌّ الْهَادِيْ اِمَامِيْ وَالْحَسَنُ

میرے امام ہیں اور علی نقیؑ میرے امام ہیں اور حسنؑ

الْعَسْكَرِيْ اِمَامِيْ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ الْحُجَّةُ

عسکریؑ میرے امام ہیں اور محمدؑ ابن حسنؑ حجة المنتظر

الْمُنْتَظَرِ اِمَامِيْ هٰؤُلَآءِ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ

میرے امام ہیں ان سب کے سب پر اللہ کی رحمت کاملہ

اَجْمَعِيْنَ اَئِمَّتِيْ وَسَادَتِيْ وَقَادَتِيْ وَشُفَعَآئِيْ

ہو۔ یہ سب کے سب میرے امام، سردار اور قائد ہیں اور میرے

بِهِمْ اَتَوَلّٰی وَمِنْ اَعْدَآئِهِمْ اَتَبَرَّءُ

شفاعت کرنے والے ہیں ان سے مجھے محبت ہے ان کے دشمنوں سے میں

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ثُمَّ اِعْلَمْ / اِعْلَمِيْ یافلاں بن فلاں / یافلانۃ بنت فلاں

بیزار ہوں دُنیا و آخرت میں پھر تو جان لے اے فلاں بن فلاں

اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نِعْمَ الرَّبُّ وَ

بے شک اللہ تعالیٰ سبحانہ بہترین ربّ ہے اور

اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ

بہترین رسول ہیں اور علی ابن ابی طالبؑ مومنوں کے

ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَّاَوْلَادَهُ الْاَئِمَّةَ الْاَحَدَ

امیر اور ان کی اولاد گیاراں امامؑ سب کے

عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَاَنَّ مَاجَآءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ

سب بہترین رہبر، امام اور پیشوا ہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَقٌّ وَاَنَّ

جو کچھ دین (قرآن، ذوالفقار، آلِ رسولؐ) آئے ہیں سب حق ہیں اور یہ کہ

الْمَوْتَ حَقٌّ وَّسُؤَالَ مُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ

موت حق ہے اور منکر و نکیر کے سوال حق ہیں جو قبر میں ہوں گے

وَالْبَعْثَ حَقٌّ وَالنُّشُوْرَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ حَقٌّ

اور دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور حشر و نشر حق ہے اور صراط حق ہے

وَالْمِيْزَانَ حَقٌّ وَتَطَايُرَ الْكُتُبِ حَقٌّ وَالْجَنَّةَ

اور میزان حق ہے اور کتابوں کا کھلنا حق ہے اور جنت

حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ

حق ہے اور دوزخ حق ہے اور یہ کہ قیامت ضرور آئے گی اس میں

فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ

کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ انھیں زندہ کر کے اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں

يَا اَفَهِمْتَ / اَفَهِمْتِ يَا فلاں بن فلاں / يا فلانة بنت فلاں ثَبَّتَكَ / ثَبَّتَكِ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

کیا تو سمجھا یا سمجھی اے فلاں بن فلاں؟ اللہ تجھے عقائد حقہ پر ثابت قدم رکھے اور

وَ هَدَاكَ / هَدَاكِ اللّٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَّعَرَّفَ

تجھے صراطِ معصومین علیہم السلام کی ہدایت کرے

اللّٰهُ بَيْنَكَ / بَيْنَكِ وَبَيْنَ اَوْلِيَائِكَ / اَوْلِيَائِكِ فِيْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ

اللہ تجھے اور تیرے محبوب اولیاء کے درمیان اپنی رحمت سے

رَّحْمَتِهٖ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ / جَنْبَيْهَا

جگہ دے اے اللہ اس کے پہلوؤں سے زمین کو دور کر دے

وَاصْعَدْ بِرُوْحِهٖ / بِرُوْحِهَا اِلَيْكَ وَ لَقِّهٖ / لَقِّهَا مِنْكَ بُرْهَانًا

اس کی روح اپنی طرف بلند کر اور اپنی طرف برہان عطا کر

اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْهُ

اے اللہ! اے معاف کردے، اے اللہ! اس قبر کو

رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَلَا

جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ قرار دے اے

تَجْعَلْهُ حُفْرَةً مِنْ حُفَرِ النَّارِ

جہنم کی وادیوں میں سے کوئی وادی نہ بنا۔

قبر میں تلقین پڑھانے والا اب باہر آجائے۔ اب قبر بند کر دی جائے گی۔ اُلٹے ہاتھ سے مٹی ڈال کر کہیں وَ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ قبر بند ہوجائے پھر قبلہ رُخ ہوکر سرہانے سے پانی چھڑکتے ہوئے ساری قبر پر پانی چھڑکیں۔ پھر سات مرتبہ سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھیں۔ پھر سب چالیس قدم دُور چلے جائیں۔ پھر ایک بار سالم تلقین بآواز بلند رُک رُک کر پڑھی جائے۔

تعزیت اور سوگ

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: مرنے والے کے گھر والوں اور قریبی رشتہ داروں کو تعزیت ادا کرنا واجب ہے۔ [۱]

❁ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تعزیت پیش کرنا دخول جنت کا باعث ہے۔ [۲]

❁ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: تعزیت چاہے دفن سے پہلے کی جائے یا دفن کے بعد ہر طرح جائز ہے۔ [۳]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: اہل اعزاء (صاحب مصیبت) کے ہمسایوں کو چاہیے کہ تین دن تک ان کے گھر کھانا بھیجیں۔ [۴]

---

[۱] حوالہ: من لا یحضر ہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 126 حدیث 504 اور 506؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 275 باب 48 حدیث 3 اور 4؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 204 حدیث 4

[۲] من لا یحضر ہ الفقیہ جلد اول صفحہ 127 حدیث 502؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 274 باب 46 حدیث 5؛ ثواب الاعمال صفحہ 235 حدیث 1

[۳] من لا یحضر ہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 126 حدیث 503؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 275 باب 47 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 463 حدیث 15,16؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 217 حدیث 769؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 205 حدیث 9

[۴] فروع کافی جلد اوّل صفحہ 325 باب 77 حدیث 3؛ من لا یحضر ہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 127 حدیث 509؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 287 باب 67 حدیث 4

اذان واقامت کے احکامات

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان اور اقامت دونوں حتمی اور لازمی ہیں۔ [۱]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان بیٹھ کر دی جاسکتی ہے جب کہ اقامت کھڑے ہو کر ہی کہی جائے گی اسی طرح اذان سواری پر بھی دے سکتے ہیں لیکن اقامت صرف زمین پر کھڑے ہو کر ہی کہی جاسکتی ہے۔ [۲]
- امام علی رضا علیہ السلام: اذان اور اقامت سنت لازمہ ہیں لیکن اقامت واجب نہیں ہے۔ [۳]
- امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص اذان سُنے اس کو وہی کلمات دہرانے چاہئیں جو موذن کہے۔ [۴]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوٰۃ کہے تو کھڑے ہو جانا چاہیے۔ [۵]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص اذان دے تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنے کانوں میں اپنی دو انگلیاں داخل کرے۔ [۶]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 189 حدیث 874

[۲] فروع کافی جلد دوم صفحہ 62 باب 17 حدیث 16؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 188، حدیث 868؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 53 باب 13 حدیث 7,5,4؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 56 حدیث 195 (بروایت امام موسیٰ کاظمؑ)؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 302 حدیث 1119

[۳] مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 47 حدیث 4147 ؛ فقہ الرضا صفحہ 06

[۴] من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 193 حدیث 904؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 80 باب 45 حدیث 4؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 64 باب 12 حدیث 29 (بروایت امام محمد باقرؑ جبکہ یہ سند مجہول ہے)؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 57 حدیث 4170؛ بحار الانوار جلد 90 صفحہ 295 حدیث 7؛ مکارم الاخلاق صفحہ 348

[۵] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 77 باب 41 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 285 حدیث 1143؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم حدیث 4165

[۶] من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 189 حدیث 873؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 56 باب 17 حدیث 1؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم حدیث 4127

- امام علی رضا علیہ السلام: اذان واقامت میں پینتیس حروف ہیں: اذان میں اٹھارہ اور اقامت میں سترہ فصول ہیں۔ [1]
- وسائل الشیعہ، جلد ۴، ص ۶۱ پر اذان واقامت کی فصول کے بارے میں کئی روایات بیان کی گئی ہین جن میں سے حدیث ۱۸ میں کہا گیا ہے کہ اذان و اقامت کی ۳۸ فصول ہیں، یعنی ۲۰ فصول اذان کی اور ۱۸ فصول اقامت کی۔ یہی وہ اذان و اقامت ہیں کہ جن میں علی ولی اللہ لازم ہے۔ اذان میں دومرتبہ اور اقامت میں ایک مرتبہ۔

فصول	اذان میں	اقامت میں
اللہُ اکبر	۴ مرتبہ	۲ مرتبہ
اَشھد اَنّ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ	۲ مرتبہ	۲ مرتبہ
اَشھد اَنّ مُحَمَّدًا رَسُوْل اللہ	۲ مرتبہ	۲ مرتبہ
اشھد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ	۲ مرتبہ	۲ مرتبہ
حیّ عَلَی الصلٰوۃ	۲ مرتبہ	۲ مرتبہ
حیّ عَلَی الفلاح	۲ مرتبہ	۲ مرتبہ
حیّ علیٰ خیر العمل	۲ مرتبہ	۲ مرتبہ
قد قامت الصلوٰۃ	-	۲ مرتبہ
اللہُ اکبر	۲ مرتبہ	۲ مرتبہ
لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ	۲ مرتبہ	ایک مرتبہ
کل فصول	۱۸	۱۷

[1] فروع کافی، جلد دوم، صفحہ 59، باب 17، حدیث 3؛ وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 57، باب 19، حدیث 1

- امام جعفر صادق علیہ السلام: سفر کی حالت میں اذان اسی طرح قصر ہو جاتی ہے جس طرح نماز ہوتی ہے لہٰذا سفر میں صرف اقامت کافی ہے۔ [1]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت۔ [2]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہو۔ [3]

اوقاتِ نماز

مواقیت الصلوٰۃ کے احکام

- خدا تعالیٰ: اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ [4]

ترجمہ: ''زوال آفتاب سے آدھی رات تک (مقررہ) نمازیں پڑھ لیا کر اور صبح کا قرآن (یعنی نماز)''۔ (ترجمہ: سید مقبول احمد دہلوی)

تفسیر آیت: ''زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت (بنی اسرائیل 78) کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرمایا ''دلوک''

---

[1] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 44 باب 55 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 51 حدیث 170؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 192 حدیث 90

[2] فروع کافی جلد دوم صفحہ 62 باب 17 حدیث 19؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 197 حدیث 908؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 54 باب 14 حدیث 6؛ الخصال شیخ صدوق صفحہ 585؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 34 حدیث 4114؛ دعائم الاسلام جلد اول صفحہ 146

[3] من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 198 حدیث 911؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 80 باب 46 حدیث 2؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 62 حدیث 4183؛ بحار الانوار جلد 84 صفحہ 163 حدیث 67؛ دعائم الاسلام جلد اول صفحہ 14

[4] سورۃ بنی اسرائیل پارہ 15 آیت 78

سے مراد سورج کا زوال ہے اور ”غسق اللّیل“ سے نصف شب کا وقت مراد ہے اس میں چار نمازوں کا ذکر ہے رسولؐ خدا نے اپنے عمل سے ان کا وقت متعین کیا ہے ”وقرآن الفجر“ سے فجر کی نماز مراد ہے۔[1]

- امام محمد باقر علیہ السلام: جب زوال ہوجائے تو ظہر وعصر دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب سورج ڈوب جائے تو مغرب وعشاء دونوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔[2]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب زوال آفتاب ہوجائے تو سمجھ لو کہ ظہر وعصر کا وقت ہوگیا بس اتنا ہے کہ پہلے ظہر اور بعد میں عصر ہوگی مگر غروب آفتاب تک تم دونوں نمازوں کے وقت میں ہو۔[3]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: دن کی نماز (ظہرین) غروب آفتاب تک قضا نہیں ہوتی اور رات کی نماز (مغربین) طلوع فجر تک قضا نہیں ہوتی اور فجر کی نماز طلوع آفتاب تک قضا نہیں ہوتی۔[4]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: زوال کی پہچان یہ ہے کہ تین بالشت کم وبیش کی لکڑی لے کر (سورج کے سامنے) زمین میں گاڑھ کر دیکھو اگر اس کا سایہ (مشرق

---

[1] تفسیر نور الثقلین، جلد پنجم صفحہ 258

[2] من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 153 حدیث 648؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 97 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 19 حدیث 54

[3] من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 153 حدیث 647؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 97 باب 4 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 24 حدیث 68 اور صفحہ 26 حدیث 73؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 246 حدیث 881 اور صفحہ 260 حدیث 934؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 20 حدیث 6 اور 10

[4] وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 114 باب 10 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 256 حدیث 1015؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 260 حدیث 933

کی جانب) بڑھ چکا ہے تو سمجھو زوال ہو گیا ہے۔ [۱]

- امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: جب قرص آفتاب (سورج کا گولہ) چھپ جائے تو مغرب کا وقت ہو جائے گا۔ [۲]
- امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: سورج کے قرص (گردہ یا گولہ) کا غروب ہونا یہ ہے کہ جب اس پر نگاہ کرو اور وہ نظر نہ آئے تو مغرب کا وقت ہو گا۔ [۳]
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص وقت کے اندر ایک رکعت بھی پڑھ لے تو گویا اس نے تمام نماز (وقت میں) پڑھ لی۔ [۴]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: بغیر کسی علت وسبب و عذر کے ظہر اور عصر کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور مغرب وعشاء کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھنا سنت رسولؐ ہے۔ [۵]

تکبیرۃ الاحرام کے احکام

- امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز کو شروع کرتے وقت اپنے (دونوں) ہاتھ چہرے

---

[۱] وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ باب 11 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 27 حدیث 76

[۲] من یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 154 حدیث 655؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 25 باب 05 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 123 باب 16 حدیث 15

[۳] وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 124 باب 16 حدیث 18؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 27 حدیث 79؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 262 حدیث 942؛ علل الشرائع صفحہ 350 حدیث 4؛ امالی شیخ صدوقؒ (عربی) صفحہ 71 حدیث 10

[۴] وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 141 باب 30 حدیث 4

[۵] وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 143 باب 32 حدیث 4، 8؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 18 حدیث 66؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 321 باب 11 حدیث 4 اور 5؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 34 باب 08 حدیث 1

تک اُٹھائے جائیں۔ [۱]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: آغاز نماز میں ایک تکبیر کافی ہے لیکن تین بہتر اور سات افضل ہیں۔ [۲]

دُعائے توجہ

- اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ وَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ منهاجِ عَلِیٍّ حَنِیْفًا مُسْلِمًا وَمَا انا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: (میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے ملت ابراہیم، دین محمدؐ اور مسلک علیؑ پر قائم رہتے ہوئے سیدھا مسلمان ہوں میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں میری نماز میری عبادت میرا جینا میرا مرنا تمام عالمین کے رب کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں میں خدائے سمیع وعلیم کی پناہ چاہتا ہوں شیطان رجیم سے) [۳]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: تکبیرۃ الاحرام کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو چہرے کے

---

[۱] فروع کافی جلد دوم صفحہ 68 باب 19 حدیث 1

[۲] فروع کافی جلد دوم صفحہ 68 باب 19 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 11 باب 1 حدیث 4 (بروایت امام محمد باقرؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 66 حدیث 247

[۳] من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 200 حدیث 916؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 140 حدیث 4332؛ فلاح السائل صفحہ 132

برابر تک اس طرح اُٹھائے کہ ہتھیلیاں قبلے کی طرف ہوں۔ [1]

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت، رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، سجدہ کرتے وقت الغرض ہر واجبی یا مستحبی تکبیر کہتے وقت رفع یدین ضروری ہے۔ [2]

قیام وقعود کے احکام

- امام محمد باقر علیہ السلام: انسان جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو ایک قدم کو دوسرے سے نہ ملائے بلکہ ان کے درمیان کم سے کم چند (تین) انگلیوں کا اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کا یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ رکھے اپنے کندھے سیدھے اور برابر رکھے اور اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ دے اور اپنی انگلیاں کھولے نہیں اور دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں کے مقابل اپنی رانوں پر رکھے اور اس کی نظر سجدے کی جگہ پر ہو اور جب سجدے میں جانے لگے تو دونوں ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہے اور پہلے ہاتھ زمین پر رکھے اور بعد میں گھٹنے۔ [3]
- امام محمد باقر علیہ السلام: جو تندرست ہے وہ قیام وقعود کی حالت میں ہی نماز پڑھے گا (یعنی لازم ہے) اور جو بیمار ہے وہ بیٹھ کر پڑھے گا اور اگر بیٹھ کر پڑھنے والا بیمار سے بھی زیادہ کمزور ہے تو وہ پہلو کے بل لیٹ کر پڑھے گا۔ [4]

---

[1] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 122 باب 9 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 66 حدیث 240

[2] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 123 باب 09 حدیث 13؛ امالی شیخ طوسی (عربی) جلد اوّل صفحہ 386؛ تفسیر مجمع البیان جلد پنجم صفحہ 550

[3] فروع کافی جلد دوم صفحہ 107 باب 28 حدیث 1

[4] فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 411 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 95 باب 1 حدیث 01؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 169 حدیث 672

قرأت کے احکام

- امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص اپنی نماز میں بلند آواز سے یا دھیمی آواز سے سورۃ حمد (فاتحہ) نہ پڑھے اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ [۱]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز فریضہ میں سورۂ حمد کے بعد صرف ایک سورۃ پڑھنی چاہیئے نہ کم اور نہ زیادہ۔ [۲]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: سورۃ والضحیٰ اور الم نشرح مل کر ایک سورہ بنتا ہے اسی طرح سورۃ فیل اور سورہ لایلاف قریش بھی مل کر ایک سورہ بنتے ہیں اس لیے حمد کے بعد اگر پڑھے جائیں تو ہمیشہ دنوں کو ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے۔ [۳]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز چاہے جہری ہو یا سری بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا لازم ہے۔ [۴]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھو تو جب وہ ولا الضالین کہے تو تم الحمد للہ رب العالمین کہو۔ امین ہرگز نہ کہو۔ [۵]

---

[۱] فروع کافی جلد دوم صفحہ 79 باب 20 حدیث 29؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 129 باب 1 حدیث 1 اور صفحہ 155 باب 27 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 147 حدیث 576؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 310 حدیث 1152؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 158 چہارم حدیث 4365 (بروایت حضور اکرمؐ)؛ فقہ الرضا صفحہ 7

[۲] فروع کافی جلد دوم صفحہ 75 باب 20 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 131 باب 04 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 69 حدیث 253؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 314 حدیث 1167

[۳] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 137 باب 10 حدیث 3 اور 4؛ تفسیر مجمع البیان جلد پنجم صفحہ 544 اور 507

[۴] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 138 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 68 حدیث 264؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 310 حدیث 1154؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 189 باب 89 حدیث 4456

[۵] فروع کافی جلد دوم صفحہ 74 باب 20 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 143 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 74 حدیث 275؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 318 حدیث 1185

- امام علی رضا علیہ السلام: نمازِ فجر، نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء میں پچھلی دو رکعت بالجہر واجب ہے۔ [1]
- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: عورت پر جہر واجب نہیں ہے۔ [2] (جہر یعنی بلند آواز کے ساتھ پڑھنا)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ یا (اگر چاہو تو) تسبیح اربعہ پڑھ لو۔ [3]
- امام محمد باقر علیہ السلام: نماز فریضہ میں سورہ عزائم (جن میں واجب سجدے ہیں) میں سے کوئی سورۃ نہ پڑھو کیونکہ نماز فریضہ میں ایک سجدہ کی زیادتی ہوجائے گی۔ [4]
- امام محمد باقر علیہ السلام: تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد یا یہ پڑھو:
سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَاللهُ اَکْبَر (اسے تسبیحات اربعہ کہتے ہیں)۔
بعدازاں تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ۔ [5]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 204 حدیث 927؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 153 باب 25 حدیث 1؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 263 باب 182 حدیث 9؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 109 باب 34 حدیث 1

[2] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 159 باب 31 حدیث 2؛ قرب الاسناد صفحہ 100

[3] فروع کافی جلد دوم صفحہ 82 باب 22 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 167 باب 42 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 294 حدیث 1185

[4] فروع کافی جلد دوم صفحہ 81 باب 21 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 165 باب 40 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 96 حدیث 361

[5] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 167 باب 42 حدیث 5؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 319 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 98 حدیث 367؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 321 حدیث 1198

رکوع کے احکام

☼ امام محمد باقر علیہ السلام: رکوع میں جانے سے پیشتر سیدھا کھڑے ہو جاؤ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاؤ اور اپنے پیر برابر رکھو ان کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو اپنی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھو اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ سے پہلے گھٹنوں پر رکھو پھر بائیں ہاتھ رکھو اور اپنی پشت کو تان لو اور گردن کو دراز کرو اور اپنی نظر قدموں کے بیچ میں رکھو پھر کہو: سبحان ربی العظیم وبحمدہ یہ تین بار کہو پھر سیدھے کھڑے ہو کر باآواز بلند کہو: سمع اللہ لمن حمدہ، پھر اپنے ہاتھ تکبیر کے لیے اُٹھاؤ اور سجدہ میں چلے جاؤ۔ [۱]

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: رکوع یا سجدے میں محمدؐ وآلِ محمدؑ پر درود بھیجنا ایسا ہی ہے جیسے تکبیر تسبیح اور یہ ان نیکیوں کے برابر ہے جنہیں اٹھارہ فرشتے نبی کے پاس لے جاتے ہیں۔ [۲]

☼ امام محمد باقر علیہ السلام: عورت جب رکوع میں جائے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے اوپر ران پر رکھے۔ [۳]

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام: رکوع میں سبحان ربی العظیم وبحمدہ ایک بار فرض ہے تین بار سنت لیکن اگر سات بار پڑھو تو یہ افضل ہے۔ [۴]

---

[۱] فروع کافی جلد دوم صفحہ 83 باب 23 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 274 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 77 حدیث 289

[۲] فروع کافی جلد دوم صفحہ 87 باب 24 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 290 باب 20 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 299 حدیث 1206

[۳] فروع کافی جلد دوم صفحہ 108 باب 28 حدیث 2

[۴] وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 276 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 76 حدیث 282؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 223 حدیث 1205

سجود کے احکام

- امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا نے رکوع اور سجود کو فرض قرار دیا ہے۔ (۱)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سات چیزوں کا سجدہ واجب ہے۔ (1) پیشانی۔ (3,2) دونوں ہتھیلیاں۔ (5,4) دونوں گھٹنے۔ (7,6) پاؤں کے دونوں انگوٹھے۔ (۲)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: پہلے سجدے سے سر اُٹھا کر سیدھا بیٹھو اور تکبیر کہو۔ (۳)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: پہلے سجدے کے بعد تکبیر کہو اور پھر استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ کہو۔ اور پھر تکبیر کہہ کر دوسرے سجدے میں جاؤ۔ (۴)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ اس طرح ہے کہ بائیں ران پر زور دے کر بیٹھو اور داہنے قدم کی پشت کو بائیں قدم کے تلوے کے حصّہ پر رکھو۔ (۵)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب دوسرے سجدے سے سر اُٹھاؤ اور اٹھنا چاہو تو پہلے آرام سے بیٹھو پھر اُٹھو۔ (۶)

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 282 باب 9 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 147 حدیث 575؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 310 حدیث 1153

(۲) فروع کافی جلد دوم صفحہ 71 باب 19 حدیث 6 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 299 باب 4 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 299 حدیث 1204؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 327 حدیث 1224؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 454 باب 4 حدیث 5144؛ فقہ الرضا صفحہ 8

(۳) مذکورہ حوالہ جات

(۴) مذکورہ حوالہ جات

(۵) مذکورہ حوالہ جات

(۶) وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 301 باب 5 حدیث 3 اور حدیث 4 (بروایت حضرت امیرؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 82 حدیث 303؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 328 حدیث 1229

- امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت جب سجدہ کرے تو گھٹنوں کے بل جائے نہ کہ ہاتھوں کے بل جیسا کہ مرد کرتا ہے۔ اور جب سجدہ کرے تو دونوں ہاتھ پھیلا کر رکھے جب کہ اعضاء کو ملا لے۔ [۱]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت جب سجدہ میں جائے تو اعضاء کو ملا لے اور جب مرد سجدہ میں جائے تو اپنے اعضاء کھلے رکھے۔ [۲]
- سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ کے علاوہ بھی تسبیحات نقل ہوئی ہیں جن کا ذکر ہم نے رکوع کے احکام میں کیا ہے۔ لہٰذا یہ تسبیح پڑھنا یا اس کے علاوہ کوئی تسبیح پڑھنا درست ہے۔ مثلاً لا الہ اِلّا اللہ والحمد للہ و اللہ اکبر کہنا جائز ہے۔ یا پھر سبحان اللہ کہنا بھی کافی ہے۔ [۳]
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سجدہ میں ناک کا زمین پر لگانا سنت ہے۔ [۴]

سجدہ گاہ کے احکام

- امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ چیز جو زمین سے اُگے سوائے ان چیزوں کے جو کھائی اور پہنی جاتی ہیں پر سجدہ جائز ہے۔ [۵]

---

[۱] فروع کافی جلد دوم صفحہ 108 باب 29 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 8.1 باب 1 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 335 حدیث 2؛ علل الشرائع صفحہ 355 باب 68 حدیث 1

[۲] فروع کافی جلد دوم صفحہ 109 باب 28 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 299 باب [illegible] حدیث [illegible]؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 95 حدیث 353

[۳] فروع کافی جلد دوم صفحہ 100 باب 25 حدیث 5

[۴] فروع کافی جلد دوم صفحہ 71 باب 19 حدیث 06 (برروایت امام جعفر صادقؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 299 باب 4 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 299 حدیث 1204؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 327 حدیث 1224؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 454 باب 04 حدیث 5144؛ فقہ الرضا صفحہ 08

[۵] فروع کافی جلد دوم صفحہ 100 باب 26 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 181 حدیث 130

✿ امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ، امام موسیٰ کاظمؑ و امام علی رضا علیہم السلام: درج ذیل چیزوں پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے: (1) روٹی۔ (2) کپڑا۔ (3) اُون۔ (4) حیوان کا کوئی حصّہ۔ (5) کھانے کی کوئی چیز۔ (6) پھل۔ (7) بال۔ (8) پرندوں کے پر۔ (9) قبر۔ (10) چونا۔ (11) لکھا ہوا کاغذ۔ (12) شیشہ۔ (13) کلر والی زمین۔ (14) برف۔ (15) سونا۔ (16) چاندی۔ (17) راکھ۔ [1]

✿ امام جعفر صادق علیہ السلام: خاکِ شفاء (تربتِ حُسینیہ) پر سجدہ ہر چیز سے افضل ہے۔ [2]

قنوت کے احکام

✿ امام محمد باقر علیہ السلام: قنوت ہر نماز میں ہے چاہے فریضہ ہو یا نافلہ۔ [3]

✿ امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز چاہے جہری ہو یا سری قنوت ہر نماز میں ہے۔ [4]

✿ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: قنوت (دوسری رکعت میں) رکوع سے پہلے قرأت کے

---

[1] فروع کافی جلد دوم صفحہ 101 تا 103 باب 26 حدیث 14,12,6,9,2,1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 181 حدیث 830 اور 831؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 438 باب 1 حدیث 7 اور صفحہ 439 باب 2 حدیث 1 اور صفحہ 442 باب 6 حدیث 1 اور صفحہ 443 باب 7 حدیث 3 اور صفحہ 444 باب 9 حدیث 1 اور صفحہ 445 باب 12 حدیث 1

[2] وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 448 باب 16 حدیث 4,3؛ مصباح المتہجد از شیخ طوسیؒ صفحہ 677

[3] حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 210 حدیث 934؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 256 باب 1 حدیث 2؛ مستدرک الوسائل چہارم صفحہ 396 باب 1 حدیث 5004 (بروایت امیر المومنینؑ)

[4] فروع کافی جلد دوم صفحہ 113 باب 30 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول 211 حدیث 943؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 256 باب 1 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 89 حدیث 329؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 338 حدیث 1270

بعد ہے۔[1]

- امام محمد باقر علیہ السلام: قنوت ہر نماز میں دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے۔[2]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: قنوت کے لیے کوئی مخصوص قول مقرر نہیں ہے البتہ خدا کی ثنا کرو اپنے نبیؐ پر درود بھیجو اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔[3]
- امام محمد باقر علیہ السلام: ہر قنوت با آواز بلند پڑھنا چاہیے۔[4]
- امام محمد باقر علیہ السلام: تشہد اور قنوت میں جو تم جانتے ہو اس میں جو احسن و اولی ہے وہی پڑھو کیونکہ اگر یہ معین ہوتا تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔[5]

تشہد کے احکام

- امام جعفر صادق علیہ السلام: (اگر نماز چار رکعتی ہو تو) جب دوسری رکعت کا تشہد پڑھ چکو تو اپنے ہاتھوں پر سہارا دے کر اٹھو اور کہو: بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد[6]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: تشہد یوں پڑھا جائے:

---

[1] فروع کافی جلد دوم صفحہ 115 باب 30 حدیث 13؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 397 باب 3 حدیث 5007 (بروایت امام رضا)؛ فقہ الرضا صفحہ 8

[2] فروع کافی جلد دوم صفحہ 114 باب 30 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 259 باب 3 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 89 حدیث 330؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 338 حدیث 1271

[3] من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 201 حدیث 933؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 264 باب 9 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 130 حدیث 502

[4] من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 211 حدیث 944؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 272 باب 21 حدیث 1

[5] فروع کافی جلد دوم صفحہ 110 باب 29 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 330 باب 5 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 102؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 11 حدیث 5246؛ کتاب عاصم بن حمید صفحہ 27

[6] فروع کافی جلد دوم صفحہ 112 باب 29 حدیث 9 اور 10؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 325 حدیث 1332؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 16 حدیث 5260؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 86 باب 1 حدیث 6 اور صفحہ 308 باب 13 حدیث 3؛ دعائم الاسلام جلد اول صفحہ 164

بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَخَيْرَ والاسماء كُلُّهَا لِلّٰه اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْراً وَ نَذِيْراً بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ وَاَشْهَدُ اَنَّ رَبِّیْ نِعْمَ الرَّبِ وَ اَنَّ مُحَمَّداً نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَ اَنَّ عَلِياً نِعْمَ الْوَصِیُّ وَ نِعْمَ الْاِمَام اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ اُمَّتِهٖ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ [1]

- **امیر المومنین علیہ السلام:** یادرکھو کہ محمدؐ کی نبوت اور میری ولایت ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہیں جس نے میری ولایت کا اقرار نہ کیا اسے محمدؐ کی نبوت کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ [2]
- **امام محمد باقر علیہ السلام:** تشہد اور قنوت کے لیے کوئی جملہ معین نہیں ہے پس جو تمھیں معلوم ہے اس میں سے جو احسن و اولیٰ ہے وہی پڑھو کیونکہ اگر یہ معین (مقرر) ہوتا تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔ [3]
- **امام جعفر صادق علیہ السلام:** جب تشہد میں بیٹھو تو بائیں ران پر زور دے کر بیٹھو اور داہنے قدم کی پشت کو بائیں قدم کے تلے کے حصّے پر رکھو اور ہاتھوں کی

---

[1] یکدورہ فقہ کامل فارسی از محمد تقی مجلسی صفحہ 31؛ القطرہ من بحار از شیخ مستنبط جلد دوم صفحہ 93؛ شناخت امیرالمومنین از شیخ عباس قمر بنی ہاشم صفحہ 103؛ منہاج الصلاح از حجۃ الاسلام موسوی کشمیری صفحہ 147؛ توضیح المسائل، مبشر کافی، صفحہ 197، مسئلہ 949

[2] القطرہ من بحار، جلد اوّل، صفحہ 196؛ بحار انوار، جلد 26، صفحہ 3؛ مشارق انوار الیقین، صفحہ 274

[3] فروع کافی جلد دوم صفحہ 110 باب 29 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 102 حدیث 381؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 11 حدیث 5246؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 330 باب 05 حدیث 1؛ جواہر الکلام جلد دہم صفحہ 273؛ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 334 حدیث 3234 اور 3235؛ حدائق الناضرہ جلد ہشتم صفحہ 441؛ مستند الشیعہ جلد پنجم صفحہ 326؛ کتاب عاصم بن حمید صفحہ 27

انگلیاں ملا کر زانوؤں پر رکھو۔ [1]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: تشہد یوں پڑھا جائے:

بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَخَيْرَ والاسماء كُلُّهَا لِلّٰه اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَه بِالْحَقِّ بَشِيْراً وَ نَذِيْراً بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ وَ اَشْهَدُ اَنَّ رَبِّىْ نِعْمَ الرَّبِ وَاَنَّ مُحَمَّداً نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَ اَنَّ عَلِياً نِعْمَ الْوَصِىُّ وَ نِعْمَ الْاِمَام اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ اُمَّتِهِ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ [2]

❁ امام محمد باقر علیہ السلام: جناب جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ولا تجهر بصلاتك... (بنی اسرائیل: 110) کی تفسیر پوچھی تو آپؑ نے فرمایا: علیؑ کی ولایت کو بلند آواز سے بیان نہ کرو اور وہ نماز میں ہے اور میں نے جو اعزاز و اِکرام علیؑ کو دیا ہے اسے بلند آواز سے بیان نہ کرو اور اخفات بھی نہ کرو یعنی خود علیؑ سے یہ باتیں مت چھپاؤ۔ میں نے اسے جو اعزاز و اکرام دیا ہے اس کو اس سے باخبر رکھو اور جہاں تک وابتغ بین ذٰلك کا تعلق ہے تو خدا یہ کہہ رہا ہے کہ تم مجھ سے ولایتِ علیؑ کو بلند آواز سے بیان کرنے کا سوال کرتے رہو۔ چنانچہ اللہ نے آپؐ کو غدیر خم کے دن اس کی اجازت دے

---

[1] فروع کافی جلد دوم صفحہ 71 باب 19 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 196 حدیث 916؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 83 باب 1 حدیث 1

[2] یکدورہ فقہ کامل فارسی از محمد تقی مجلسی صفحہ 31؛ القطرہ من بحار از شیخ مستنبط جلد دوم صفحہ 93؛ شناخت امیر المومنین از شیخ عباس قمر بنی ہاشم صفحہ 103؛ منہاج الصلاح از حجۃ الاسلام موسوی کشمیری صفحہ 117؛ توضیح المسائل، مبشر کافی، صفحہ 197، مسئلہ 949

دی تھی۔ [۱]

- امام علی رضا علیہ السلام: اللہ فرماتا ہے کہ میں محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بغیر کسی کا عمل قبول نہیں کروں گا۔ [۲]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بھی تم میں سے کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو وہ فوراً علیًا امیر المومنین بھی کہے۔ [۳]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اللہ فرماتا ہے کہ جو شخص اس بات کی گواہی نہ دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یا یہ گواہی تو دے لیکن یہ گواہی نہ دے کہ محمدؐ میرے بندے اور رسول ہیں یا یہ گواہی تو دے لیکن اس کی گواہی نہ دے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرے خلیفہ ہیں یا یہ گواہی تو دے لیکن اس کی گواہی نہ دے کہ اس کی اولاد میں ائمہؑ میری حجت ہیں تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور میری عظمت کو کم تر جانا اور آیات و کتب کا انکار کیا۔ پس اگر مجھے ندا دے گا تو اس کی آواز نہ سنوں گا۔ اگر دُعا کرے گا تو اس کی دُعا قبول نہ کروں گا اور اگر مجھ سے اُمید رکھے گا تو اس کی امید قطع کر دوں گا۔ یہی میری طرف سے اس کی جزا ہے اور میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ [۴]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: درود نماز کی تکمیل ہے پس جو کوئی نماز تو پڑھے مگر

تفسیر نور الثقلین، جلد پنجم، صفحہ 294؛ بصائر الدرجات، جلد اوّل، صفحہ 224، تفسیر عیاشی، جلد دوم، صفحہ 319، حدیث 178، 179 اور 180۔ تفسیر الصافی، جلد سوم، صفحہ 228؛ تفسیر البرہان، جلد دوم، صفحہ 453؛ بحار الانوار، جلد نہم، صفحہ 102؛ مستدرک سفینۃ البحار، جلد دوم، صفحہ 144؛ ضمیمہ قرآن، مقبول دہلوی، صفحہ 906

عیون اخبار الرضا، صدوق، جلد دوم، صفحہ 117، باب 31، حدیث 191؛ تفسیر نور الثقلین: جلد دوم، صفحہ 264

احتجاج طبرسی، جلد اوّل، صفحہ 158؛ مدینۃ المعاجز بحرانی، جلد اوّل، صفحہ 375

کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق، جلد اوّل، صفحہ 202، غایۃ المرام بحرانی، جلد سوم، صفحہ 111، باب 46، حدیث 12

آنحضرتؐ پر عمداً درود ترک کردے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے (یعنی نماز باطل ہے)۔ [1]

سلام کے احکام

- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بھی خدا اور رسولؐ کا ذکر کرو تو یہ نماز میں سے ہے اور جب کہو گے: السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔ تو نماز سے فارغ ہو جاؤ گے (یعنی یہ سلام نماز کا خاتمہ ہے)۔ [2]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر فراغت سے پہلے فریضہ نماز میں ادھر ادھر منہ پھیر لے تو اگر (قبلہ سے) بہت زیادہ انحراف کیا تو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر تشہد پڑھ لیا (یعنی السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین پڑھ لیا) تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ [3]

سلام کی کیفیت

- امام علی رضا علیہ السلام: سلام یوں پڑھو:

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله و بركاته

السلام علیك و علی اهل بیتیك الطیبین

---

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق، جلد اول، صفحہ 202، غایۃ المرام بحرانی، جلد سوم، صفحہ 111، باب 16، حدیث 12

[2] فروع کافی جلد دوم صفحہ 111 باب 29 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 316 حدیث 1293؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 344 باب 4 حدیث 1؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 530؛ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 347 حدیث 3355؛ الحدائق الناضرۃ جلد ہشتم صفحہ 488

[3] تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 323 حدیث 1322؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 313 باب 3 حدیث 4؛ استبصار جلد اول صفحہ 405 حدیث 1547

السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین [1]

❋ امام محمد باقر علیہ السلام: سلام یوں پڑھو:

السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بر کاته

السلام علی محمد بن عبد الله خاتم النبیین

السلام عَلَی الائمة الراشدین المهدیین

السلام علی جمیع الانبیاء الله و رسله و ملائکته

السلام علینا و علی عباد الله الصالحین

پھر قبلہ رُخ رہ کر سلام پڑھو (یعنی کہو: السلام علیکم و رحمة الله وبرکاته) [2]

❋ امیر المومنین علیہ السلام: سلام کے بعد تین بار ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہنی چاہیے۔ [3]

تعقیبات نماز کے احکام

❋ امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز فریضہ کے بعد زانو بدلنے سے پہلے تسبیح فاطمہؑ پڑھنا چاہیے اس سے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کی ابتداء اللہ اکبر سے کرنی چاہیے۔ [4]

---

[1] فقہ الرضا صفحہ 109؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 22 حدیث 5268؛ بحار الانوار جلد 81 صفحہ 209؛ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 332 حدیث 3312؛ الشہادۃ الثالثۃ از شیخ محمد السند صفحہ 562؛ مستند الشیعہ جلد پنجم صفحہ 336

[2] من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 212 حدیث 944

[3] من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 213 حدیث 945

[4] فروع کافی جلد دوم صفحہ 117 باب 31 حدیث 06؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 214 حدیث 946؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 105 حدیث 395؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 350 باب 07 حدیث 1؛ ثواب الاعمال صفحہ 196

- امام جعفر صادق علیہ السلام: تسبیح فاطمہؑ کی کیفیت اس طرح ہے:

اللہ اکبر 34 مرتبہ　　الحمد للہ 33 مرتبہ　　سبحان اللہ 33 مرتبہ [1]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا تکمیل ایمان کا باعث ہے:

رضیت باللہ ربا و بمحمدٍ نبیا و بالاسلام دینا و بالقرآن کتابا وبالکعبۃ قبلۃ و بعلی ولیا وا امام وبالحسن والحسین والائمۃ صلوات اللہ علیہم اللھم انی رضیت بھم آئمۃ فارْضِنی لھم انَّکَ علی کلّ شئٍ قدیر [2]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو یوں کہو:

اللھم انی ادینك بطاعتك و ولا یتك و ولایۃ رسولك و ولایۃ الائمۃ من اولھم الی آخر ھم (اور ایک ایک کر کے تمام اماموںؑ کے نام لیں) اللھم انی ادینك بطاعتھم و ولا یتھم و الرضا بما فضلتھم بہ [3]

- امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز فریضہ کے بعد دشمنانِ دین اور دشمنانِ محمدؐ و آل محمدؑ پر نام بنام لعنت کرنی چاہیے۔ [4]

---

[1] فروع کافی جلد دوم صفحہ 118 باب 31 حدیث 9؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 213 حدیث 945 (بروایت حضرت امیرؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 106 حدیث 401؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 352 باب 10 حدیث 2

[2] تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 109 حدیث 412؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 362 باب 20 حدیث 1

[3] مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 62 حدیث 5367؛ فلاح السائل علی بن طاؤس صفحہ 168 (معمولی فرق کے ساتھ)

[4] فروع کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 342 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 321 حدیث 1313؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 361 باب حدیث 1 اور 2

سجدۂ شکر کے احکام

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب سجدۂ شکر میں جاؤ تو یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُشۡھِدُكَ وَ اُشۡھِدُوۡا مَلَائِکَتَكَ وَ اَنۡبِیٰئَكَ وَ رَسُوۡلَكَ وَجَمِیۡعًا خَلۡقِكَ اَنَّكَ اَنۡتَ لَہٗ رَبِّیۡ وَالۡاسۡلَامَ دِیۡنَ وَ مُحَمَّداً نَبِیاً و عَلِیاً وَالۡحَسَنَ وَ الۡحُسَیۡنَ وَ عَلِیَّ بۡنَ الۡحُسَیۡنَ وَ محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسٰی بن جعفر و علی بن موسی و محمد بن علی و علی بن محمد والحسن بن علی و الحجة ابن الحسن بن علی آئمّتِی بھم اتولی وَمِنۡ أَعۡدَائِھِمۡ أَتَبَرَاءُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُنۡشُدُكَ دَمِ المظلوم

بعد ازاں تین بار یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُنۡشِدُكَ بِاَیۡوائِكَ عَلٰی نَفۡسِكَ وَأَعۡدَائُكَ لِتُھۡلِکَنَّھُمۡ بِاَیۡدِیۡنَا وَ اَیۡدِیۡ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُنۡشُدُكَ بِاَیۡوائِكَ عَلٰی نَفۡسكَ الۡأَوۡلِیَائَكَ لِتَظۡفَرنَّھُمۡ بِعَدُوكَ وَعَدُوِّھِمۡ اَنۡ تُصَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍا وَعَلَی الۡمُسۡتَحۡفِظِیۡن من آل مُحَمَّدٍ

بعد ازاں تین بار یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡیُسۡرَ بَعۡدَ الۡعُسۡرَ

پھر دایاں رخسار زمین پر رکھ کر یہ دعا پڑھو:

یَا کَھۡفِیۡ حِیۡنَ تُعۡیِیۡنِی الۡمَذَاھِبُ وَ تَفِیۡقُ عَلَی الۡاَرۡضَ بِمَا رَحبَتۡ یَامَارِئُ خَلۡقِیۡ رَحۡمَةً لِیۡ وَ کُنۡتَ عَنۡ خَلۡقِی غَنِیًّا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَی المستحفِظِیۡن مِنۡ آلِ مُحَمَّدًا

بعد ازاں بایاں رخسار زمیں پر رکھو اور یہ دعا پڑھو:

يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ وَيَا مُعِزَّ كُلِّ ذَلِيلٍ قَدْ وَعِزَّتِكَ بَلَغَ مَجْهُودِي فَرِّجْ عَنِّي

بعد ازاں پیشانی سجدے میں رکھو اور سو بار یہ کہو: شُكْراً شُكْراً

پھر اپنی حاجت کا سوال کرو جو ان شاء اللہ پوری ہوگی۔ [1]

- سجدۂ شکر میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی سنت پر تلاوت کریں:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَأَنْبِيَائَكَ وَرُسُلَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ رَبِّي وَالْإِسْلَامَ دِينِي وَمُحَمَّداً نَبِيِّي وَعَلِيّاً وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَعَلِيَّ بْنَ مُوسَى وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَعَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَئِمَّتِي بِهِمْ أَتَوَلَّى وَمِنْ أَعْدَائِهِمْ أَتَبَرَّأُ

پھر تین مرتبہ کہیں:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ دَمَ الْمَظْلُومِ [2]

سجدۂ شکر میں کوئی دوسری دُعا بھی پڑھ سکتے ہیں، مثلاً:

رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْلِي. يَا اللهُ يَا رَبَّاهُ يَا سَيِّدَاهُ

نماز میں سہو کے احکام

- امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ابتدائی تکبیر (تکبیرۃ الاحرام) بھول جائے تو

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 221 حدیث 967؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 93 باب 24 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 391 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 110 حدیث 416

[2] من لا یحضرہ الفقیہ، ج1

وہ نماز کا اعادہ کرے۔ [۱]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص نے قرأت کو عمداً ترک کیا وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے اور جو قرأت کرنا بھول گیا تو اگر اس کو رکوع میں جانے سے قبل یاد آجائے تو اس کو چاہیے کہ پڑھ لے اور اس کے بعد رکوع میں جائے لیکن اگر رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ [۲]
- امام علی رضا علیہ السلام: اگر پہلی دو رکعتوں میں شک ہو جائے تو نماز کا اعادہ کرو۔ [۳]
- امام محمد باقرؑ و امام موسیٰ کاظمؑ: اگر ایک شخص دو رکعت نماز واجب پڑھتا ہے اور پھر بھول کر تیسری کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو اگر رکوع نہیں کیا تو بیٹھ جائے اور اپنی نماز قائم کرے اور اگر رکوع تک یاد نہ آئے اور بعد میں یاد آئے تو نماز کو جاری رکھے اور سلام کے بعد بیٹھ کر دو سجدہ سہو بجا لائے اور سجدے میں یہ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ۔ [۴]

- امام محمد باقر علیہ السلام: اگر یہ شک ہو کہ دوسری رکعت ہے یا چوتھی تو سلام پڑھ کر نماز ختم کرے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھے اور قرأت میں صرف الحمد پڑھے اور سلام پڑھ کر نماز تمام کرے۔ [۵]

---

[۱] فروع کافی جلد دوم صفحہ 126 باب 33 حدیث 1، 2؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 115 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 143 حدیث 557؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 351 حدیث 1326

[۲] فروع کافی جلد دوم صفحہ 127 باب 34 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 157 باب 29 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 233 حدیث 1005

[۳] فروع کافی جلد دوم صفحہ 131 باب 37 حدیث 4

[۴] فروع کافی جلد دوم صفحہ 140 باب 41 حدیث 2 و 5

[۵] فروع کافی جلد دوم صفحہ 131 باب 37 حدیث 3 اور صفحہ 134 باب 39 حدیث 3

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر شک تیسری اور چوتھی رکعت میں ہو تو سلام پڑھ کر نماز ختم کرے پھر دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ پڑھے اور صرف سورۃ الحمد پڑھے اور مختصر تشہد۔ [1]

- امام محمد باقر علیہ السلام: اگر تیسری اور چوتھی رکعت میں شک ہو لیکن تیسری پر گمان غالب ہو تو کھڑے ہو کر چوتھی رکعت بجالائے یہ اس کے لیے کافی ہے۔ [2]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: انسان کو اگر یہ یاد نہ رہے کہ اس نے چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ تو اسے چاہیے کہ نماز تمام کرنے کے بعد دو سجدۂ سہو کرے اور ان کے بعد سلام پڑھ لے۔ [3]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص کو کچھ سوجھتا ہی نہیں اور اسے بالکل کچھ بھی معلوم نہیں کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کتنی باقی ہیں تو اس کو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ [4]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بھی چار رکعتی نماز کی رکعتوں میں شک ہو تو (اگر گمان برابر جاتا ہو تو) اکثر پر بنا رکھے (یعنی یہ گمان کرے کہ یہ چوتھی رکعت ہے) اور سلام کے بعد جس قدر کمی کا خیال ہو اسے نماز احتیاط کے ذریعے پورا کرے۔ [5]

---

[1] فروع کافی جلد دوم صفحہ 133 باب 39 صفحہ 2

[2] فروع کافی جلد دوم صفحہ 134 باب 39 حدیث 3

[3] فروع کافی جلد دوم صفحہ 137 باب 40 حدیث 3

[4] وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 278 باب 15 حدیث 4،3؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 358 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 188 حدیث 747

[5] وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 270 اور 273 باب 08 اور 10 حدیث 1 اور 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 225 حدیث 992

امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کو نماز پڑھ چکنے کے بعد شک پڑے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ [1]

---

[1] وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 290 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 348 حدیث 1443؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 369 حدیث 1404

روزہ کے احکام

- امام محمد باقر علیہ السلام: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) حج (۴) روزہ (۵) ولایت (یعنی روزہ اسلام کی بنیادوں میں سے ہے)۔ [۱]
- امام محمد باقر علیہ السلام: جب آسمان پر تین تارے نکل آئیں تو افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔ [۲]
- امام محمد باقر علیہ السلام: ماہ رمضان میں بوقت مغرب دو فرائض اکٹھے ہو جاتے ہیں یعنی افطار اور نماز، تو ان میں سے جو افضل ہے اس سے ابتداء کرنی چاہیے اور ان میں سے افضل نماز ہے۔ [۳]
- صبح کی شناخت: جب صبح سفید چادر کی طرح نمودار ہو جائے تو اسے صبح صادق کہتے ہیں اور روزہ کا آغاز اسی وقت ہوتا ہے۔ [۴]
- صبح کے دھوکے میں کھانا پینا: سحری کھانا اس وقت تک جائز ہے جب تک

---

[۱] اصول کافی جلد سوم صفحہ 252 باب 141 حدیث 3؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 227 باب 1 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 56 حدیث 1770؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 46 باب 1 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 231 باب 1 حدیث 1

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 92 حدیث 1932؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 95 باب 52 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 318 حدیث 968

[۳] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 97 باب 54 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ .185 حدیث 570؛ مصباح المتہجد صفحہ 569

[۴] فروع کافی، کتاب الصوم، باب 18، حدیث 5

طلوعِ فجر میں شک رہے چاہے مؤذن نے اذان بھی دے دی ہو لیکن جب یقین ہوجائے تو چاہیے کہ کھانے پینے سے رُک جائے۔ [1]

بھول کر کھانا پینا

- امام جعفر صادق علیہ السلام: واجب روزہ میں دوپہر سے قبل نیت کی جا سکتی ہے جب کہ سنتی روزہ میں غروب سے قبل کسی بھی وقت نیت کی جا سکتی ہے۔ [2]
- امیر المومنین علیہ السلام: اگر کوئی شخص کچھ کھائے پئے بغیر روزہ رکھنا چاہے تو نیت کر کے روزہ رکھ لے۔ [3]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص رات سے نیت کرے کہ کل روزہ رکھے گا تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر نہ رکھے تو اس کی قضا لازم ہے لیکن اگر رات کو نیت نہ کی ہو بلکہ صبح نیت کی ہو تو اسے زوال تک روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار ہے اور اگر زوال ہوجائے اور ابھی اس نے کوئی چیز نہ کھائی ہو تو اس روزے کو مکمل کرے۔ [4]

وقت افطار میں شک

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ماہ رمضان میں غروب شمس کے وقت بادل چھا جائے اور کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہوگیا ہے روزہ افطار کرے اور بعد میں جب بادل پھٹے تو پتہ چلے کہ ہنوز دن باقی ہے تو اس پر اس روزے

---

[1] وسائل الشیعہ، ج 7، ص 93، باب 49، حدیث 1

[2] فروع کافی جلد سوم صفحہ 311 باب 42 حدیث 3

[3] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 39 باب 2 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 187 حدیث 525

[4] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 43 باب 4 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 189 حدیث 533

کی قضا واجب ہے۔ [1]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص ماہ رمضان میں قصداً ایک روزہ نہ رکھے تو وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ پے در پے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس کی (اتنی) طاقت نہ ہو تو (جتنا دے سکے) صدقہ دے۔ [2]

مبطلاتِ روزہ

❁ امام محمد باقر علیہ السلام: تین چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:
(1) کھانے پینے سے۔ (2) عورتوں سے مباشرت کرنے سے۔ (3) پانی میں غوطہ لگانے سے۔ [3]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا، اس کے رسولؐ اور آئمہ طاہرینؑ پر جھوٹ بولنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ [4]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: پانچ چیزیں روزہ کو توڑ دیتی ہیں:
(1) کھانا (2) پینا (3) مجامعت کرنا (4) پانی میں غوطہ زنی کرنا (5) خدا،

---

[1] فروع کافی جلد سوم صفحہ 280 باب 19 حدیث 1، 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 94 باب 50 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 270 حدیث 815؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 115 حدیث 374

[2] فروع کافی جلد سوم صفحہ 283 باب 22 حدیث 1

[3] من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 80 حدیث 1853؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 49 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 189 حدیث 535 اور صفحہ 318 حدیث 971؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 80 حدیث 244

[4] فروع کافی جلد سوم صفحہ 263 باب 11 حدیث 10؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 81 حدیث 1854؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 50 باب 2 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 203 حدیث 585؛ معانی الاخبار صفحہ 165 حدیث 1؛ اصولِ کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 89 حدیث 10

حضور اکرمؐ اور آئمہ طاہرینؑ پر جھوٹ بولنا۔ [1]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر روزہ دار قصداً قے کرے تو اس پر روزے کی قضا واجب ہے لیکن اگر بلا قصد قے آجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [2]
- امام علی رضا علیہ السلام: اگر انسان زنا کاری کر کے یا کسی اور حرام چیز سے روزہ توڑے تو اس پر تینوں کفّارے ہیں، یعنی ایک غلام آزاد کرنا، پے درپے دو ماہ کے روزے رکھنا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ اور اس روزے کی قضا الگ ہے۔ لیکن اگر حلال زوجہ سے مباشرت کرے یا کسی حلال چیز سے روزہ توڑے تو پھر صرف ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اور اگر بھول کر ایسا کرے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ [3]
- امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص روزہ قصداً توڑے تو کفارے میں ایک غلام آزاد کرے اگر اس کی طاقت نہیں تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو پانچ صاع (تقریباً) 15 کلوگرام (14.15323 کلوگرام) کھجوریں صدقہ کرے اور اگر کھجوریں خریدنے کے بعد گھر کھانے کے لیے کچھ نہ بچے

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 50 باب 2 حدیث 6؛ الخصال صفحہ 286 حدیث 39

[2] فروع کافی جلد سوم صفحہ 263 باب 11 حدیث 10؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 81 حدیث 1854؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 50 باب 2 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 203 حدیث 585؛ معانی الاخبار صفحہ 165 حدیث 1؛ اصولِ کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 89 حدیث 10

[3] فروع کافی جلد سوم صفحہ 263 باب 11 حدیث 10؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 81 حدیث 1854؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 50 باب 2 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 203 حدیث 585؛ معانی الاخبار صفحہ 165 حدیث 1؛ اصولِ کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 89 حدیث 10

تو وہی کھجوریں اپنے سمیت اپنے اہل وعیال میں تقسیم کرے۔ [۱]

- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو شخص عمداً رمضان میں روزہ توڑے تو قضاء کے ساتھ (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کرے یا پے در پے دو ماہ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر تینوں میں سے کسی بھی کفارہ کو ادا کرنے کی قدرت نہ ہو تو پھر خدا سے طلب مغفرت کرے۔ [۲]
- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر روزہ دار ماہ رمضان میں عمداً حلق تک پانی پہنچائے یا غلیظ بو سونگھے یا غبار حلق میں داخل کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ [۳]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت کو مجامعت پر مجبور کرے اور دونوں روزہ سے ہوں تو دونوں کا کفارہ مرد پر واجب ہوگا لیکن اگر دونوں راضی ہوں تو ایک کفارہ مرد پر واجب ہے اور ایک عورت پر واجب ہے۔ (یعنی اپنا اپنا کفارہ ادا کریں گے)۔ [۴]
- امام محمد باقر علیہ السلام: وہ حاملہ عورت جس کا وضع حمل قریب ہو اور وہ دودھ پلانے والی جس کا دودھ کم ہو اگر وہ ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان پر ہر اس روزے کے عوض جو نہ رکھے ایک مد طعام دینا واجب ہے اور ان دونوں پر ہر روز کی جس میں روزہ نہیں رکھا ہے بعد میں

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 84 حدیث 1885؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 56 باب 8 حدیث 5؛ معانی الاخبار صفحہ 336 حدیث 1

[۲] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 57 باب 8 حدیث 6

[۳] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 68 باب 22 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 214 حدیث 621؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 94 حدیث 305

[۴] من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 85 حدیث 1889؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 286 باب 22 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 61 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 215 حدیث 625

قضا بھی واجب ہے۔ [1]

میت کے قضا روزوں کے احکام

✲ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص مر جائے اور اس پر قضا روزے اور نمازیں ہوں تو جو میراث میں سب سے اولیٰ ہو وہ ادا کرے۔ [2]

✲ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرنے والے کا کوئی مرد ولی نہ ہو اور عورت ولی ہو تو اس کی قضا عورت کے ذمے نہیں ہے یہ صرف مردوں کا فرض ہے۔ [3]

مسافر کا روزہ

✲ امام جعفر صادق علیہ السلام: ماہ رمضان میں بغیر کسی ضرورت کے سفر کرنا جائز ہے لیکن مقیم رہنا افضل ہے۔ہاں اگر کسی وجہ سے باہر جانا ضروری ہو یا مال کے تلف ہونے کا خوف ہو تو پھر سفر کیا جا سکتا ہے۔ [4]

ماہ رمضان کے متفرق احکام/ روزہ قصر کے احکام

✲ امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے اتنا ہی روزہ رکھنے کا حکم دینا چاہیے جتنا وہ رکھ سکے جب اس پر پیاس یا بھوک کا غلبہ ہو تو کھول لے تا کہ (آہستہ آہستہ) روزہ رکھنے کا عادی ہوجائے یہ حکم صرف سیّد زادوں کے لیے ہے جبکہ غیر سید لڑکے جب نو سال کے ہو جائیں تو

---

[1] فروع کافی جلد سوم صفحہ 305 باب 38 حدیث 1
[2] فروع کافی جلد سوم صفحہ 314 باب 44 حدیث 1
[3] فروع کافی جلد سوم صفحہ 314 باب 44 حدیث 1
[4] فروع کافی جلد سوم صفحہ 318 باب 47 حدیث 2؛

ان پر مذکورہ حکم لاگو ہوگا۔ [۱]

- امام علی زین العابدین علیہ السلام: اگر کوئی شخص سفر یا بیماری میں روزہ رکھے تو اس روزے کی قضا کرنا واجب ہے۔ [۲]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: سفر کے دوران قضا روزے بھی نہیں رکھے جاسکتے چاہے وہ واجب روزوں کی قضا ہو یا مستحب روزوں کی۔ [۳]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص مسئلے سے جاہل ہونے کی وجہ سے سفر میں روزہ رکھ لے تو اس پر قضا لازم نہیں ہوگی۔ [۴]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: کرائے پر سواری چلانے والے جو آتے جاتے رہتے ہیں وہ دورانِ سفر ماہِ رمضان میں روزے رکھیں گے۔ [۵]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص تفریحاً شکار پر جائے یا امر معصیت میں قاصد بن کر جائے یا کینہ اور دشمنی کے لیے سفر کرے یا مسلمانوں کے حق میں چغل خوری کرنے جائے تو وہ روزہ رکھے گا۔ [۶]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص بحالتِ روزہ سفر کے لیے گھر سے نکلے تو اگر وہ وقتِ زوال سے پہلے روانہ ہوا ہے تو روزہ قصر کرے اور پھر اس روزے

---

[۱] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 150 باب 29 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 282 حدیث 853؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 123 حدیث 400

[۲] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 144 باب 29 حدیث 1

[۳] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 144 باب 21 حدیث 2

[۴] فروع کافی جلد سوم باب 39 حدیث 2

[۵] فروع کافی جلد سوم باب 50 حدیث 1

[۶] فروع کافی جلد سوم صفحہ 315 باب 50 حدیث 3

کی قضا کرے۔ اور اگر بعدِ زوال چلے تو روزہ پورا کرے۔ [۱]

❋ امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی کسی شہر میں پہنچے اور وہاں دس دن کے لیے قیام کا ارادہ ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے۔ اور اگر دس دن سے کم قیام کا ارادہ ہو تو روزہ ترک کرے۔ لیکن اگر آج کل میں ایک مہینہ گزر جائے تو چاہیے کہ روزہ رکھے چاہے اگلے دن ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ [۲]

❋ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص نے ایک مخصوص دن میں روزہ رکھنے کی منّت مانی۔ پھر اس کا ارادہ زیارتِ امام حسینؑ پر جانے کا ہو گیا تو اسے چاہیے کہ منّت کا روزہ چھوڑ دے اور زیارتِ امام حسینؑ پر جائے اور جب زیارت سے واپس آئے تو اس روزے کی قضا کرے۔ [۳]

---

[۱] فروع کافی جلد سوم باب 52 حدیث 1

[۲] فروع کافی جلد سوم باب 53 حدیث 1

[۳] وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 131 باب 10 حدیث 5

خواتین کے لیے روزے کے احکام

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت بحالتِ روزہ حائض ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ فوراً روزہ افطار کر لے اگرچہ مغرب کا وقت قریب ہو۔ اسی طرح اگر رمضان کے مہینے میں دن کے اوّل حصّے میں طہر دیکھے اور غسل کر لے تو اس دن بھی روزہ نہ رکھے۔ [۱]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: مستحاضہ ماہِ رمضان کے روزے رکھے گی اور صرف وہ روزے ترک کرے گی جو اس کے حیض کے دن تھے۔ [۲]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جو عورت ماہِ رمضان کے کسی دن میں بچہ جنے تو اسے چاہیے کہ افطار کر لے اور بعد میں اس روزے کی قضا بجا لائے۔ [۳]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جو عورت رات میں حیض سے پاک ہو جائے اور ماہِ رمضان میں غسل کرنے میں سُستی کرے یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جائے تو اس پر اس دن کی قضا واجب ہے۔ [۴]

---

[۱] فروع کافی جلد سوم باب 55 حدیث 3
[۲] فروع کافی جلد سوم باب 55 حدیث 4
[۳] فروع کافی جلد سوم باب 55 حدیث 5
[۴] وسائل الشیعہ جلد ہفتم باب 21 حدیث 1، ص 68

بیمار کا روزہ

امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر روزہ نقصان دیتا ہو تو ایسی حالت میں روزے کا ترک کرنا واجب ہے۔ (۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام: مرض کی حد یہ ہے کہ انسان خود محسوس کرے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا یا روزہ رکھنے سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔ (۲)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو لوگ کمزوریٔ صحت یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کو چاہیے کہ ہر دن کے بدلے ایک مد (تقریباً تین پاؤ) گیہوں تصدق کریں۔ (۳)

فطرہ کے احکام

امام جعفر صادق علیہ السلام: جو لوگ تمہارے اعیال میں شامل ہیں خواہ آزاد ہوں یا غلام ان میں سے ہر ایک کا فطرہ دینا ہوگا اور قبل نماز فطرہ دینا بعد نماز فطرہ دینے سے افضل ہے۔ (۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام: فطرہ سوائے اہلِ ولایت کے کسی اور کو نہیں دیا جا سکتا۔ (۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام: فطرہ دینے والا جس شہر میں رہتا ہے وہ اپنا فطرہ اسی شہر میں تقسیم کرے گا اور کسی دوسرے شہر میں نہیں بھیج سکتا۔ اور اگر کوئی اہلِ

---

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ، ج 2 ص 350، حدیث 1945
(۲) فروع کافی جلد سوم ص 303 حدیث 2
(۳) فروع کافی جلد سوم ص 302-303 باب 37 حدیث 1 و 2
(۴) فروع کافی جلد سوم باب 75 ص 388 حدیث 1
(۵) فروع کافی جلد سوم صفحہ 390 باب 75 حدیث 1

ولایت نہ ملے تو بحالتِ مجبوری فطرہ ایسے لوگوں کو دیا جاسکتا ہے جو اگرچہ اہلِ معرفت نہ ہوں لیکن اہلِ بیت علیہم السلام کو دشمن نہ رکھتے ہوں۔ ناصبی کو فطرہ دینا ہر حال میں حرام ہے۔ [۱]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: انسان کے لیے جائز ہے کہ اپنے ان اہل و عیال کا فطرہ ادا کرے جو اس سے غائب ہوں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ان کو حکم دے کہ وہ اس کا فطرہ ادا کریں جبکہ یہ ان سے غائب ہو۔ [۲]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص کے پاس اس کا برادرِ ایمانی مہمان ہوتا ہے اور فطرے کا وقت (یعنی چاند رات) آجاتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کا فطرہ بھی ادا کرے۔ [۳]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: فطرے کی مقدار ایک صاع ہے۔ [۴]

(ایک صاع 234 تولے کے برابر ہوتا ہے جو 2 سیر اور 15 چھٹانک بنتا ہے۔ لہٰذا فطرہ تقریباً تین سیر (نہ کہ تین کلوگرام) ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اگر کوئی گندم کھاتا ہے تو اس کا فطرہ تین سیر گیہوں ہوگا نہ کہ تین سیر آٹا۔ کیونکہ گیہوں پسوانے میں اضافی پیسہ خرچ ہوتا ہے لیکن احادیثِ معصومؑ سے پتہ چلتا ہے کہ افضل یہی ہے کہ تین سیر آٹا یا اس کی قیمت دی جائے)۔ [۵]

---

[۱] فروع کافی جلد سوم صفحہ 390 باب 75 حدیث 1
[۲] فروع کافی جلد سوم صفحہ 390 باب 75 حدیث 7
[۳] فروع کافی جلد سوم صفحہ 392 باب 75 حدیث 16
[۴] فروع کافی جلد سوم صفحہ 389 باب 75 حدیث 2
[۵] فروع کافی جلد سوم صفحہ 389 باب 75 حدیث 2 و ص 390 حدیث 6

احکامِ خمس

- حضرت امام علی علیہ السلام: خمس کا مقصد آلِ محمدؑ کی معیشت کو مضبوط کرنا اور انھیں صدقے کی کثافت سے محفوظ رکھنا ہے۔ [1]
- ارشاد خداوندی ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ
ترجمہ: ''اور تم جان لو تمھیں جو بھی چیز غنیمت میں حاصل ہوئی ہے تو اس کا پانچواں حصّہ اللہ اور رسولؐ اور رسولؐ کے قرابت دار اور یتیموں اور مساکین اور غربت زدہ مسافروں کے لیے ہے''۔ [2]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: خداوند عالم نے جب ہم پر صدقہ حرام قرار دیا تو ہمارے لیے خمس کا حکم نازل فرمایا پس صدقہ ہم پر حرام ہے اور خمس ہمارے لیے فرض ہے اور کرامت (ہدیہ وتحفہ) ہمارے لیے حلال ہے۔ [3]
- امام علی رضا علیہ السلام: ہر اس چیز پر جس کے نفع سے فائدہ حاصل کیا جائے خمس ہوگی اور زراعت پر بعدِ منہائی اخراجات۔ [4]
- انسان کے اپنے اور اس کے اہل وعیال کے اخراجات اور حاکم کے خراج (سرکاری ٹیکس) کے بعد جو مال بچے اس پر خمس ہوتا ہے۔

---

[1] فروع کافی جلد سوم صفحہ 389 باب 75 حدیث 2؛ صفحہ 390 حدیث 6

[2] القرآن سورۃ الانفال آیت 41

[3] من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 34 حدیث 1649؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 291 باب 1 حدیث 2؛ الخصال صفحہ 290 حدیث 52

[4] فروع کافی جلد سوم صفحہ 389 باب 75 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 75 حدیث 210؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 42 حدیث 134

کن چیزوں پر خمس ہوتا ہے؟

❂ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: درج ذیل چیزوں پر خمس واجب ہے:

1- معدنیات مثلاً سونا، چاندی، لوہا، تانبا، پیتل، نمک، پٹرول اور گیس وغیرہ۔

2- غوطہ خوری کے ذریعے دریاؤں سے جو موتی اور جواہر نکالے جائیں۔

3- تجارت کے منافع پر۔

4- زراعت کے منافع پر۔

5- دشمن سے جنگ کر کے جو مال غنیمت حاصل کیا جائے۔

6- کسی کافر ذمی کو زمین بیچ کر جو رقم حاصل ہو۔ (۱)

خمس کب واجب ہوتا ہے؟

❂ امام رضا علیہ السلام: تمام اخراجات (واجبات و مستحبات) کے بعد جو بچے گا اس میں سے خمس نکالا جائے گا۔ (۲)

❂ امام محمد تقی علیہ السلام: خمس اس مال پر ہوتا ہے جس پر ایک سال پورا گزر جائے۔ (۳)

---

(۱) اصول کافی جلد سوم صفحہ 205 باب 128 حدیث 4 اور 8؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 34 اور 35 حدیث 1645، 1648 اور 1653

(۲) من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 35 حدیث 1652؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 304 باب 12 حدیث 2

(۳) وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 300 باب 8 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 141 حدیث 398؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 60 حدیث 198

تقسیم خمس کے احکام

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مال غنیمت میں سے خمس نکال کر باقی چار حصّے جہاد کرنے والوں اور ان کی نگرانی کرنے والوں میں تقسیم کیے جائیں گے پھر اصحاب خمس میں خمس چھے حصوں پر تقسیم کیا جائے گا: (1) ایک حصّہ خدا۔ (2) ایک حصّہ رسولؐ کا۔ (3) ایک حصّہ ذی القربیٰ کا۔ (4) ایک حصّہ یتیموں کا۔ (5) ایک حصّہ مسکینوں کا۔ (6) ایک حصّہ مسافروں کا۔

پس خدا اور رسولؐ کا حصّہ حضرت رسولِ خدا کے بعد بطور وراثت اولی الامر (امامؑ) کے لیے ہے پس (چھے میں سے) تین حصّے تو اولی الامر کے ہیں دو حصّے بطور وراثت اور ایک حصّہ خود ان کا۔ اس طرح مکمل خمس کا نصف تو اس (امامؑ) کو مل جائے گا اور خمس کے باقی تین حصّے خاندان رسالتؐ کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہیں۔ کتاب وسنت کے مطابق ان کو اتنا دیا جائے کہ ان کے سال کے نفقہ کے لیے کافی ہو اگر اس سے زیادہ ہو تو وہ (بھی) امامؑ کا حق ہے اور خدا نے یہ خمس صرف خاندانِ رسولؐ کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مختص کیا ہے عام لوگوں کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے نہیں کیونکہ یہ صدقات اور زکوٰۃ کا بدل ہے۔ اولادِ عبدالمطلبؑ میں مرد ہوں یا عورتیں رسولؐ خدا کے قرابت دار ہیں۔ [1]

---

[1] اصول کافی جلد سوم صفحہ 205 باب 128 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 308 باب 1 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 128 حدیث 366؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 56 حدیث 185

زکوٰۃ

❁ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ و امام علی رضا علیہ السلام: زکوٰۃ صرف نو چیزوں پر واجب ہے اور باقی چیزوں پر معاف کر دی گئی ہے اور وہ نو یہ ہیں:
(1) گندم۔ (2) جو۔ (3) کھجور۔ (4) منقیٰ (خشک انگور)۔ (5) اونٹ۔ (6) گائے (بھینس)۔ (7) بھیڑ (بکری)۔ (8) چاندی۔ (9) سونا۔ [1]

❁ امام جعفر صادق علیہ السلام: زکوٰۃ ہر دو سو درہم پر فرض ہے اور اس سے کم چاندی پر واجب نہیں ہے اور کسی مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس کی ملکیت کو ایک سال نہ گزر جائے اور زکوٰۃ سوائے اہل ولایت و معرفت کے اور کسی کو دینا جائز نہیں ہے۔ اور سونے پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب بیس مثقال کو پہنچ جائے تب اس میں نصف دینار واجب ہوتا ہے۔
اور گندم، جو، خرمہ اور خشک انگور پر اس وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب ان کی مقدار پانچ وسق کو پہنچ جائے پھر اگر بارش کے پانی سے سیراب ہوں تو دوسواں حصّہ اور اگر ڈولوں سے (ٹیوب ویل وغیرہ سے) سیراب ہوں تو بیسواں حصّہ واجب ہے اور ایک وسق سات صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے۔

---

[1] فروع کافی جلد سوم صفحہ 37 باب 4 حدیث 1، 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 21 حدیث 1598؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 49 باب 8 حدیث 1 تا 5؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 127 حدیث 2؛ معانی الاخبار (اردو) جلد اول صفحہ 198 باب 103 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 209 باب نہم حدیث 16؛ ضمیمہ قرآن از سید مقبول احمد صفحہ 854 ضمیمہ 242 نوٹ 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 3 حدیث 5 اور صفحہ 3 حدیث 6؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 3 حدیث 5 اور 6

اور بکریوں (بھیڑوں) پر زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ جب ان کی تعداد چالیس ہو اور ایک زائد ہو تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہے اور یہی زکوٰۃ ایک سو بیس بکریوں تک رہتی ہے پس جب ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو پھر دو بکریاں واجب ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ دو سو تک جاری رہتا ہے اور جب مزید اضافہ ہو جائے (یعنی دو سو ایک ہو جائیں) تو پھر تین بکریاں زکوٰۃ میں واجب ہوں گی (اور پھر ہر سو کے ساتھ ایک بکری زکوٰۃ میں ہوتی جائے گی)۔

اور گائے (بھینس) پر زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ جب ان کی تعداد ایک ایک سال کی تیس بچھڑیوں تک پہنچ جائے تو ان میں ایک سال کا ایک بچھڑا واجب ہے اور جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے تو پھر ایک مسنہ (تین سالہ بچھڑا) واجب ہے اور جب ان کی تعداد ساٹھ ہو جائے تو ان میں سال سال کے دو بچھڑے واجب ہوں گے اور جب ان کی تعداد نوے تک پہنچ جائے تو ان میں تین بچھڑے ایک ایک سال کے واجب ہوں گے بعد ازاں ہر تیس گائیں/گاؤں کے اضافہ پر ایک سالہ ایک بچھڑا واجب ہوگا اور ہر چالیس پر ایک عدد تین سالہ بچھڑا واجب ہوگا۔

اور اونٹ پر زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ جب ان کی تعداد پانچ ہو تو ان میں ایک بکری واجب ہے اور جب تعداد دس ہو تو دو بکریاں اور جب ان کی تعداد پندرہ ہو جائے تو پھر تین بکریاں اور جب بیس ہو جائے تو پھر چار بکریاں اور جب پچیس ہو جائے تو پھر پانچ بکریاں اور جب مزید ایک اونٹ کا اضافہ ہو جائے (یعنی 26 ہو جائیں) تو پھر زکوٰۃ میں ابنۃ مخاض (اونٹ کی دو سال کی بچی) واجب ہے اور جب تعداد پینتیس ہو جائے اور ایک کا اضافہ

ہو تو پھر ایک بنت لبون (اونٹ کی تین سالہ بچی) اور جب تعداد پینتالیس ہو جائے اور ایک کا اضافہ ہو تو پھر حقہ (اونٹ کی چار سالہ بچی) اور جب ساٹھ تک پہنچ جائیں اور ایک کا اضافہ ہو جائے تو پھر ایک جزعہ (اونٹ کی پانچ سالہ بچی) واجب ہے اور یہ سلسلہ اسی (80) تک اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ جب اس میں ایک کا اضافہ ہو (یعنی 81 ہو جائیں) تو اس میں ثنی (جس کے سامنے کے دو دانت گر گئے ہوں) واجب ہوگی اور یہ نوے تک باقی رہے گا ہاں البتہ جب تعداد نوے ہو جائے تو اس میں دو بنت لبون (دو عدد اونٹ کے تین سالہ بچے) واجب ہوں گے اور جب ایک کا اضافہ ہو جائے (یعنی 91 ہو جائیں) تو ایک سو بیس تک دو حقے (دو عدد اونٹ کے چار سالہ بچے) واجب ہوں گے اور جب اونٹ بہت ہو جائیں تو ہر چالیس اونٹ میں ایک بنت لبوں (اونٹ کا تین سالہ بچہ) اور ہر پچاس پر ایک حقہ (اونٹ کا چار سالہ بچہ) واجب ہوگا اور اس کے بعد بکریاں ساقط ہو جاتی ہیں اور اونٹوں کے سن و سال کی طرف معاملہ لوٹ جاتا ہے۔[1]

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 54، 55 باب 10 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 604 حدیث 9

نکاح کے احکام

✿ امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ عورت جو اعلانیہ زنا کرتی ہے اس سے نکاح نہ کیا جائے اور نہ ہی اس مرد سے نکاح کیا جائے جو اعلانیہ زنا کرتا ہے مگر یہ کہ ان کے توبہ کرنے کا علم ہو جائے۔ [۱]

✿ امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ عورتیں جنہیں ایک نشست میں تین طلاقیں دی گئی ہیں ان کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ شوہر دار عورتیں ہیں البتہ ان سے نکاح کی ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ انہیں چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ انہیں حیض آ جائے اور پھر وہ حیض سے پاک ہو جائیں پھر ان کے شوہر کو بلایا جائے اور اس کے ساتھ دو مرد ہوں پھر اس سے کہا جائے کہ کیا تم نے فلاں عورت کو طلاق دی ہے اگر وہ کہے کہ ہاں تو پھر ایسی عورت کو تین ماہ چھوڑ دیا جائے پھر اس کو نکاح کا پیغام دیا جائے۔ (یعنی اس کی عدت اس سے شوہر کی توثیق کر دینے کے بعد شروع ہو گی)۔ [۲]

✿ امام جعفر صادق علیہ السلام: ناصبیہ (دشمن اہل بیتؑ) عورت سے نکاح حرام ہے۔ اسی طرح اپنی لڑکی کو کسی مرد ناصبی کی زوجیت میں دینا حرام ہے یہاں تک

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 249 حدیث 4416؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 285 باب 13 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 327 حدیث 1347؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 168 حدیث 513

[۲] من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ [illegible] حدیث 18[illegible] اور 4419؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 313 باب 35 حدیث 1 اور باب 36 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 424 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 470 حدیث 1883

کہ اپنی لڑکی کو اس کے پاس چھوڑے بھی نہیں۔ [1]

- امام جعفر صادق علیہ السلام: ایسے لوگ جنہیں اہل بیت سے دشمنی نہیں مگر انہیں شک ہے اور یقین نہیں آتا کہ اہل بیت پر مظالم ہوئے ہیں اور اگر انہیں یقین آجائے اور حق کو قبول کرلیں تو ایسے لوگوں کی بیٹیوں سے نکاح جائز ہے۔ مگر ان کو اپنی بیٹیاں دینا جائز نہیں۔ [2]
- امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی عورت سے بدکاری کرے تو اس کا نکاح اس عورت کی رضاعی ماں یا بیٹی سے جائز نہیں ہے۔ [3]
- امام جعفر صادق علیہ السلام: جس عورت کی اپنے شوہر سے علیحدگی ہوگئی ہو پھر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو (تو چونکہ بچہ کی ولادت عدت کو مکمل کر دیتی ہے اس لیے) وہ اگر چاہے تو نفاس سے پاک ہونے سے قبل نکاح کر سکتی ہے لیکن اس کے شوہر کے لیے جائز نہیں کہ نفاس سے پاک ہونے سے پہلے اس سے مجامعت کرے۔ [4]

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 250 حدیث 4424؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 342 باب 10 حدیث 8؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 351 حدیث 16؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 303 حدیث 1263؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 184 حدیث 668

[2] فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 348 حدیث 1 اور صفحہ 349 حدیث 05؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 250 حدیث 4426؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 344 باب 11 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 304 حدیث 1266؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 184 حدیث 670؛ علل الشرائع صفحہ 502 حدیث 2

[3] وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 280 باب 7 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 416 حدیث 8؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 167 حدیث 611؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم 331 حدیث 1360

[4] من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 253 حدیث 4445؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 326 باب 41 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 474 حدیث 1901

وہ عورتیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: خدا نے قرآن میں سترہ قسم کی شرمگاہیں حرام قرار دی ہیں اور حضور اکرمؐ نے اپنی سنت میں بھی سترہ قسم کی شرم گاہیں حرام قرار دی ہیں۔ جن سترہ قسموں کا تذکرہ قرآن میں ہے وہ یہ ہیں:

(1) زنا (2) باپ کی بیوی سے نکاح (3) مائیں (4) بیٹیاں (5) بہنیں (6) پھوپھیاں (7) خالائیں (8) بھتیجیاں (9) بھانجیاں (10) رضاعی مائیں (11) رضاعی بہنیں (12) بیویوں کی مائیں (ساسیں) (13) مدخولہ بیویوں کی ربیبہ لڑکیاں (14) بیٹوں کی بیویاں (بہویں) (15) دو بہنوں سے بیک وقت نکاح (16) حائض سے مباشرت کرنا (17) اعتکاف کی حالت میں مقاربت کرنا۔

جن سترہ قسموں کو سنت نے حرام قرار دیا وہ یہ ہیں:

(1) ماہ رمضان میں دن کے وقت مباشرت کرنا (2) شرعی لعان کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا (3) عدت کے اندر شادی کرنا (4) احرام کی حالت میں مقاربت کرنا (5) محرم کا نکاح کرنا یا پڑھنا (6) ظہار کرنے والے کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کرنا (7) مشرکہ سے نکاح کرنا (8) نو عدی طلاقوں کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا (9) آزاد عورت کی موجودگی میں کنیز سے شادی کرنا (10) مسلمان عورت کی موجودگی میں ذمیہ سے شادی کرنا (11) پھوپھی کی موجودگی میں (اس کی اجازت کے بغیر) اس کی بھتیجی سے شادی کرنا (12) کسی کی کنیز سے اس کے مالک کی

اجازت کے بغیر شادی کرنا (13) جو شخص آزاد عورت سے شادی کرسکتا ہو اس کا کنیز سے شادی کرنا (14) تقسیم سے پہلے کنیز سے مباشرت کرنا (15) مشترکہ کنیز سے مقاربت کرنا (16) خرید کردہ لونڈی سے استبراء سے پہلے مباشرت کرنا (17) اس مکاتبہ (مطلقہ) سے مباشرت کرنا جس نے اپنی قیمت کا کچھ حصّہ ادا کر دیا ہو۔ ﴿۱﴾

ولی و گواہ و مہر

- حضور اکرم ﷺ: رضاعت سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب اور قرابت کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ ﴿۲﴾
- امام محمد باقر علیہ السلام: رضاعت سے کوئی چیز (رشتہ) حرام نہیں ہوتی جب تک ایک شب و روز تک یا پندرہ بار مسلسل نہ پلایا جائے اور وہ بھی ایک ہی عورت کا اور مسلسل بھی کہ اس دوران کسی اور عورت کا دودھ نہ پیا جائے لہٰذا اگر کوئی عورت کسی بچی یا بچے کو ایک فحل کا دس بار دودھ پلائے اور پھر دوسری عورت کسی اور فحل کا دس بار دودھ پلائے تو اس سے وہ ایک دوسرے پر حرام نہیں ہوں گے۔ ﴿۳﴾
- امام جعفر صادق علیہ السلام: کوئی رضاعت حرمت کا باعث نہیں بنتی ماسوائے اس

﴿۱﴾ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 277 باب 1 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 532 حدیث 10

﴿۲﴾ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ ۲۹۶ حدیث 4665؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 254 باب 1 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 437 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 291 حدیث 1223 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

﴿۳﴾ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 255 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 315 حدیث 1304؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 192 حدیث 696

کے جو گوشت پیدا کرے اور ہڈی کو مضبوط کرے۔ ①

- امام جعفر صادق علیہ السلام: کنواری لڑکیاں جن کے آباء (باپ، دادا، چچا وغیرہ) موجود ہوں وہ بغیر اپنے آباء کی اجازت کے نکاح نہیں کرسکتیں۔ ②

- امام جعفر صادق علیہ السلام: ولی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کنواری لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرے۔ اگر پوچھنے پر وہ خاموش رہے تو یہ اس کا اقرار ہے۔ ③

- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی کنواری لڑکی کہے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے کردو تو ولی کو چاہیے کہ وہ اس کا نکاح اس مرد سے کردے جس سے وہ راضی ہو (بشرطیکہ مرد اس کا کفو ہو)۔ ④

- امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ عورت جو بیوہ یا طلاق یافتہ ہو (کنواری نہ ہو) وہ اپنے اُمور کی خودمختار ہے اور اسے دوسرا نکاح کرنے کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے بشرطیکہ مرد اس کا کفو ہو۔ ⑤

- حضرت امام علی علیہ السلام: اگر عورت اپنا مہر مرد پر اُدھار چھوڑ دے تو یہ مہر مرد پر مرد کی زندگی میں اور مرد کے مرنے کے بعد یا عورت کے مرنے کے بعد (اس کے ورثاء کو) ادا کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر عورت مہر کا مطالبہ نہ

---

① وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 258 باب 03 حدیث 1 اور 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 438 حدیث 1 اور 5؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 312 حدیث 1293 اور 1294؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 193 حدیث 698 اور 699

② من لا یحضرہ الفقیہ، ج3، ص232، حدیث 4390

③ من لا یحضرہ الفقیہ، ج3، ص233، حدیث 4396

④ من لا یحضرہ الفقیہ، ج3، ص232، حدیث 4396

⑤ من لا یحضرہ الفقیہ، ج3، ص232، حدیث 4395

کرے اور اسے اپنے شوہر پر قرض قرار نہ دے تو اس کے ورثاء کو بھی چاہیے کہ اس کا مطالبہ نہ کریں۔ [1]

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ، ج3، ص235، حدیث 4401
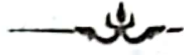
جو رشتے رضاعت کی وجہ سے حرام ہیں اور ان کے احکام

عقد سیّد زادی با غیر سیّد حرام ہے

- امام جعفر صادق علیہ السلام: لڑکی کا نکاح ہمیشہ ایسے مرد سے کرنا چاہیے جو اس کا کفو (ہمسر) ہو غیر کفو میں لڑکی کا نکاح کبھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں اکثر بہت سی شرعی اور معاشرتی قباحتیں پیدا ہو جاتی ہیں چنانچہ کسی ایسی لڑکی کا نکاح جس پر صدقہ حرام ہو کسی ایسے مرد سے کرنا جس پر صدقہ حلال ہو کسی صورت بھی درست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ایک دوسرے کے لیے کفو نہیں ہیں۔ (۱)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لیے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لیے ہیں۔ (۲)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مومن مرد مومنہ عورت کا کفو ہے اور مسلمان مرد مسلمان عورت کا کفو ہے۔ (۳)
- ایک غیر سیّد شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے رشتہ طلب کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”بے شک تو اپنی ہی قوم اور اپنے خون وحسب میں ان کا کفو ہے

---

(۱) فروع کافی جلد پنجم (عربی) صفحہ 345 باب اکفاء
(۲) من لا یحضرہ الفقیہ سوم صفحہ 241 حدیث 4384؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 84 باب 27 حدیث 6
(۳) وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 79 باب 25 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 339 حدیث 1

اور کیونکہ ہمیں خداوندعالم نے صدقے سے محفوظ رکھا ہے جو کہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہے لہٰذا ہم اللہ کی عطا کردہ اس فضیلت میں اُن غیروں کو شریک نہیں کرنا چاہتے جن کو یہ مقام حاصل نہیں''۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال، جلد 2، ص 243 پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے: ''رضوی سادات اپنی لڑکیوں کی شادیاں نہین کرتے تھے کیونکہ ان کے کُفو وہمسر نہیں ملتے تھے۔امام موسیٰ کاظمؑ کی اکیس لڑکیاں تھیں، کسی نے شادی نہیں کی۔ یہ دستور ان کی لڑکیوں میں عام تھا اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ان غیرشادی شدہ لڑکیوں کے اخراجات کے لیے دس زرعی جائیدادیں وقف کررکھی تھیں جن کی آمدنی مدینہ سے قم ہجرت کرنے والی سیّدزادیوں کو قم بھیجی جاتی تھی۔

تاریخ ابن واضح یعقوبی جلد 2، ص 415 طبع قم میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے وصیت کی تھی کہ ان کی لڑکیاں شادی نہ کریں۔ چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق کسی لڑکی نے عقد نہیں کیا۔ یہاں غورطلب بات یہ ہے کہ نکاح کرنا سنتِ نبویؐ ہے اور امام معصومؑ کسی صورت میں بھی سنتِ نبویؐ کے خلاف حکم نہیں لگا سکتے تھے لیکن ان کا اپنی بیٹیوں کو نکاح نہ کرنے کی وصیت ثابت کرتی ہے کہ سنتِ نبویؐ کفو وہمسر ہونے کی شرط سے مشروط ہے۔

واقعہ حضرت عیسیٰ بن زید بن امام علی زین العابدینؑ

جناب زید بن علی زین العابدینؑ کے صاحبزادے جناب عیسیٰ بن زید کی زندگی تقیہ وروپوشی میں گزری۔ آپ نے کوفہ میں آب پاشی کا کام کیا اور وہیں

ایک عورت سے شادی کرلی لیکن اس سے آپ نے اپنا حسب و نسب پوشیدہ رکھا۔ اس عورت کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو بڑی ہوکر شادی کے قابل ہوگئی۔ اسی دوران آپ نے ایک انتہائی مالدار بہشتی کے یہاں ملازمت کرلی جس کو ایک لڑکا بھی ہوا۔ اس بہشتی نے جناب عیسٰی بن زیدؒ کی بیوی کو اپنے لڑکے کا پیغام دیا۔ وہ خوش ہوئیں کہ مالدار گھرانے سے میری بیٹی کا رشتہ آیا ہے۔ جب جناب عیسٰیؒ گھر آئے تو بیوی نے اطلاع دی۔ یہ سن کر جناب عیسٰی سخت متفکر ہوئے اور انھوں نے خدا سے دُعا کی: ''خداوندا! ایک سیّد کی لڑکی غیر سیّد کے یہاں بیاہی جائے اس سے بہتر ہے کہ تو میری لڑکی کو دُنیا سے اُٹھا لے۔ لڑکی بیمار ہوئی اور اچانک اسی دن انتقال کرگئی۔ اس کے انتقال پر آپ رو رہے تھے کہ آپ کے ایک دوست نے آپ سے کہا: اتنے شجاع اور بہادر ہوکر آپ رو رہے ہیں۔

فرمایا: میں اس کے مرنے پر نہیں رو رہا بلکہ اپنی بے بسی پر رو رہا ہوں کہ حالات ایسے ہیں کہ میں اسے یہ بھی نہ بتاسکا کہ میں سیّد اور وہ سیّد زادی ہے۔ [1]

نکاح

☼ امیر المومنین علیہ السلام: نکاح کا خطبہ فصیح و بلیغ ہونا چاہیے جو خدا کی حمد و ثناء اور تقویٰ اور خشیت الٰہی پر مشتمل ہونا چاہیے اور آخر میں محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھنا چاہیے۔ [2]

☼ امام زین العابدین علیہ السلام: جب خدا کی ثناء کر دی جائے تو گویا کہ (نکاح کا)

---

[1] تاریخ و تفسیر اسلام، فروع کافی؛ عمدۃ المطالب، ص 278، مقاتل الطالبین، ص 271، مطبوعہ 1385ھ

[2] وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 93 باب 42 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 369 حدیث 1

خطبہ پڑھا گیا۔ ﴿۱﴾

- امام جعفر صادق علیہ السلام: نکاح خطبے کے بغیر بھی ہوسکتا ہے (کیونکہ خطبہ مستحب ہے واجب نہیں) ۔ ﴿۲﴾
- امام محمد تقی علیہ السلام: دولہا نکاح کا خطبہ خود بھی پڑھ سکتا ہے۔ ﴿۳﴾
- امام محمد تقی علیہ السلام: دولہا خود (یا اس کا وکیل اگر مقرر ہو تو دلہن سے یا) اس کے سرپرست (ولی) سے پوچھے کہ کیا تمہیں اتنے (جو مقرر کریں) حق مہر پر فلاں سے نکاح قبول ہے اور (دلہن یا) اس کا (سرپرست) کہے کہ ہاں قبول ہے (تو نکاح مکمل ہے) ﴿۴﴾

مولا امام محمد تقی علیہ السلام کا اپنے نکاح پر خطبہ

- الحمد لله اقراراً بنعمة، ولا اله اِلّا الله اخلاصاً لوحدانية، وصلى الله على محمد سيّد بريته ، والأصفياء من عترته، امابعد فقد كان من فضل الله على الانعام، أن أغناهم بالحلال عن الحرام، فقال سبحانه (وانكحوا الأيامى منكم والصالحين من عبادكم وامائكم ان يكونوا فقراء، يغنهم الله من فضله والله واسع عليم

﴿۱﴾ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 95 باب 41 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 268 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 408 حدیث 2

﴿۲﴾ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 95 باب 41 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 268 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 249 حدیث 1078 اور صفحہ 408 حدیث 1529

﴿۳﴾ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 244 حدیث 4499؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 190 باب 1 حدیث 2؛ الارشاد شیخ مفیدؒ صفحہ 321

﴿۴﴾ مذکورہ حوالہ جات

عقیقہ

* امام جعفر صادق علیہ السلام: عقیقہ عیدالاضحیٰ کی قربانی سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگر کسی کا عقیقہ نہ ہوا ہو تو عمر کے کسی بھی حصے میں کیا جاسکتا ہے، چاہے انسان بوڑھا ہی کیوں نہ ہو گیا ہو۔ (۱)

* امام جعفر صادق علیہ السلام: عقیقہ غنی اور مالدار پر واجب ہے۔ اور اگر کوئی فقیر اور محتاج ہو تو جب خوش حال ہو جائے تب کرے۔ اور اگر کوئی اس پر قادر نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (۲)

* امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کا عقیقہ نہیں ہوا اور وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کرے تو یہ قربانی اس عقیقے کا بدل ہوگا۔ (۳)

* امام جعفر صادق علیہ السلام: عقیقے میں بکری، گائے یا اُونٹ کی قربانی کی جاسکتی ہے۔ اگر مولود لڑکا ہو تو نَر جانور اور اگر لڑکی ہو تو مادہ جانور عقیقہ کرے۔ یا لڑکے کے لیے دو مادہ جانور اور لڑکی کے لیے ایک مادہ جانور۔ لیکن اگر اس کے برعکس بھی کرے تو جائز ہے۔ (۴)

* امام جعفر صادق علیہ السلام: ماں اور باپ کے لیے عقیقے کا گوشت کھانا حرام نہیں ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نہ کھائیں۔ اور اگر ماں نے کھا لیا ہے تو پھر وہ بچے کو دودھ نہ پلائے۔ (۵)

---

(۱) من لا یحضرۃ الفقیہ جلد سوم صفحہ 850 حدیث 4713، 4715
(۲) من لا یحضرۃ الفقیہ جلد سوم صفحہ 850 حدیث 4717
(۳) من لا یحضرۃ الفقیہ جلد سوم صفحہ 850 حدیث 4717
(۴) من لا یحضرۃ الفقیہ جلد سوم صفحہ 850 حدیث 4718، 4719
(۵) من لا یحضرۃ الفقیہ جلد سوم صفحہ 851 حدیث 4719

- امام جعفر صادق علیہ السلام: عقیقے کا گوشت یا اس کے ساتھ روٹی اور شوربہ سوائے اہلِ ولایت کے کسی اور کو نہیں دینا چاہیے۔ (۱)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی بچہ اپنی ولادت کے ساتویں دن مر جائے تو اگر وہ قبلِ ظہر مرا ہے تو اس کا عقیقہ نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر بعدِ ظہر مرا ہے تو اس کا عقیقہ کیا جائے گا۔ (۲)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: عقیقے کے موقعہ پر بچے کا سر مونڈا جائے گا اور بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی تصدق کیا جائے گا اور بالوں کو سونے یا چاندی کے علاوہ کسی اور شے سے وزن کرنا جائز نہیں۔ (۳)
- امام جعفر صادق علیہ السلام: عقیقہ ولادت کے ساتویں دن ہے اور سر منڈوانا بھی ساتویں دن ہے اور ختنہ بھی ساتویں دن ہے۔ (۴)
- امام حسن عسکری علیہ السلام: (بحالتِ مجبوری) اہلِ کتاب سے اپنے بچے کا ختنہ کرانا جائز ہے۔ (۵)

---

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 851 حدیث 4719
(۲) من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 851 حدیث 4724
(۳) من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 851 حدیث 4730
(۴) من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 850 حدیث 4718؛ صفحہ 852 حدیث 4728
(۵) من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 852 حدیث 4728

عید غدیر

قال رسول اللہ ﷺ: یوم غدیر خم افضل اعیاد امتی

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یومِ غدیر خم میری اُمت کی عیدوں میں سے افضل ترین عید ہے"۔

ماہ ذی الحجہ کی اٹھارویں تاریخ عیدِ غدیر ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل کیا، اپنے حبیب پر نعمتوں کو تمام کیا اور اسلام سے بطور دین راضی ہوا۔

القرآن: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورہ مائدہ: آیت ۳)

"آج میں نے تمھارے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمھارے لیے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند کر لیا ہے"۔

اس دن حضرت رسالت مآب ﷺ نے امیر المومنین امام علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقامِ غدیر پر اپنا خلیفہ و جانشین اور مومنین کا ولی الامر مقرر فرمایا۔ یہ بے حد مبارک دن ہے۔ حضرت امام علی رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے چار روز ایسی زیب و زینت کے ساتھ پیش کیے جائیں گے جس طرح دلہن کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ ایک روز جمعہ، ایک روزِ عید الفطر، ایک روزِ عید قربان اور ایک روز عید غدیر اور ان سب

میں سے سب سے عیدِ غدیر کا دن ایسا ہوگا کہ جیسے ستاروں میں چاند ہوتا ہے۔

یہ دُعا کے قبول ہونے کا دن ہے، عمدہ لباس پہننے کا دن ہے، محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام پر کثرت سے درود وسلام بھیجنے کا دن ہے، گناہوں کے ترک کرنے کا دن ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کا دن ہے اور روزہ داروں کو روزہ افطار کروانے کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جب ایک مومن دوسرے مومن کا چہرہ دیکھ کر تبسم کرے اور جو ایسا کرے گا اللہ پاک بروزِ قیامت اس پر اپنی نظر رحمت فرمائے گا اور اس کی حاجتیں پوری فرمائے گا۔

آج کے دن کا روزہ بہت بڑا ثواب ہے اور آج صدقہ دینا بھی بے حد اجر کا ثواب ہے۔ آج کے دن ایک روپیہ صدقہ دینا دوسرے دنوں میں ایک ہزار روپیہ صدقہ دینے کے ثواب کے برابر ہے۔ سنت ہے کہ اس روز اوّل وقت غسل کرے اور قبلِ زوال دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ حمد کے بعد دس مرتبہ سورۂ قدر اور دس مرتبہ آیت الکرسی پڑھے اور یہ نماز ثوابِ عظیم کی موجب ہے۔ اس نماز کے بعد جو دُعا کی جائے اللہ پاک قبول فرماتا ہے اور اگر کسی وجہ سے یہ عمل نہ کرسکے تو دو رکعت نماز جس سورہ کے ساتھ چاہے پڑھے۔ بہتر ہے کہ زوال کے وقت کے قریب پڑھے کیونکہ یہی وہ وقت تھا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقامِ غدیر پر اپنا خلیفہ اور قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔

پھر نماز سے فارغ ہوکر 100 مرتبہ حالتِ سجدہ میں ''شکر اللہ'' کہے۔

حضرت امام صادق آلِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: جو شخص یہ عمل بجا لائے گا تو ایسا ہے کہ جیسے آپ نے غدیرخم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے

امیر المومنین امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ عمل کرنے والا شخص اُن لوگوں کی مانند ہے جو حضور صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کے زیر علم ہوں گے یعنی امامِ زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناصر ہوں گے۔
بہتر ہے یہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اُونٹوں کے پلانوں کا منبر ترتیب دلایا اور صلاۃ جامعہ کے لیے اذان دلوائی اور دو رکعت نماز جماعت ادا کرنے کے بعد خطبہ غدیر ارشاد فرمایا تھا۔ (المقنعہ شیخ مفیدؒ)

18 ذی الحجہ یومِ غدیر کا دن اللہ تعالیٰ اور آلِ محمد علیہم السلام کی بہت بڑی عید کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا مگر آج کے دن انھوں نے عید منائی اور اس دن کا احترام بجا لائے۔ اس دن کا نام آسمانوں میں روزِ عہدِ معہود اور میثاقِ ماخوذ و جمع مشہود ہے۔
امامِ جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مومنین کی ایک عید ہے جس کا احترام باقی سب عیدوں سے زیادہ ہے وہ یومِ غدیر ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ حضرت امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا کہ جس کا میں حاکم و اولی الامر بالتصرف ہوں اسی طرح علی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حاکم اور پیشوا ہے۔
فرمایا اس دن روزہ رکھو، عبادت کرو، محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کو یاد کرو ان پر کثرت سے درود وسلام بھیجو کیونکہ آج کے دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی کہ آج کے دن کو عید قرار دیں۔
ابن ابی نصر بزنطی نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے ابی نصر کے بیٹے! تو جہاں بھی ہو کوشش کر کہ غدیر کے دن

حضرت امام علی علیہ السلام کے روضۂ اطہر پہ حاضر ہو کیونکہ خداوند عالم کی ذات آج کے دن ہر مرد و زن مومن کے ساٹھ سال کے گناہ بخش دیتا ہے اور انھیں جہنّم کی آگ سے دو مقابل ان کے جو ماہِ رمضان کے مہینے میں اور شب قدر اور شب عید آزاد کیے ہوں، اس دن آزاد کرتا ہے۔

آج کے دن کا روزہ ساٹھ سال کے گناہوں کا کفّارہ ہے۔ ایک خبر میں ہے کہ آج کا روزہ حیاتِ دُنیا کے روز کے برابر ہے اور 100 حج اور 100 عمرہ کے برابر ہے۔ غدیر کے دن زیارتِ امین اللہ پڑھنے کا بے حد ثواب ہے۔

غدیر کے باشرافت دن میں اچھے کپڑے پہننا، زیب و زینت کرنا، خوشبو لگانا، خوشی کرنا اور شیعانِ امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش کرنا، ان کی تقصیرات کو معاف کرنا، ان کی حاجت روائی کرنا، صلہ رحمی کو اختیار کرنا، اہل وعیال کو تحائف دینا، مومنین کو کھانا کھلانا، روزہ داروں کو افطار کروانا، مومنین کے ساتھ مصافحہ کرنا، مومنین کی زیارت کو جانا، مومنین سے تبسم کرنا ان کے لیے تحفے بھیجنا، اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت، جو ولایت امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، کا یہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعلنَا مِن الْمتمسَّکِینَ بِوَلَایَۃِ اَمیرِ الْمُؤْمِنِینَ وَالْاَئِمَّۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھتے ہوئے شکر ادا کرنا، ان سب کی ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔

غدیر کے دن کسی مومن کو کھانا کھلانا ایسا ہے کہ اس نے تمام پیغمبروں اور صدیقوں کو کھانا کھلایا۔ عید غدیر خم منانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا فلیبلغ الشاهد الغائب:

”ہاں! جو لوگ حاضر ہیں وہ اس بات کو ان تک پہنچا دیں جو

یہاں موجود نہیں ہیں"۔

عید غدیر کے لیے مولا امام علی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

فأوجب لی ولایت علیکم رسول الله یوم غدیر خم

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن تم پر میری ولایت کو اوجب قرار دیا ہے"۔

یعنی ہر مقام پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ علیؑ ولی اللہ کا اقرار لازم و ملزوم ہے، چاہے کلمہ ہو، اذان ہو، اقامت ہو یا تشہد صلاۃ ہو۔

ماہِ محرم کے اعمال

واضح ہو کہ محرم کا مہینہ اہلِ بیت علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کے لیے رنج و غم کا مہینہ ہے۔ امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب ماہِ محرم آتا تھا تو کوئی شخص میرے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہنستے ہوئے نہ پاتا تھا۔ آپؑ پر حزن و ملال طاری رہا کرتا اور جب دسویں محرم کا دن آتا تو آہ وزاری کرتے اور فرماتے کہ آج وہ دن ہے جس میں امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تھا۔

دسویں محرم کی رات

اس رات بیداری کی فضیلت میں روایت وارد ہوئی ہے کہ اس رات کو جاگنے والا اس شخص کے مثل ہے جس نے تمام ملائکہ جتنی عبادت کی ہو، اس رات میں کی گئی عبادت ستر سال کی عبادت کے برابر ہے۔ اگر کسی شخص کے لیے یہ ممکن ہو تو آج رات کو اسے سرزمین کربلا میں رہنا چاہیے، جہاں وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضۂ اقدس کی زیارت کرے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے قرب میں شب بیداری کرے تاکہ خدا اس کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں میں شمار کرے جو اپنے خون میں لتھڑے ہوئے تھے۔

دسویں محرم کا دن

یہ یومِ عاشور ہے جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن ہے۔ یہ ائمہ طاہرین علیہم السلام

اور ان کے پیروکاروں کے لیے مصیبت کا دن ہے اور حزن و ملال میں رہنے کا دن ہے۔ بہتر یہی ہے کہ امام علی علیہ السلام کے چاہنے اور ان کی اتباع کرنے والے مومن مسلمان آج کے دن دُنیاوی کاموں میں مصروف نہ ہوں اور گھر کے لیے کچھ نہ کمائیں بلکہ نوحہ و ماتم اور نالہ و بکا کرتے رہیں۔ امام حسین علیہ السلام کے لیے مجالس برپا کریں اور اس طرح ماتم و سینہ زنی کریں جس طرح اپنے کسی عزیز کی موت پر ماتم کیا کرتے ہیں۔ آج کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارتِ عاشور پڑھیں اور امام علیہ السلام کے قاتلوں پر بہت زیادہ لعنت کریں اور ایک دوسرے کو امام علیہ السلام کی مصیبت پر ان الفاظ میں پُرسہ دیں:

أَعْظَمَ اللهُ أُجُورَنَا بِمُصَابِنَا بِالْحُسَيْنِ علیہ السلام وَجَعَلَنَا وَإِيَّاكُمْ مِنَ الطَّالِبِينَ بِثَارِهِ مَعَ وَلِيِّهِ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ علیہم السلام

”اللہ زیادہ کرے ہمارے اجروثواب کو اس پر جو کچھ ہم امام حسین علیہ السلام کی سوگواری میں کرتے ہیں اور ہمیں تمھیں امام علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے والوں میں سے قرار دے اور اپنے ولی امام مہدی علیہ السلام کے ہم رکاب ہوکر کہ جو آلِ محمد علیہم السلام میں سے ہیں“۔

ضروری ہے کہ آج کے دن امام حسین علیہ السلام کی مجلس اور واقعاتِ شہادت کو پڑھیں، خود روئیں اور دوسروں کو رُلائیں۔ روایت میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنے اور ان سے تعلیم لینے کا حکم ہوا تو سب سے پہلی بات جس پر ان کے درمیان مذاکرہ و مکالمہ ہوا وہ یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان مصائب کا ذکر کیا جو آلِ محمد علیہم السلام پہ

آنا تھے، اور ان دونوں بزرگواروں نے ان مصائب پر بہت گریہ و بکا کیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں مقام ذیقار میں امیرالمومنینؑ کے حضور گیا تو آپ نے ایک کتابچہ نکالا جو آپ کا اپنا لکھا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھوایا ہوا تھا۔ آپ نے اس کا کچھ حصّہ میرے سامنے پڑھا۔ اس میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر تھا اور اسی طرح یہ بھی تھا کہ شہادت کس طرح ہوگی اور کون آپ کو شہید کرے گا؟ کون کون آپؑ کی مدد و نصرت کرے گا اور کون کون آپؑ کے ہمرکاب رہ کر شہید ہوگا؟ یہ ذکر پڑھ کر امیرالمومنین علی علیہ السلام نے خود بھی گریہ کیا اور مجھ کو بھی خوب رُلایا۔

یہ بھی ضروری اور مناسب ہے کہ شیعہ مسلمان آج کے دن فاقہ کریں، یعنی کچھ کھائیں پئیں نہیں، مگر روزے کا قصد بھی نہ کریں۔ عصر کے بعد ایسی چیز سے افطار کریں جو مصیبت زدہ انسان کھاتے ہیں، مثلاً دودھ یا دہی وغیرہ نیز آج کے دن قمیصوں کے گریبان کھلے رکھیں اور آستینیں چڑھا کر ان لوگوں کی طرح رہیں جو مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں، یعنی مصیبت زدہ لوگوں جیسی شکل وصورت بنائے رہیں۔

عاشورہ کا روزہ حرام ہے

شیخ کلینی باسناد خود عبدالملک سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محرم کے تاسوعا اور عاشوراء (نویں، دسویں) کے روزے کے بارے میں سوال کیا؟

فرمایا: تاسوعاء (نویں محرم) کا دن وہ دن تھا جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب میدانِ کربلا میں ہر طرف سے نرغۂ اعداء میں گھر

گئے تھے اور اہلِ شام کے سپاہ ان کے خلاف جمع ہو گئے تھے اور ابن مرجانہ (ابن زیاد) اور پسر سعد اس سپاہ کی کثرت سے خوش و خرم ہوئے تھے اور امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب کرم اللہ وجوہہم کو کمزور سمجھا تھا۔ اور ان کو یقین ہو گیا تھا کہ اب ان کے پاس کہیں سے کوئی ناصر و مددگار نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی اہلِ عراق اب ان کی کوئی مدد کریں گے۔

(پھر فرمایا) میرا باپ اس کمزور مسافر پر قربان ہو جائے۔

پھر فرمایا: اور روزِ عاشورا وہ دن ہے جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ وہ اپنے اصحاب میں (خاک و خون میں غلطاں) پڑے تھے اور ان کے اصحاب ان کے اردگرد (بے گور و کفن) پڑے تھے۔

آیا ایسے دن میں بھی روزہ ہوتا ہے؟

بیت اللہ الحرم کے ربّ کی قسم! ہرگز نہیں۔ یہ روزہ کا دن نہیں ہے بلکہ یہ تو حزن و ملال اور مصیبت کا دن ہے جو تمام اہلِ آسمان و اہلِ زمین اور تمام مومنین پر داخل ہوئی۔ اور ابن مرجانہ، آلِ زیاد اور اہلِ شام کے لیے فرحت و انبساط اور مسرت و شادمانی کا دن تھا۔ اس دن خدائے قہار ان پر اور ان کی اولاد پر غضبناک ہوا اور اس دن ان (مظلوموں پر) سوائے شام کے باقی تمام زمین کے خطے روئے۔ پس جو اس دن روزہ رکھے یا اسے باعثِ برکت دن سمجھے خدا اسے آلِ زیاد کے ہمراہ اس طرح محشور کرے گا کہ اس کا دل مسخ شدہ ہوگا اور اس پر خدا کا قہر و غضب ہوگا اور جو شخص اس دن گھر کچھ ذخیرہ کرے گا خدائے جبار اس کے دل پر قیامت تک منافقت کی مُہر لگا دے گا اور اس سے، اس کے خانوادہ سے، اور اولاد سے برکت سلب کرے گا۔ اور اس کے تمام (مال و منال) میں

شیطان کو اس کا شریک قرار دے گا۔ [۱]

جعفر بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روزِ عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تو ابن مرجانہ کے روزہ کے بارے میں سوال کرتا ہے؟ یہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خوشی میں آلِ زیاد کے حرام زادوں نے روزہ رکھا تھا اور یہ وہ دن ہے جسے آلِ محمد علیہم السلام اور تمام اہلِ اسلام منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں اور وہ دن جسے اہلِ اسلام منحوس اور نامبارک سمجھیں اس دن نہ روزہ رکھا جاتا ہے اور نہ اسے بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح سوموار کا دن منحوس ہے کہ خداوندعالم نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک کو قبض کیا تھا اور آلِ محمد علیہم السلام کو جب بھی کوئی تکلیف پہنچی ہے تو سوموار کے دن۔ اس لیے ہم اسے منحوس جانتے ہیں اور ہمارے دشمن اس بابرکت جانتے ہیں۔

روزِ عاشوراء حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اس لیے ابن مرجانہ (اور اس کے ہم نوالہ و ہم پیالہ) اسے متبرک جانتے ہیں اور آلِ محمد علیہم السلام اسے منحوس جانتے ہیں۔ پس جو شخص ان دونوں میں روزہ رکھے گا، یا ان کو بابرکت سمجھے گا تو وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس کا دل مسخ شدہ ہوگا اور اس کا حشر و نشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنھوں نے ان دنوں کے روزے کو سنت قرار دیا اور ان سے تبرک حاصل کیا۔ [۲]

---

[۱] الفروع، وسائل الشیعہ

[۲] الفروع، التھذیب، الاستبصار، وسائل الشیعہ

زید نرسی بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے عبید بن زرارہ سے سنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزِ عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کرر ہے تھے؟

امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس کو اس سے وہی حصّہ ملے گا جو ابن مرجانہ لعین اور آلِ زیاد کو ملا تھا۔

میں نے عرض کیا: ان کو اس روزہ سے کیا حصّہ ملا تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: دوزخ کی آگ! خدا ہمیں اس آگ سے پناہ دے۔ (پھر فرمایا) جو شخص (اس دن یہ) عمل کرے گا وہ آتشِ دوزخ کے قریب ہوگا۔ [1]

حسن بن علی وشاء بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نجیہ بن حارث عطار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روزِ عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ روزہ ہے جو ماہِ رمضان کے روزوں کے وجوب کے بعد متروک ہوگیا ہے اور جو چیز متروک ہوجائے (اس کی بجا آوری) بدعت ہوتی ہے۔

نجیہ بیان کرتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات کے بعد میں نے یہی سوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو انھوں نے بھی مجھے اپنے والد ماجدؑ والا جواب دیا اور مزید برآں فرمایا: یہ ایک ایسے دن کا روزہ ہے جس کے بارے مین نہ قرآن نازل ہوا ہے اور نہ ہی سنت (نبویہؐ) جاری ہوئی ہے۔ ہاں البتہ یہ آلِ زیاد کی سنت ضرور ہے جنھوں نے شہادتِ حسینؑ کی خوشی میں اس دن روزہ رکھا تھا۔ [2]

---

[1] الفروع، المقنعہ، التھذیب، الاستبصار، وسائل الشیعہ

[2] الفروع، التھذیب، الاستبصار، وسائل الشیعہ

زیارت حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحُجَّةَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاعِثَ الْهُدٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَاَنَّكَ قَدْ جَاهَدْتَ وَنَصَحْتَ وَصَبَرْتَ حَتّٰى اَتٰكَ الْيَقِيْنُ لَعَنَ اللهُ الظَّالِمِيْنَ لَكُمْ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَاَلْحَقَهُمْ بِدَرْكِ الْجَحِيْمِ

زیارت حضرت امام علی الرضا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاغَرِيْبَ الْغُرَبَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُعِيْنَ الضُّعَفَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاشَمْسَ الشُّمُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَنِيْسَ النُّفُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَدْفُوْنُ بِاَرْضِ طُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُغِيْثَ الشِّيْعَةِ وَالزُّوَّارِ فِيْ يَوْمِ الْجَزَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسُلْطَانَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ عَلِيِّ ابْنِ مُوْسَى الرِّضَا وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

زیارت حضرت امامِ زمانہ علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاصَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَلِيْفَةَ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَظْهَرَ الْاِيْمَانِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاشَرِيْكَ الْقُرْاٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ زَمَانِنَا هٰذَا عَجَّلَ اللهُ فَرَجَكَ وَسَهَّلَ اللهُ مَخْرَجَكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلامتی و تعجیل در ظہور امامِ زمانہ علیہ السلام

اِلٰهِیْ عَظُمَ الْبَلَاءُ وَبَرِحَ الْخَفَاءُ وَانْكَشَفَ الْغِطَآءُ
وَانْقَطَعَ الرِّجَآءُ وَضَاقَتِ الْاَرْضُ وَمُنِعَتِ السَّمَآءُ
وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَعَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ
فِى الشِّدَّةِ وَالرَّخَآءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ
اُولِى الْاَمْرِ الَّذِيْنَ فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ وَعَرَّفْتَنَا
بِذٰلِكَ مَنْزِلَتَهُمْ فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ فَرَجًا عَاجِلًا
قَرِيْبًا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ يَامُحَمَّدُ يَاعَلِيُّ
يَاعَلِيُّ يَامُحَمَّدُ اِكْفِيَانِيْ فَاِنَّكُمَا كَافِيَانِ وَانْصُرَانِيْ
فَاِنَّكُمَا نَاصِرَانِ يَامَوْلَانَا يَاصَاحِبَ الزَّمَانِ
اَلْغَوْثَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ اَدْرِكْنِيْ
اَلسَّاعَةَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ اَلْعَجَلَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ
يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ

زیارتِ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَابِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِيَاءِ اللهِ وَرُسُلِهٖ وَمَلَآئِكَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَاسَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ
وَالْحُسَيْنِ سَيِّدَىْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
اَيَّتُهَا الصِّدِّيْقَةُ الشَّهِيْدَةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا
الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْفَاضِلَةُ
الزَّكِيَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمُحَدَّثَةُ الْعَلِيْمَةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
اَيَّتُهَا الْمَغْضُوْبَةُ الْمَظْلُوْمَةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَافَاطِمَةُ
بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ......

جنابِ سیّدہ سلام اللہ علیہا کی کہانی

پہلا معجزہ

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک سُنارن ایک روز حسبِ معمول اپنے محلے کے کنوئیں سے پانی بھر رہی تھی کہ یکایک شور ہوا کہ اُس کا لڑکا، اُس کے پڑوسی کمہار کے دہکتے ہوئے آلوے میں گر گیا ہے۔ یقین ہے کہ وہ جل کر مر گیا ہوگا۔ اِس الیہ خبر کو سن کر، سنارن سکتہ میں آگئی اور پھر روتی پیٹتی گھر کی طرف بھا گی۔ وہاں کافی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ واقعہ صحیح پایا، وہ تابِ ضبط نہ لاکر اُسی جگہ گر کر بے ہوش ہوگئی۔ عالمِ غشی میں اس نے ایک نقاب پوش بی بیؑ کو دیکھا جو اس سے فرماتی ہیں کہ اے نیک بخت غم نہ کر، کیونکہ خداوند عالم میں سب کچھ قدرت ہے وہ مُردوں کو زندہ بھی کر سکتا ہے، البتہ وسیلے کی ضرورت ہے تو نیت کر کہ اگر پروردگارِ عالم میرے لڑکے کو بہ طفیلِ جنابِ سیّدہؑ اِس آفتِ نا گہانی سے نجات دے اور میرے بچے کو صحیح وسلامت مجھ سے ملا دے گا تو میں بعد سجدۂ شکر، جناب فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا بنتِ ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "کہانی" سنوں گی۔ چنانچہ سُنارن نے عالمِ بے ہوشی میں مذکورہ بالا نیت کر لی۔ جب ہوش میں آئی اور آنکھیں کھولی تو اُس نے دیکھا کہ اُس کا لڑکا بہ اعجازِ جنابِ سیّدہؑ بحکمِ پروردگارِ عالم صحیح وسلامت اس کے پاس کھڑا ہے اور لوگ اُسے حیرت واستعجاب سے دیکھ رہے ہیں۔ (صلواۃ)

عنارن اپنے بچے کو زندہ اور سلامت پا کر بہت خوش ہوئی اور فوراً سجدۂ شکر بجالائی۔ پھر دو درہم کی شیرینی خرید لائی اور اس کو ایک پاک و پاکیزہ جگہ پر رکھ کر پڑوسیوں کے پاس گئی اور اُن سے گویا ہوئی کہ خداوند تعالیٰ نے میری مراد جنابِ سیّدہؑ کے طفیل میں پوری کردی ہے۔ میں نے ''سیّدہؑ کی کہانی'' کی مَنّت مانی تھی، لہٰذا حق ہمسایہ بھی ہے کہ تم لوگ میرے یہاں چل کر جنابِ معصومۂ عالمیان کی کہانی سن لو۔ میں تمھاری شکرگزار ہوں گی۔

پڑوسیوں نے جواب دیا: ''ہم کو فرصت نہیں ہے، ہم اپنا وقت ضائع نہیں کرسکتے''۔ یہ سن کر وہ خاتون بہت ملول ہوئی اور گھر واپس چلی آئی اور پھر شیرینی لے کر روتی ہوئی آبادی سے صحرا کی طرف اِس اُمید پر چلی کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ مل جائے اور یہ کہانی سن سنا کر میری اِس مَنّت کو پورا کردے۔

ابھی وہ خاتون کچھ ہی دُور چلی تھی کہ وہی نقاب پوش معظمہ جنھوں نے عالمِ بے ہوشی میں اِس کو ہدایت فرمائی تھی۔ اب عالمِ بیداری میں نظر آئیں اور فرمایا: اے عورت، مت رو، چادر بچھا کر بیٹھ جا، میں ''کہانی'' کہتی ہوں تو غور سے سُن اور معصومہؑ پر صلواۃ بھیج۔ (صلواۃ)

پھر آپؑ نے فرمایا: شہر مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا، اس کی لڑکی کی شادی تھی، سب یہودیوں نے باہم صلاح کی کہ اس موقع پر مسلمانوں کے رسولؐ کی بیٹی کو بلا کر (معاذاللہ) پیغمبرؐ خدا کی توہین کی جائے، اس لیے کہ جنابِ سیّدہؑ وہی پھٹے پرانے کپڑے پہن کر آئیں گی۔ چنانچہ اِسی مشورہ کے تحت وہ یہودی خدمتِ رسولؐ میں حاضر ہوا اور بولا: حقِ ہمسائی رکھتا ہوں، اس لیے خواہش مند ہوں کہ آپؐ کی دُختر نیک اختر جنابِ سیّدہ میری لڑکی کی شادی میں میرے

غریب خانہ پر تشریف لائیں۔ اگر آپ انھیں شادی میں شرکت کی اجازت عطا فرمائیں گے تو میری بہت بڑی عزّت افزائی ہوگی۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا: اب سیّدہؑ کے مالک و مختار حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں تو اُن سے اپنی خواہش بیان کر۔ یہودی یہ سن کر جنابِ امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی خواہش کو بیان کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جنابِ سیّدہؑ اِس اَمر کی خود مالک ہیں۔ چنانچہ یہودی نے درِ معصومہؑ پر آواز دی کہ اے بنتِ رسولؐ! میری لڑکی کی شادی ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ بغرض شرکتِ شادی تشریف لائیں اور میری عزّت افزائی فرمائیں۔ وہاں سے جواب ملا کہ میں جناب امیر علیہ السلام سے اِجازت حاصل کرلوں تو تجھے جواب دوں۔

یہودی نے کہا کہ میں آپؑ کے بابا جانؐ رسولِ خدا اور آپؑ کے شوہر جناب شیرِ خداؑ کی خدمت میں اوّلاً حاضر ہوچکا ہوں۔ ان دونوں نے آپؑ ہی کو مختار کیا ہے جنابِ سیّدہؑ یہ سن کر کچھ فکرمند ہوئیں کہ اتنے میں ختمی مرتبتؐ تشریف لائے۔ بیٹی کو متفکر دیکھا۔ افسردگی کا سبب پوچھا۔

آپؑ نے فرمایا: بابا جانؐ! ایک یہودی اپنی لڑکی کی شادی میں میری شرکت کی تمنّا لے کر آیا ہے۔ اب آپؐ جو حکم دیں۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ بیٹی تم کو اختیار ہے۔

جنابِ سیّدہؑ نے عرض کیا کہ بابا جانؐ! اس شادی میں شرکت آپؐ کی شایانِ شان نہ ہوگی۔ وہاں پر سب مضحکہ اُڑائیں گے اس لیے کہ ان کی عورتیں لباسِ فاخرہ اور بہترین زیورات پہنے ہوئے ہوں گی اور میرے پاس وہی پرانے اور

بوسیدہ سے کپڑے ہیں، جن میں جا بجا پیوند لگے ہوئے ہوں گے اور میرے پاس وہی پرانے اور بوسیدہ سے کپڑے ہیں، جن میں جا بجا پیوند لگے ہوئے ہیں۔

یہ سن کر پیغمبرؐ اطہر نے فرمایا کہ اے پارۂ جگر! جو خدا کی مرضی، تم اسی حالت میں جاؤ۔ لہٰذا جنابِ سیدہؑ جانے کے لیے اِسی صورت میں تیار ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ کب گوارا کرتا کہ اس کے محبوبؑ کی توہین ہو۔ چنانچہ جنابِ معصومہؑ عالم ابھی جانے کا اِرادہ کر رہی تھیں کہ اِسی اثناء بحکمِ الٰہی حورانِ جناں معہ لباسِ فاخرہ و زیوراتِ مُرصّع، حاضر خدمت ہوئیں اور جگر گوشہ رسولؐ کو خلعت اور زیوراتِ بہشتی سے آراستہ کیا اور پھر جنابِ مخدومہؑ کونین کو مُحافہ جنتی میں سوار کر کے بطورِ کنیزانِ کمترین کچھ حوریں دائیں بائیں اور کچھ حوریں آگے پیچھے مُحافہ کو اپنے جلو میں لیے ہوئے بصورتِ انسان، یہودی کی ہمراہی میں اس کے گھر کی طرف روانہ ہوئیں۔ جس طرف سے جنابِ سیدہؑ کی سواری گزرتی تھی اس طرف کی فضا معطر ہو جاتی تھی۔ لوگ حیران ہو کر یہودی سے پوچھتے تھے کہ یہ کس کی سواری ہے؟ اور کہاں جا رہی ہے؟

یہودی فخریہ انداز میں ہر ایک دیانت کرنے والے کو یہ جواب دیتا جاتا تھا کہ یہ مسلمانوں کے رسول (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی لختِ جگر کی سواری ہے جو میری بیٹی کی شادی کی شرکت میں میرے گھر تشریف لے جا رہی ہیں۔

جب جنابِ سیدہؑ بہ ایں تجمل و وقار یہودی کے مکان پر پہنچیں تو آپؑ کے نُور سے اُس کا سارا مکان منور ہو گیا۔ اور ایسی خوشبو دُور دُور تک فضا میں پھیلی کہ ویسی مہک کسی نے اِس سے قبل نہ سونگھی تھی۔ وہاں پر جتنی یہودی عورتیں تھیں جنابِ سیدہؑ کی یہ شان و شوکت دیکھ کر حسد سے بے ہوش ہو گئیں۔ تھوڑی دیر کے

بعد سب عورتیں تو ہوش میں آ گئیں مگر دُلہن کو ہوش نہ آیا۔ عورتوں نے دُلہن کو دیکھا تو حیرت میں آ گئیں، اِس لیے کہ وہ مر چکی تھی۔ چنانچہ ذرا سی دیر میں شادی کا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ جنابِ معصومہٴ عالمیانؑ کو بھی بڑی تشویش ہوئی مگر آپؑ نے ہر ایک کو تسلی اور دلاسہ دے کر فرمایا: خدا سے لَو لگاؤ اُس کے قبضہٴ قدرت میں سب کچھ ہے۔ اُس کے نزدیک مُردے کو زندہ کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تمام زنانِ یہود نے یک زبان ہو کر کہا: ہم تو آج تک کسی مُردے کو زندہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، جو دُلہن مر کر زندہ ہو جائے گی۔

پھر جنابِ سیّدہ سلام اللہ علیہا نے ایک لوٹا پانی منگوا کر وضو کیا اور دو رکعت نمازِ حاجت ادا کر کے بارگاہِ ربّ العزت میں دست بہ دُعا ہوئیں:

اے میرے معبود! تجھے واسطہ ہے تیری عظمت اور تیرے محبوب (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا۔

مولا!

صدیقہ نام رکھا ہے تُو نے بتولؑ کا
جھوٹا نہ کیجیو مجھے صدقہٴ رسولؐ کا

تیری کنیز تیرے رسولؐ کی بیٹی ہے۔ میری عزّت تیرے ہاتھ میں ہے۔ لوگ کہیں گے کہ سیّدہؑ کے آتے ہی دُلہن مر گئی۔ اِس کو دوبارہ خلعتِ حیات عطا فرما دے۔ ہنوز دُعا ابھی تمام نہ ہوئی تھی کہ دُلہن کلمہٴ شہادت پڑھتی ہوئی اُٹھ بیٹھی۔ (صلواۃ)

اور گویا ہوئی کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور آپؑ کے والد ماجدؐ اس کے سچے اور آخری رسولؐ ہیں۔ آپؑ مجھے اسلام کی تعلیم

فرمائیں۔ چنانچہ جنابِ سیدہؑ کا یہ اعجاز دیکھ کر دُلہن کے ساتھ ہی اور دیگر پانچ سو زن و مرد یہود مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؑ کو سبھوں نے نہایت عزّت و احترام کے ساتھ رخصت کیا اور ایک زنِ یہود کو جو اَب مسلمان ہو چکی تھی آپؑ کی کنیزی میں دیا جس کا نام اُمِ حبیبہ تھا۔ جب آپؑ شاداں و فرحاں اپنے دولت سرا پر واپس تشریف لائیں اور اپنے پدرِ بزرگوارؑ سے اِس واقعہ کو بیان کیا تو آپؑ بہت زیادہ خوش ہوئے اور سجدۂ شکر بجالائے۔

اِس کے بعد آپ نے دوسری کہانی اِس طرح بیان فرمائی:

دوسرا معجزہ

کسی ملک کا ایک بادشاہ جو سیر و شکار کا بہت دلدادہ تھا۔ اُس نے ایک دن اپنے وزیر سلطنت کو سامانِ شکار تیار ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ وزیر نے بعد تیاریِ سامان بادشاہ کو اطلاع دی اور دوسرے روز علی الصبح معہ وزیر و میر شکار اور دیگر شکاری عملہ کے لوگوں کے، شکار کھیلنے کی غرض سے شکارگاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس مرتبہ بادشاہ کی لڑکی (شہزادی) معہ اپنی سہیلی وزیرزادی کے ضد کر کے ہمراہ ہوئی۔ کافی مسافت طے کرنے کے بعد جب یہ شکاری قافلہ ایک سرسبز و شاداب جنگل میں پہنچا تو سفر سے آسودہ ہونے کے لیے بموجب حکمِ شاہی اس جگہ خیمے نصب کیے گئے۔ باورچی خانے کا عملہ کھانا پکانے کے انتظام میں لگ گیا، اور کچھ لوگ سفر کی تکان کی وجہ سے خیموں کے باہر ہی لیٹ گئے کہ اتنے میں خلافِ اُمید اس زور و شور کے ساتھ آندھی چلی کہ اس نے بڑے بڑے تناور درختوں کو زمین سے اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ گرد و غبار کی وجہ سے پاس کی چیز تک سجھائی نہ دیتی تھی۔

اس طوفانی عالم میں ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ شاہی خیمہ وخرگاہ کا دُور دُور تک کہیں پتہ نہ تھا۔ جب آندھی کا زور کچھ کم ہوا اور منتشر شدہ لوگ یکجا ہونا شروع ہوئے تو اس وقت شہزادی اور وزیرزادی کی تلاش تیزی کے ساتھ کی جانے لگی جن کا کہیں اتا پتہ نہ تھا۔ بادشاہ اور وزیر دونوں محبتِ پدری سے بیتاب ہوکر دونوں لڑکیوں کی تلاش میں بہ ذاتِ خود منہمک تھے، لیکن بہت دوڑ دھوپ کے بعد بھی کامیابی نہ ہوئی اور بالآخر بادلِ ناخواستہ دارالسلطنت کی طرف واپس لوٹنا پڑا۔ محل سرا میں اِس خبر سے کہرام مچ گیا جس میں رعایا بھی شامل تھی۔

اتفاقِ وقت کہ بادشاہ اور اس کے شکاری عملہ کے واپس جانے کے بعد ہی سرحدی ملک کا دوست بادشاہ اسی مشترکہ جنگل میں شکار کھیلنے کے لیے آیا۔ شکار کے دوران اس بادشاہ پر پیاس غالب آئی۔ چنانچہ اس نے اپنے وزیر کو پانی لانے کا حکم دیا۔ مگر پانی کا ذخیرہ جو قافلہ کے ہمراہ تھا ختم ہوچکا تھا۔ چنانچہ وزیر پانی کی جستجو میں چل کھڑا اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر، آبادی کا پتہ لگانے کے واسطے جا پہنچا کہ وہاں اس کو دو حسین و جمیل لڑکیاں نظر آئیں۔ یہ لڑکیاں وہی گم شدہ شہزادی اور وزیرزادی تھیں اور اپنے والدین اور قافلہ والوں سے جدا ہوگئی تھیں۔

چنانچہ یہ لڑکیاں جب اپنے والدین سے جدا ہوکر پہاڑ پر پہنچیں تو بہت زیادہ پریشان ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی، دونوں لڑکیاں اس اَلم انگیز اور بظاہر دائمی جدائی سے اِس قدر روئیں کہ بے ہوش ہوگئیں۔ عالمِ غشی میں دیکھا کہ ایک بی بی نقاب پوش تشریف لائیں اور نہایت شفقت سے فرماتی ہیں کہ اے لڑکیو! تم ہراساں مت ہو، نیت کرلو کہ جب ہم اپنے والدین سے مل جائیں گے تو اس وقت ہم جنابِ سیّدہؑ کی کہانی سنیں گے۔ لہٰذا اِن دونوں

لڑکیوں نے حسبِ ہدایت معظمہ منّت مانی۔ جب غش سے ہوش آیا تو اپنے اپنے واقعۂ غشی کو ایک دوسرے سے بیان کر کے منّت کی تصدیق کی، اور پھر خدا کے رحم وکرم کی منتظر ہوئیں کہ وزیر مذکور کو پانی کی تلاش میں یہاں تک آ پہنچا۔ جب اس نے ان دونوں بے یارومددگار لڑکیوں کو اس طرح پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا تو بہت حیران ہوا۔ اس نے پوچھا کہ اے لڑکیو! تم کہاں کی رہنے والی ہو، ذرا اپنے حسب ونسب سے آگاہ کرو اور یہ بتاؤ کہ تم اس سنسان جگہ اور اتنی اُونچی پہاڑ کی چوٹی پر کیسے پہنچیں؟ وزیر کے دریافت کرنے پر دونوں لڑکیوں نے آبدیدہ ہوتے ہوئے اپنا سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد اپنے حسب ونسب اور مراتب سے بھی اس کو آگاہ کیا۔

وزیر اِن لڑکیوں کے حالات سے آگاہ ہونے کے بعد فوراً اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور اس سے سارا واقعہ بالتفصیل بیان کیا۔ بادشاہ اس وقعہ کو سن کر بہت متاثر ہوا اور وزیر کو حکم دیا کہ اگر وہ لڑکیاں اپنی خوشی سے آنا چاہتی ہوں تو اُن کو جا کر فوراً لے آؤ۔

بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں اس مرتبہ وزیر مذکور معہ چند آدمیوں اور سواری کے ان لڑکیوں کے پاس پہنچا۔ ہمراہیوں کو پہاڑ کے دامن میں چھوڑ کر خود پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا اور دریافت کیا کہ اے لڑکیو! تم ہمارے ساتھ چلو گی؟ لڑکیاں راضی ہوگئیں، وزیر نے دونوں کو پہاڑ کے نیچے اُتارا، اور سواری پر سوار کر کے باعزّت اپنے بادشاہ کے پاس لے گیا جو اُن سب کو لے کر اپنے دارالسلطنت میں لے آیا۔

مخبرانِ شاہی کے ذریعے پہلے بادشاہ کو اطلاع مل گئی کہ اس کی گم شدہ دُختر معہ وزیر زادی کے اس کے پڑوسی بادشاہ کے ہاں موجود ہے۔ اس نے تو اپنے

وزیر اعظم کو معہ تحائف کے اس بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور خط کے ذریعے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہماری لڑکیاں جو تم کو ملی ہیں ان کو ہمارے پاس بھیج دو۔

جب یہ خط اس بادشاہ کو ملا تو اُس نے جواباً تحریر کیا کہ آپ کی بچیاں یہاں بخیریت ہیں اور میرے پاس آپ کی امانت ہیں البتہ میری خواہش ہے کہ آپ شہزادی کی شادی میرے لڑکے سے اور وزیرزادی کی شادی میرے وزیر اعظم کے لڑکے سے کر کے مجھے شکریہ کا موقع دیتے ہوئے اپنی محبت میں اضافہ کریں گے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ بات کچھ غور وفکر کے بعد منظور کر لی۔ لہٰذا دونوں لڑکیاں باعزّت و احترام اپنے والدین کے پاس واپس کردی گئیں۔ اب حسبِ وعدہ تاریخ مقرر ہوئی اور طرفین میں سامانِ شادی ہونے لگا۔ آخر کار وہ وقت بھی آ پہنچا، جب دونوں لڑکیوں کی شادیاں مذہبی رسوم کے مطابق کر دی گئیں۔ دُلہنیں رخصت ہوکر سسرال چلیں۔ اتفاقِ وقت کہ اور سامانِ جہیز تو بار کرلیا گیا۔ مگر شادی کا لوٹا جو نہایت قیمتی تھا وہیں رہ گیا اور اس کا اس وقت کی رسم کے لحاظ سے ساتھ جانا نہایت ضروری تھا۔ راستہ میں شام ہوگئی۔ باراتیوں نے رات ہوجانے کی وجہ سے ایک محفوظ جگہ پر قیام کیا۔ اس وقت حسبِ ضرورت لوٹے کی تلاش ہوئی تو لوٹا نہ ملا۔ معلوم ہوا کہ وہیں چھوٹ گیا ہے۔ وزیر نے ایک خاص سپاہی کو روانہ کیا کہ لوٹا لے آئے۔

جب سپاہی وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ جہاں محل تھا وہاں اب میدان ہے۔ نہ تخت ہے نہ تاج، نہ بادشاہ۔ نہ فوج، کچھ بھی نہیں، صرف لوٹا میدان میں رکھا ہوا ہے، جس کا کوئی نگران بھی نہیں ہے۔ سپاہی نے چاہا کہ لوٹا اُٹھا لے لیکن ممکن نہ ہوسکا، اس لیے کہ اُس نے جیسے ہی لوٹے کی طرف ہاتھ بڑھایا

معاً ایک خطرناک کالے سانپ نے لوٹے کے اندر سے پھن نکالا اور اس کو کاٹنے کے لیے لپکا۔ سپاہی اُچھل کر پیچھے ہٹا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ لوٹا اُٹھالے مگر ممکن نہ ہوا۔ سانپ ہر مرتبہ سدِّ راہ ہوتا تھا۔ مجبوراً اپنے ملک کی طرف واپس ہوا اور وزیر کے توسّط سے سارا واقعہ بادشاہ کے گوش گزار کیا۔

بادشاہ کو یہ سن کر حیرت ہوئی اور کچھ دیر تک غور وفکر میں ڈوبا رہا، اور پھر لڑکیوں کے پاس گیا اور بولا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں جادوگرنیاں ہو، یا بدروح ہو جو انسانی شکل اختیار کر کے نئے نئے شعبدے دِکھلا رہی ہو۔ اس وقت تو میں تم دونوں کو قید کرتا ہوں البتہ کل صبح قتل کرا دوں گا۔ یہ کہہ کر بادشاہ غیظ و غضب میں بھرا ہوا اپنے خیمے میں واپس آیا اور دونوں دُلہنیں خیمہ میں قید کردی گئیں۔

جب دونوں لڑکیوں نے اپنے کو اِس حال میں پایا تو وفورِ رَنج سے بیتاب ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے گلے مل کر خوب روئیں اور کہنے لگیں کہ معلوم نہیں کیا ماجرا ہے کہ کل شادی ہوئی، دُلہن بنائی گئیں اور آج قید خانے میں قیدی بنے ہیں اور اب کل ہمارا چراغِ حیات گُل کر دیا جائے گا۔ خداوندا معلوم نہیں کہ ہم لوگوں سے کون سا ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی پاداش میں ہم کو یہ سزا مل رہی ہے۔ میرے معبود! تو معاف کردے۔ یہ کہہ کر اتنا روئیں کہ بے ہوش ہوگئیں۔ عالمِ غشی میں دیکھا کہ وہی بی بیؑ جو پہاڑ پر نظر آئی تھیں، نظر آئیں اور بہ کمالِ شفقت فرمایا: لڑکیو! تم نے پہاڑ پر منّت مانی تھی کہ جب ہم اپنے والدین سے ملیں گے تو جنابِ سیّدہؑ کی کہانی سنیں گے۔ تم دونوں اپنے ماں باپ سے ملیں مگر کہانی نہ سنی۔ اسی وجہ سے یہ عذاب تم پر نازل ہوا ہے۔ اب بھی غنیمت ہے اسی زندان میں کہانی سنو۔ اللہ تعالیٰ جنابِ سیّدہؑ کے طفیل میں تمھاری مشکل کو آسان

کر دے گا۔ لڑکیوں نے کہا کہ اس قید خانے میں درہم کہاں ہیں جو ہم ''کہانی'' کے لیے شیرینی منگوائیں اور پھر لائے گا کون؟

معظمہؑ نے فرمایا: گھبراؤ نہیں، تمھارے ڈوپٹے کے آنچہ میں سے دو درہم تم کو ملیں گے اور خیمہ کی پشت سے ایک آدمی گزرتا ہوا نظر آئے گا۔ بازار قریب ہے، وہ شیرینی لا دے گا۔ یہ کہہ کر وہ معظمہؑ غائب ہو گئیں۔

لڑکیوں کو ہوش آیا تو ایک نے دوسری سے عالمِ غشی کا واقعہ بیان کیا اور پھر شہزادی نے دیکھا کہ اس کے آنچل سے دو درہم بھی برآمد ہوئے۔ دونوں بہت خوش ہوئیں۔ صبح پشتِ خیمہ سے ایک سن رسیدہ آدمی کو گزرتے دیکھ کر اس کو بلایا اور پھر اپنا مُدعا بیان کیا۔ چنانچہ اس آدمی نے دو درہم کی شیرینی لا کر ان لڑکیوں کو دے دی۔ پھر دونوں لڑکیوں نے ایک دوسرے سے اسی قید خانے میں ''کہانی'' سنی اور پھر دعائیں مانگی۔ اتنے میں شاہی جلّاد بھی وہاں آن پہنچا اور دونوں لڑکیوں کو قتل گاہ کی طرف لے جانے کے لیے آگے بڑھا کہ دونوں لڑکیوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ پہلے ہم کو بادشاہ کے پاس لے چلو کہ ان سے ہم کو کچھ باتیں کرنی ہیں۔

چنانچہ لڑکیاں بادشاہ کے سامنے پیش کی گئیں۔ انھوں نے بادشاہ سے مؤدبانہ عرض کیا کہ اِس مرتبہ آپ پھر اپنے کسی آدمی کو ہمارے ہاں بھیج کر وہاں کے حالات دریافت کرا لیجیے۔ اگر اب بھی وہی حالات ہیں تو بے شک ہم کو قتل کرا دیجیے۔

بادشاہ نے لڑکیوں کی یہ بات منظور کر لی اور اُسی سپاہی کو جو نہایت سچا تھا، لڑکیوں کے باپ کے یہاں بھیجا کہ جا کر دریافتِ حال کرے۔ چنانچہ اس نے وہاں جا کر دیکھا کہ محل شاہی اور تخت و تاج بدستور موجود ہے۔ وہ بے حد حیرت

زدہ ہوا اور سارا واقعہ آکر اس نے اپنے بادشاہ سے کہہ سنایا۔ بادشاہ اسی وقت لڑکیوں کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ میں بہت زیادہ حیرت میں پڑ گیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے اِس استعجاب کو دُور کرو۔ لہٰذا بادشاہ کی ایماء پاکر لڑکیوں نے اپنی تمام حقیقت پہاڑ پر پہنچنے، اپنے بے ہوش ہونے، جنابِ سیّدہؑ کی ''کہانی'' سننے کی مَنّت ماننے اور اپنے ماں، باپ سے ملنے پر مَنّت کو فراموش کر دینے اور اس کو پورا نہ کرنے کی ساری داستان مفصل کہہ کر سنائی۔ اور پھر کہا کہ اب جب کہ ہم نے وہ ''کہانی'' سن لی تو وہ عتابِ الٰہی جو ہم پر نازل ہوا تھا اب ختم ہو گیا ہے اور ہم مطمئن ہو گئے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے یقین کر لیا اور اُسی وقت لڑکیوں کو رہا کر کے ان کی عزّت و احترام کو اُسی طرح بحال کرتے ہوئے ہنسی خوشی اپنے وطن کی راہ لی۔

یہ ''کہانی'' سُنارن سے کہہ کر وہ معظّمہؑ روپوش ہو گئیں۔ سُنارن اپنے گھر واپس آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ جن جن لوگوں نے ''کہانی'' سننے اور سنانے سے اِنکار کر دیا تھا ان کے گھروں میں آگ لگ گئی ہے۔

جس طرح سُنارن کی مراد خداوند عالم نے بہ طفیل جنابِ سیّدہؑ پوری کی اسی طرح ربّ العالمین، محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے میں جملہ سننے والوں کی دلی مرادیں برآئیں، آمین! ثم آمین!

''کہانی ختم ہو گئی۔ اب آپ کو صرف یہ بتانا باقی رہ گیا کہ کہانی ختم ہونے کے بعد اور شیرینی تقسیم ہونے سے پہلے زیارتِ جنابِ سیّدہؑ عالم کا پڑھنا ضروری ہے۔

معجزہ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام

مشہور ہے کہ کسی شہر میں ایک غریب اور کثیرالعیال لکڑہارا رہتا تھا۔ ہر روز جنگل جاتا، لکڑیاں کاٹتا اور شہر میں لاکر فروخت کرتا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا۔ ایک روز لکڑیاں فروخت نہ ہوئیں اور رات ہوگئی۔ خیال کیا کہ خالی ہاتھ کیا گھر جاؤں، بچے بھوک سے بے قرار ہوں گے اُن کی بے چینی دیکھ کر اور صدمہ ہوگا، بہتر ہے کہ رات اسی جگہ بسر کروں۔ صبح کو لکڑیاں فروخت کر کے گھر جاؤں۔

اس کا بیان ہے کہ مَیں وہ رہ گیا۔ نصف شب کو ایک سوار منہ پر نقاب ڈالے قبلہ کی طرف سے نمودار ہوا اور میری حالت دریافت کی اور مجھ پر شفقت فرما کر پانچ پیسے عطا کیے اور فرمایا: ''ان پیسوں سے شیرینی خرید کر مولائے کونین، مشکل کشائے دارین کی نذر دے۔ خداوند رحیم و کریم اس کی برکت سے تیرا افلاس دُور کردے گا۔

لکڑہارے نے وہ پیسے خوش ہوکر رکھ لیے۔ اُسی وقت اُس پر غنودگی طاری ہوئی۔ پھر آنکھ کھلی تو کیا دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں کھڑا ہے اور لکڑیوں کا گٹھا صحن میں پڑا ہے۔ اُس نے اپنی زوجہ کو بیدار کیا اور شب کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ امیرالمومنین مولائے مشکل کشاء کے نام کی نذر دلوانے کا انتظام کرو۔ پھر دونوں میاں بیوی نے نہادھو کر فاتحہ کے لی شیرینی مہیا کی اور امیرالمومنین علی علیہ السلام کی نذر دے کر خود بھی کھایا اور بچوں کو بھی کھلایا۔ اس روز اس کی لکڑیوں کا گٹھا

دونی قیمت پر فروخت ہوا۔

دوسرے روز لکڑہارا اپنی عادت کے مطابق لکڑیاں کاٹنے جنگل گیا اور ایک خشک درخت دیکھا۔ اُس نے بسم اللہ کہہ کر کلہاڑی کا ایک ہاتھ مارا تو وہ شکستہ ہو گیا۔ دوسری ضرب ''یا علی'' کہہ کر ماری تو وہ درخت جڑ سمیت گر پڑا تو اس کی جڑ میں سے ایک خزانہ ظاہر ہوا۔ لکڑہارا اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور سجدۂ شکر بجالایا۔ پھر اُس میں سے چند اشرفیاں لے کر بازار گیا اور کھانے پینے کی چیزیں لے کر گھر گیا۔ دوسرے روز گھر والوں کو لے کر اُس درخت کے پاس آیا اور اسی جنگل کو خرید کر وہاں ایک خوبصورت اور عالیشان محل بنوایا اور جابجا مسافر خانے اور آبدار خانے تعمیر کرائے اور لنگر خانے جاری کیے اور بہت سے ملازموں کو اُن کی دیکھ بھال پر مقرر کیا۔

ایک دن اُس شہر کا حاکم بغرضِ شکار اس جنگل کی طرف آنکلا۔ پیاس سے بے قرار ہو کر خدمت گاروں کو پانی لانے کا حکم دیا۔ خدمت گار پانی کی تلاش میں ہر طرف پھیل گئے۔ اتفاقاً ایک ملازم کا گزر اُس لکڑہارے کے محل کی طرف ہوا۔ حاکم کے ملازم نے واں کے آدمیوں سے پان طلب کیا۔ انھوں نے ایک صراحی اور ایک پیالہ اس کے حوالے کیا۔ وہ لے کر حاکم کے پاس آیا۔ اُس نے پانی پیا مگر انتہائی تعجب سے صراحی اور پیالے کو دیکھا۔ پھر اپنے ملازم سے دریافت کیا کہ اس جنگل میں یہ نفیس صراحی اور یہ خوشگوار پانی کہاں سے دستیاب ہوا۔ ملازم نے عرض کیا: حضور! ایک سال کا عرصہ ہوا کہ ایک لکڑہارے نے اس جنگل میں شہر بسایا ہے، اپنا محل بنوایا اور پھر جابجا مسافر خانے اور آبدار خانے بنوا دیے ہیں اور مسافروں، غریبوں، محتاجوں اور حاجت مندوں کو مالا مال کر دیا ہے۔ یہ پانی،

صراحی اور پیالہ اُسی کے یہاں سے لایا ہوں۔

حاکم کو بہت حیرت ہوئی اور کہا: ہم نے تو اس جنگل میں کبھی کسی بستی کا کوئی نشان تک نہ دیکھا تھا۔ اس حاکم نے حکم دیا کہ لکڑہارے کو معہ اہل و عیال حاضر کرو۔ اُس کے ہمراہیوں نے حاکم کو سمجھایا کہ ایسے نیک اور صالح آدمی کو یوں طلب کرنا مناسب نہیں۔ غرض وہ حاکم اپنی دولت سرا کو واپس آیا اور تمام رُوداد اپنی زوجہ سے بیان کی۔ اُس کی زوجہ نے بھی لکڑہارے اور اُس کی زوجہ کو بلوانے کی خواہش ظاہر کی۔ حاکم نے دونوں کو طلب کیا۔ لکڑہارے نے حاکم اور اُس کی بیگم کو اشرفیاں نذر کیں۔ حاکم نے ان دونوں کو اپنے ساتھ رہنے کی خواہش کی اور وہ اُسی کے پاس خوش خوش رہنے لگے۔

ایک روز بیگم نے حمام جاتے وقت اپنا "نولکھا ہار" اپنے گلے سے اُتار کر کھونٹی پر لٹکا دیا اور لکڑہارے کی زوجہ کو حفاظت کی تاکید کی۔ خدا کی شان وہ کھونٹی ہار نگل گئی اور وہ حیرت سے دیکھتی رہی۔ حاکم کی بیگم نے حمام سے فارغ ہو کر ہار کو نہ پایا تو اُس سے دریافت کیا۔ اُس نے جو دیکھا تھا کہہ دیا۔ حاکم کی بیگم کو یقین نہ آیا۔ اپنے شوہر سے شکایت کی۔ اس نے لکڑہارے اور اُس کی زوجہ دونوں کو قید کر دیا اور اسی حالت میں دونوں ایک سال تک رہے۔

ایک رات پھر وہی سوار خواب میں آیا اور پوچھا کہ اے لکڑہارے! کیا تو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نیاز کراتا تھا؟

دونوں نے عرض کی: نہیں۔

سوار نے فرمایا: یہی سبب ہے کہ تم اس بلا میں گرفتار ہوئے ہو۔ اب فاتحہ دلوادو۔

لکڑہارے نے عرض کی: ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔

فرمایا: تیرے بستر کے نیچے ہیں۔ لکڑہارا خواب سے چونک پڑا اور پیسے اُٹھا لیے۔ دونوں کے ہاتھوں اور پیروں کی زنجیریں بھی کھلی ہوئی تھیں۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ ایک ضعیفہ جارہی ہے۔ ان دونوں نے اس سے التجا کی کہ امیرالمومنین حضرت مشکل کشا کی نذر کے لیے شیرینی لادے۔

اُس بڑھیا نے کہا: آج میرے بیٹے کی شادی ہے، مجھے بہت سے کام ہیں مَیں نہیں لاکر دے سکتی۔

اتفاقاً ایک دوسری ضعیفہ کا گزر ہوا جس کا جوان فرزند مرگیا تھا۔ وہ روتی ہوئی جارہی تھی۔ ان دونوں (لکڑہارے اور اس کی زوجہ) نے اس سے شیرینی خرید کر لادینے کی خواہش ظاہر کی۔ بڑھیا نے امیرالمومنینؑ کا نام سنتے ہی رضامندی کا اظہار کیا، اور بلا کسی حیلہ و عُذر شیرینی لاکر بازار سے دے دی۔ لکڑہارے نے حضرت مشکل کشا کی نذر دلوائی، خود بھی کھایا اور بڑھیا کو بھی کھلایا۔ وہ ضعیفہ جب اپنے گھر واپس آئی تو اپنے بیٹے کو زندہ پایا، اور وہ ضعیفہ جب اپنے گھر واپس گئی جس کے بیٹے کی شادی تھی اور اس نے برائے نذر امیرالمومنینؑ شیرینی خرید کر بازار سے لانے کے لیے انکار کردیا تھا تو اُس کا فرزند یک بیک مرگیا۔

یہ خبر مشہور ہوئی تو اس بڑھیا نے جس کا بیٹا یک بیک مرگیا تھا اس بڑھیا سے جس کا مرا ہوا بیٹا زندہ ہوگیا تھا اس سے مرے ہوئے بیٹے کے زندہ ہونے کا سبب پوچھا۔ اُس بڑھیا نے کہا اور کوئی سبب تو مجھے معلوم نہیں البتہ ایک قیدی کی خواہش پر مولائے کونین حضرت مشکل کشا کی نذر کا سامان بازار سے لاکر دیا تھا اور جب نذر کا سامان مجبور قیدی کو دے کر واپس گھر آئی تو میں نے اپنے لڑکے کو

زندہ پایا۔ یہ سن کر وہ بڑھیا اپنے دل میں نادم ہوئی اور توبہ کر کے صدقِ دل سے نیت کی کہ اگر میرا بیٹا بھی زندہ ہو جائے تو میں بھی نذر دلاؤں گی۔

خدا نے اپنی رحمت سے اُس کو زندہ کیا اور اُدھر اس کھونٹی نے بھی ہار اُگلنا شروع کیا۔ یہ حال دیکھ کر حاکم کی بیگم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا حال حاکم کو سنایا تب اس کو بھی یقین آ گیا اور کہا کہ لکڑہارا اور اُس کی زوجہ کو مَیں نے بے قصور قید کر دیا تھا، لہٰذا اس نے فوراً اُسی وقت لکڑہارے اور اس کی زوجہ کی رہائی کا حکم دیا۔

رہائی پا کر دونوں حاکم کے سامنے حاضر ہوئے تو اُن سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیا کام کیا کہ ایسی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔

دونوں نے عرض کی کہ ہم ہر پنج شنبہ (جمعرات) کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی نذر دلایا کرتے تھے۔ غفلت کے سبب سے کئی جمعرات کو نذر نہ دلا سکے تھے جس کے نتیجے میں اس بلا میں مبتلا ہوئے۔ اب جب کہ اس نذر کو کیا ہے تو اس کی برکت سے خداوند کریم نے ہم دونوں کو قید سے نجات دی۔

لہٰذا جو شخص ہر پنج شنبہ (جمعرات) کو نذرِ مولا مشکل کشا دلاتا رہے گا وہ تمام آفاتِ اَرضی وسماوی سے محفوظ رہے گا اور اس کی عمر اور رزق میں اضافہ ہوگا۔ اُس کے دشمن اور بدخواہ ہمیشہ مقہور رہیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ!

ترکیب نذر

اوّل و آخر تین تین بار درود، سات مرتبہ سورۃ الحمد اور سات مرتبہ سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھے۔ اور کہے ان سورتوں کے پڑھنے کا جو ثواب حاصل ہوا میں اس ثواب کو مولا مشکل کشا امیر المومنین علی علیہ السلام کو ہدیہ کرتا ہوں۔

معجزہ حضرت عباس علمدار علیہ السلام

آقائے برجندی مرحوم ''کتاب اسرار الشہادۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے اس زمانے میں بعض معتبر لوگوں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک مومن [1] دین دار جو ابھی تک موجود ہے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہر روز زیارت کیا کرتا تھا مگر ابوالفضل العباسؑ کی زیارت کو ہفتہ میں صرف ایک بار جایا کرتا تھا۔ اس مردِ مومن نے ایک مرتبہ جناب فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو خواب میں دیکھا کہ مَیں نے آپؑ کے سامنے حاضر ہوکر نہایت ادب سے سلام کیا لیکن انھوں نے اپنے رُخ کو پھیر لیا۔

میں نے عرض کیا: شہزادیٔ کونینؑ! میرے ماں باپ آپؑ پر سے فدا ہوں، آپؑ مجھ سے کس خطا پر ناراض ہیں؟

خاتونِ جنّتؑ نے ارشاد فرمایا: میں تجھ سے اس لیے ناراض ہوں کہ تو میرے ایک فرزند کی زیارت نہیں کرتا۔

میں نے عرض کی کہ اے مخدومۂ عالمؑ! میں تو روزانہ زیارت سے مشرف ہوتا ہوں۔

بنتِ رسولِؐ خدا نے فرمایا: ہاں، تزرؤ بنی الحسین ولا تزر بنی العباس اِلّا قلیلاً ''تو میرے بیٹے حسینؑ کی زیارت تو روز کرتا ہے مگر میرے بیٹے عباسؑ کی زیارت کو بہت کم جاتا ہے۔ تیری یہ بات ہم کو ناپسند ہے''۔

---

[1] آقائے برجندی کے زمانے میں یہ شخص موجود تھا۔

ایک شہر میں دستور تھا کہ وہ محرم کے دنوں میں شبیہیں بنا کر عزاداری کیا کرتے تھے۔ ایک سال انھوں نے ایک نوجوان کو حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی شبیہہ بنایا جو ناصبی کا بیٹا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو غصہ میں آکر کہ "میں تجھے حضرت عباسؑ کا فدائی تب جانوں کہ تُو مجھے اپنے بازو کاٹ لینے دے"۔ یہ بات سن کر بیٹا راضی ہوگیا اور باپ نے غیظ وغضب سے مغلوب ہو کر اُس کے دونوں بازو کاٹ دیئے۔ اس کی زوجہ کو خبر ہوئی تو اُس نے خاوند کو بہت لعن طعن کی۔ شوہر نے غصہ میں آکر بیوی کی زبان کاٹ دی اور بیٹے کے کٹے ہوئے بازو اس کی گود میں ڈال کر ماں بیٹے دونوں کو گھر سے نکال دیا۔

ماں اور بیٹا دونوں ایک امام بارگاہ میں گئے جہاں تعزیہ رکھا ہوا تھا۔ دونوں تعزیے کے آگے سر جھکا کر رو رو کر دُعائیں مانگنے لگے۔ اسی اثناء میں دیکھا کہ چند بیبیاں اسی امام بارگاہ میں داخل ہوئیں جن کے لباس سے عظمت اور جلال ٹپکتا تھا۔ ان میں سے ایک بی بی نے اس عورت کی کٹی زبان پر اپنا لُعابِ دہن لگایا تو اس عورت کی زبان درست ہوگئی۔ پھر حضرت عباسؑ کی دُعا سے اس کے بیٹے کے کٹے ہوئے بازو صحیح ہوگئے۔ پھر اس جوان نے حضرت عباسؑ کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے دونوں بازو قطع شدہ ہیں اور یہ قیامت تک اسی طرح رہیں گے تاوقتیکہ مَیں داورِ محشر کے حضور میں پیش ہو کر مومنوں کو بہشت میں لے جاؤں۔

علامہ آغا شیخ محمد باقر برجندیؒ قائنی کبریت احمر میں تحریر فرماتے ہیں: مَیں نے اپنے بعض اساتذہ سے سنا ہے کہ کربلا میں ایک جوان صالح لڑکا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو اُس کا باپ اُسے حضرت ابوالفضل العباسؑ کے روضۂ اَقدس میں رات کو لے گیا اور ضریح مبارک سے باندھ دیا اور خدائے تعالیٰ سے حضرت عباسؑ کے توسّط سے لڑکے کے صحت کے لیے دُعا کی۔

صبح کو موصوف کا ایک دوست آیا اور بولا: رات کو مَیں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ وہ میں تم کو سنانا چاہتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ آقائے نامدار حضرت عباس علمدارؑ، بارگاہِ الٰہی میں تمھارے فرزند کی صحت کے لیے دُعا کر رہے ہیں۔ اِسی اثناء میں ایک فرشتہ رسولؐ اللہ کی طرف سے حضرت ابوالفضلؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: اے عباسؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ! آپؑ اس بیمار کے لیے سفارش نہ کریں۔ اِس کے دن پورے ہو گئے ہیں اور اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ نوشتہ کی مدت ختم ہو چکی ہے۔

حضرت عباسؑ نے فرشتہ کو جواب دیا: تم حضورؐ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ اس کے باوجود مَیں سرکارِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے خداوندعالم سے اس نوجوان (بیمار) کی شفاء کی درخواست کروں گا۔ وہ فرشتہ دوبارہ رسولِؐ خدا کی خدمت میں پہنچا اور پیغامِ حضرت ابوالفضل العباسؑ بیان کیا۔

پیغمبرؐ خدا نے فرشتہ سے فرمایا: تم پھر عباسؑ کے پاس جاؤ اور وہی بات جو مَیں نے پہلے کہی تھی اُن سے کہہ دو۔ چنانچہ فرشتہ نے حضرت عباسؑ سے دوبارہ کہا۔ حضرت عباسؑ نے بھی وہی بات کہہ کر پھر واپس فرشتہ کو کیا۔

بہرحال اسی طرح جب فرشتہ تیسری بار حاضر ہوا اور محبوبِؐ خدا کا پیام سنایا تو

حضرت عباس علمدارؑ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور خود خدمت رحمۃ للعالمینؐ میں حاضر ہوئے۔ بعدِ درود وسلام عرض کیا: یارسولؐ اللہ!

وَلَيۡسَ اِنَّ اللهَ قَدۡ سَمَّانِيۡ بِبَابِ الۡحَوَائِجِ وَالنَّاسِ عَلِمُوۡا ذٰلِكَ

''کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام ''باب الحوائج'' رکھا ہے اور لوگوں کو بھی یہ بات معلوم ہے، اس لیے میرے پاس آتے ہیں اور مجھ کو وسیلۂ بارگاہِ ایزدی میں قرار دیتے ہیں''۔

اگر درخواست کی نامنظوری ہی مقصود ہے تو پہلے میرا ''خطاب'' واپس لے لیجیے۔ پھر مجھے کوئی عُذر نہ ہوگا۔ یہ سن کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور پھر فرمایا:

عباسؑ! جاؤ، اللہ تمھاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ تم بلاشبہہ ''باب الحوائج'' ہو۔ تم جس کے لیے چاہو سفارش کرو۔

چنانچہ اس نوجوان بیمار کو بہ واسطہ حضرت عباس علمدارؑ اللہ تعالیٰ نے صحتِ کامل عطا فرمائی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی اور مَیں تم کو یہ خواب سنانے آیا ہوں۔

اس کے بعد جو اُس شخص نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو شفایاب پایا۔

معجزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کسی شہر میں ایک لکڑہارا نہایت مفلس اور نادار رہتا تھا۔ وہ مصیبت زدہ ہر روز جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور فروخت کر کے بمشکل اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ افلاس سے تنگ آ کر ایک دن اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ برائے روزگار باہر جاتا ہوں عجب نہیں کہ پروردگارِ عالم رحم فرمائے اور ہماری مصیبت دُور ہو۔ یہ کہہ کر لکڑہارا تلاشِ معاش میں گھر سے نکل کھڑا ہوا اور ایک دوسرے شہر جا پہنچا۔ مگر وہاں بھی تقدیر نے ساتھ نہ دیا اور وہاں بھی یہی کام کرنے پر مجبور ہو گیا اور یہ سلسلہ بارہ برس تک رہا لیکن فکر و پریشانی اور مفلسی نے ساتھ نہ چھوڑا، اس لیے نہ تو وہ اپنے بال بچوں کو کچھ بھیج سکا، نہ ان کی خبر لی۔

لکڑہارے کی بیوی نے خاوند کے چلے جانے کے بعد کچھ دنوں تو کسی نہ کسی طرح گزارا کیا مگر جب فاقوں کی نوبت آ گئی تو مجبور ہو کر اس بے چاری نے وزیر کے محل میں جارُوب کشی کی نوکری کر لی اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے لگی۔ ایک شب لکڑہارن نے خواب میں دیکھا کہ مَیں وزیر کے محل میں جھاڑو دے رہی ہوں کہ اتنے میں مولا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام معہ چند اَصحاب صحن خانہ میں تشریف لائے۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ معلوم ہے آج کون سی تاریخ اور کون سا مہینہ ہے؟

اصحاب نے نہایت ادب سے عرض کیا: مولاؑ! آج شب بائیس رجب المرجب

ہے۔تب حضرتؑ نے اپنی زبان معجز بیان سے ارشادفرمایا: اگرکوئی کسی مشکل میں گھراہو یا اورکسی پریشانی میں مبتلا ہو۔ بصدقِ دل سوا سیر میدہ کی پوریاں (اگر مقدرت ہوتو شیریں پوریاں) پکا کر دوکونڈوں میں رکھ کر ہمارے نام کی نذر (نیاز) ۲۲رجب المرجب بوقتِ نمازِ صبح، دلوا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے ''واسطے'' سے اپنی حاجت طلب کرے۔ان شاء اللہ مرادضرور پوری ہوگی۔اتنے میں لکڑہارن کی آنکھ کھل گئی۔ پھراُسی وقت اُس نے بصدقِ دل نذر دینے کی نیت کی اورحسب الارشاد امام عالی مقامؑ کی نذر پیش کی۔

اب ذرا ادھرلکڑہارے کا حال سنیئے:

یہاں تو ۲۲ رجب المرجب بوقتِ صبح یہ لکڑہارن نذرِ امامؑ دلا رہی تھی اور وہاں لکڑہارا درخت پر چڑھا ہوالکڑی کاٹ رہا تھا کہ اچانک اُس کے ہاتھ سے کلہاڑی چھوٹ کر زمین پرگری۔ اُس نے درخت سے اُتر کرکلہاڑی اُٹھانے گیا تو اُسے زمین میں کوئی شے دفن ہونے کا شبہہ ہوا۔تو اُس نے اُس جگہ کوکھودا تو بہت بڑا خزانہ دکھائی دیا۔تھوڑا مال لے کراُس وقت تو بند کر دیا مگرتھوڑا تھوڑا کرکے کچھ عرصہ میں دفینہ کا ایک بڑا حصّہ نکال لایا، اور پھر سامانِ سفر تیار کرکے بڑے کرّ وفر کے ساتھ عازمِ وطن ہوا۔

گھر پہنچ کر اپنے اور بال بچوں کے لیے ایک عالیشان مکان بنوایا۔ بیوی بچوں کے آرام و آسائش کے سامان مہیا کیے اور زندگی نہایت آسودگی سے بسر کرنے لگا۔ ایک روز لکڑہارن نے اپنے خاوند سے نذرِ امامؑ کی ساری سرگزشت بیان کی۔ جب اُس نے مہینہ اور تاریخ بتایا تو وہی مہینہ اور وہی تاریخ تھی جب لکڑہارے کو ''دفینہ'' ملا تھا۔ چنانچہ یہ سن کر لکڑہارا بڑا متاثر ہوا اور صدقِ دل سے

ایمان لایا اور یہ نذر تاریخ مقررہ پر برابر دلاتا رہا۔

ایک دفعہ وزیر کی بیوی اپنے بالاخانہ پر چڑھی۔ اس کو کچھ دُور ایک عالیشان مکان نظر آیا۔ ساتھ کنیزیں بھی تھیں۔ اس نے ایک کنیز سے اس مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا: یہ کس کا مکان ہے؟ کنیز نے جواب میں بتایا اُسی لکڑہارن کا مکان ہے جو کئی سال پیشتر حضور کے یہاں جھاڑو دینے پر ملازم تھی۔

یہ سن کر وزیر کی بیوی نے لکڑہارن کو بلوا کر مفصل حالات دریافت کیے۔ لکڑہارن نے سارا حال بیان کر دیا جس میں اپنا خواب اور کونڈوں پر نذرِ امامؑ بھی تھا۔ وزیر کی بیوی کو کچھ بھی یقین نہ ہوا بلکہ دل میں یہ خیال آیا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ اس کے شوہر نے کہیں چوری یا رہزنی کی ہے جس کی بدولت یہ مالدار ہوگئی ہے۔ یہ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہے۔ وزیر کی بیوی کا یہ خیال فاسد دل میں آنا تھا کہ اُس کے شوہر نامدار وزیراعظم پر مصیبت ناگہانی آگئی۔

بادشاہِ وقت کا نائب وزیر اس کا دشمن تھا۔ اُس نے موقع پا کر بادشاہ سے اس کی چغلی کردی کہ وزیراعظم خائن ہے۔ اس نے شاہی خزانے میں بڑی خیانت کی ہے۔ جہاں پناہ اسے طلب فرمالیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اُسی وقت وزیراعظم کو بلا کر حساب طلب کیا تو وہ صحیح حساب نہ دے سکا۔ بادشاہ غضب ناک ہوگیا اور وزیراعظم کا سارا مال و اسباب ضبط کر کے اس کو اور اس کی بیوی دونوں کو نکال باہر کیا۔ وہ دونوں محل سے نکل کر چل دیئے۔ چلتے چلتے اثناء راہ خربوزہ خرید کر رومال میں باندھ لیے کہ کہیں بیٹھ کر کھائیں گے۔

جس روز وزیراعظم پر عتاب آیا تھا، اتفاق سے اُسی دن صبح کو شہزادہ شکار کو گیا تھا اور شام تک واپس نہ آیا تھا۔ بادشاہ پریشان ہوا۔ وہی نائب وزیر جس کی

وجہ سے وزیراعظم کو نکالا گیا، بادشاہ سے بولا: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معزول وزیراعظم نے بوجہ دشمنی موقع پا کر شہزادے کو نقصان نہ پہنچا دیا ہو۔ یہ سن کر بادشاہ نے وزیراعظم (معتوبہ) کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ سپاہی ہر طرف دوڑ گئے اور وزیراعظم کو گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ اس وقت انھوں نے وہ خربوزہ کھایا نہ تھا۔ اسی طرح رومال میں بندھا ہوا تھا۔

بادشاہ نے دریافت کیا: اس رومال میں کیا ہے؟

معتوب وزیراعظم نے جواب دیا: خربوزہ ہے۔ لیکن جب رومال کو کھولا تو اس میں شہزادے کا سر نظر آیا۔ بادشاہ اپنے بیٹے کا سر دیکھ کر بے حد غضبناک ہوا اور حکم دیا: انھیں رات بھر قید میں رکھو صبح ان کو قتل کر دینا۔

معتوب وزیراعظم اور اس کی بیوی دونوں قیدخانے میں بند کر دیئے گئے۔ وزیراعظم نے بیوی سے پوچھا: یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم پر یہ ناگہانی مصیبت کیسے آئی؟ کون سا ایسا گناہ ہم سے سرزد ہو گیا ہے جس کی سزا بھگتنی پڑ رہی ہے؟

کافی غور و خوض کے بعد بیوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ لکڑہارن نے نذر اور حکمِ امام صادق علیہ السلام، نیز دفینہ کے متعلق تفصیل سے بیان کیا تھا۔ میں نے اُس پر قطعی یقین نہ کیا اور جھوٹ پر محمول کیا۔

معتوب وزیراعظم نے جواب میں کہا: اِس سے بڑھ کر اور کیا گناہ ہوگا۔ تم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول و حکم کو جھٹلایا۔ توبہ کرو اور معافی مانگو۔ امام عالی مقام علیہ السلام کا فرمانا درست ہے۔

الغرض دونوں رات بھر گریہ و زاری اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہے اور خلوصِ دل سے نذرِ امامؑ کی مَنّت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کر لی۔

علی الصبح شہزادہ شکار سے واپس آیا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بیٹے کو سینے سے لگالیا۔ پھر واپسی کی تاخیر کا سبب دریافت کیا۔ شہزادے نے عرض کیا: حضور! شکار میں بڑی دیر ہوچکی تھی، لہٰذا ایک باغ میں ٹھہر گیا تھا۔

اس کے بعد دونوں قیدیوں (معتوب وزیر اعظم اور اُس کی بیوی) کو طلب کیا، پھر رومال کو کھلوا کر دیکھا تو وہ خربوزہ تھا۔ بادشاہ سخت متعجب ہوا اور وزیر اعظم سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

وزیر اعظم نے جو واقعہ اپنی بیوی سے سنا تھا نہایت تفصیل سے بیان کر دیا۔ پھر بادشاہ نے لکڑہارے اور اس کی بیوی کو بلوا کر پوچھ گچھ کی۔ اُنھوں نے بھی اوّل سے آخر تک بیان کر دیا۔ یہ سن کر بادشاہ بھی بہ صدقِ دل ایمان لے آیا اور معتوب وزیر اعظم کو بحال کر کے دوبارہ اُس کے عہدے پر فائز کیا۔ اور چغل خُور وزیر کو معتوب کر کے شہر بدر کر دیا۔

دس بیبیوں کی کہانی

پہلے دو رکعت نمازِ حاجت بجالائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ

دو بھائی ایک شہر میں رہتے تھے۔ بڑا بھائی رئیس تھا اور چھوٹا نادار و مفلس تھا۔ چھوٹا بھائی اپنی ناداری اور غربت کے باعث عاجز ہو گیا تھا۔ اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ یہاں پر ہم کب تک فقر و فاقہ کی مصیبت سہیں۔ اب میں پردیس جاتا ہوں شاید مجھے کہیں نوکری مل جائے اور یہ مصیبت کے دن کٹ جائیں۔

یہ کہہ کر وہ شخص اپنی بیوی سے رخصت ہو کر دوسرے دن شہر میں تلاشِ روزگار میں چلا گیا اور اس کی بیوی حد سے زیادہ پریشان تھی۔ دل میں کہتی: اے پالنے والے تو ہی رازق ہے۔ اب تو میرا شوہر بھی چلا گیا۔ اب مجھ کو کون کھانے کو دے گا۔ یہ مومنہ بہت مجبور ہو گئی تو اپنے شوہر کے بڑے بھائی کے یہاں گئی اور رو کر کہنے لگی: بھائی میں کیا کروں، کہاں جاؤں۔ آپ کا بھائی تو تنہا چھوڑ کر پردیس چلا گیا۔ اب سوائے آپ کے گھر کے کہاں جاؤں۔ آپ کا ہی سہارا ہے۔ وہ رئیس اپنی بیوی سے بولا: یہ میری بھاوج آئی ہے۔ تم اس سے گھر کا کام کراؤ یہ تمھاری اور تمھارے بچوں کی خدمت کرے گی۔ اس کو جو کچھ اپنے کھانے سے بچے دے دیا کرو۔ غرض یہ کہ یہ مومنہ آفت رسیدہ اس کے یہاں کام کرتی۔ بچوں کی خدمت

اور گھر کا تمام کام اسے کرنا پڑتا۔ اس پر بھی رئیس کی بیوی اسے طعنہ دیتی اور اپنا جھوٹا کھانا اس غریب کو دیتی۔ یہ وقت کی ماری اُسی کو کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتی۔ دن بھر اس کو کام سے فرصت نہ ملتی۔ رات کو یہ اپنی تباہی اور ذلت پر خون کے آنسو رُوتی اور اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ رات بھر دُعا مانگ کر گزارتی اور اپنے شوہر کی واپسی کی رُورُو کر دُعائیں مانگتی۔ اس حالت میں یہ مومنہ روتے روتے سوگئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بی بی نقاب پوش تشریف لائیں اور فرمایا:

اے مومنہ! تو اپنے شوہر کے لیے اس قدر مضطرب نہ ہو۔ ان شاء اللہ تیرا شوہر صحیح وسالم آکر تجھ سے ملے گا اور فرمایا: اے مومنہ! تو جمعرات کے دن دس بیبیوں کی کہانی سن۔

پروردگارِ عالم قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ تَعَالٰی یَامَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ طَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ

"اے مریمؑ! تم کو خدا نے برگزیدہ کیا اور تمام گناہوں اور بُرائیوں سے پاک اور صاف رکھا اور سارے جہان کی عورتوں میں سے چُن لیا ہے"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنابِ مریمؑ کا مرتبہ بہت بلند ہے اور بہت بڑا ہے۔ اسلام میں چار عورتیں ایسی گزری ہیں جن کی نظیر نہیں ہے۔ ہماری شہزادی جناب سیّدہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا جن کا مرتبہ ان سب بیبیوں سے افضل ہے۔ دوسری حضرت سارہؑ، تیسری زنِ فرعون (آسیہ)۔ یہ بنی اسرائیل کے خاندان کی لڑکی تھیں۔ ان کے باپ کا نام مراہم تھا اور سارا گھرانہ دین

ابراہیمؑ پر تھا۔ بچپنے سے ان کو خدا پرستی کی تعلیم ملتی تھی۔ ایسی مقدس بی بی کی شادی فرعون جیسے بدذات سے ہوگئی تھی۔ شاید خدا کو یہ منظور تھا کہ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کی پرورش اُن کی گود میں ہو۔ نبیؑ اللہ کی پرورش کافروں کی گود میں نہ ہو۔ شادی سے پہلے فرعون اور انسانوں کی طرح انسان تھا بعد میں سلطنت اور خزانوں کی گرمی اور غرور سے اپنے آپ کو خدا کہلوانے لگا۔

ایک دن کہنے لگا: میں دیکھ رہا ہوں کچھ دن سے عجیب حالت ہے۔

آسیہ نے کہا کہ مجھے صدمہ ہے کہ تو انسان ہوکر اپنے کو خدا منوانے لگا ہے۔

اس پر فرعون نے کہا کیا تو موسیٰؑ اور ہارونؑ کے خدا پر ایمان لے آئی ہے؟

آسیہ نے کہا: آج چالیس سال ہو گئے۔

فرعون نے کہا: تجھے میرا خوف نہیں ہے؟

آسیہ نے کہا: مجھے تیرے خوف سے زیادہ خدا کا خوف ہے۔ میں تجھ سے سخت بیزار ہوں۔ یہ سن کر وہ آگ بگولا ہوگیا اور آسیہ کو زمین پر چت لٹا کر ہاتھوں اور پیروں میں میخیں گڑوادیں۔

دوسری عورت ہوتی تو چیختی چلاتی مگر کافر کی سنگت سے موت کو ترجیح دیتی۔ آسیہ تیرے ایمان کا کیا کہنا۔

چوتھی عورت حضرت ہاجرہؑ جن کو حضرت ابراہیمؑ پہاڑی پر چھوڑ آئے تھے۔ بچّے سمیت تنہا توکل بر خدا راضی برضا رہیں۔ خدا کے سوا کوئی نہ تھا۔ پانی بھی دُور دُور تک نہ تھا۔ بچّے کو چھوڑ کر پانی کی تلاش میں سات مرتبہ پہاڑی پر چڑھیں اور اُتریں اور بچّہ روتا رہا۔ جب بچّے کا خیال آیا تو اُتر آتیں اور جب پیاس کا خیال آتا تو پانی کی تلاش میں پہاڑ پر چڑھ جاتی تھیں۔

آخرکار خدا نے خود انتظام کیا اور بچّے کے ایڑیاں رگڑنے سے چشمۂ زمزم جاری کر دیا جس سے دُنیا سیراب ہوئی اور شہر آباد ہونا شروع ہو گیا۔

پھر جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیے لے جاتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا: ممکن ہے تو شیطان ہو۔ نبیؐ اللہ بے تصور اپنے بیٹے کو ذبح نہیں کر سکتے۔ ایسی پاک بیبیاں تھیں جن کی تعریف خدا نے اور خدا کے پیغمبروںؑ نے کی ہے۔ جان جائے، عیش و آرام جائے مگر ایمان نہ جائے۔

اب حضرت زینبؑ بنتِ زہراءؑ و علیؑ، کنبہ کی رونے والی، کنبہ کی سوگ نشیں، اسیر کربلا اور حضرت کلثومؑ (خواہر حضرت زینبؑ) بہتّر کی سوگوار اور حضرت صغریٰؑ بنت الحسینؑ جو مدینہ میں اپنے کنبہ سے ایسی جدا ہوئیں کہ پھر نہ ملیں۔ جدائی کی خبر سن کر تڑپ تڑپ کے اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ حضرت کبریٰؑ (خواہر حضرت صغریٰؑ) اسیر کربلا اپنے پیاروں کی سوگوار، حضرت سکینہؑ بنت الحسینؑ نے کس قدر مظالم سہے مگر یتیمی کا صدمہ نہ اُٹھ سکا۔ اپنے والد بزرگوارؑ کی رہائی کی تمنّائیں لیے تڑپ تڑپ کر قید خانے میں رحلت پائی۔ اِن مصیبتوں کو مدنظر رکھ کر گریہ وزاری کر کے یہ کہانی پڑھے یا سنے، اور قدرت کی نظر عنایت کا مشاہدہ کرے۔ وہ کہانی یہ ہے:

ایک دن وصی سیّد المرسلین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے شفیع روزِ جزا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مہمان کیا لیکن اُس دن گھر میں فاقہ تھا۔ آپؑ تھوڑا سا جَو کہیں سے قرض لے آئے اور جنابِ سیّدہؑ کو دے کر کہا: آج تمھارے پدرِ بزرگوارؐ میرے مہمان ہیں۔

معصومہؑ نے جَو کو پیسا اور اس کی چھ روٹیاں پکائیں۔

جناب رسالت مآب ﷺ بعد نمازِ مغرب تشریف لائے اور اپنے برادرِ عم اور اپنے نواسوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے۔ جنابِ سیّدہؑ نے ایک روٹی فضّہؓ (کنیز) کو دی اور باقی پنجتن پاکؑ میں منقسم ہوئیں۔ بعد فراغت طعام جناب سیّدہؑ نے عرض کی: کل میری طرف دعوت قبول فرمایئے۔ حضوؐر نے قبول فرمایا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے دونوں نواسوں نے بھی اپنے نانا کو کھانے پر مدعو کیا۔

حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ہر روز سامانِ خورد و نوش فراہم کیا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی باری سے آنحضرتؐ تشریف لے چلے تو دیکھا فضّہ درِ خانہ پر کھڑی ہے۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ فضّہؓ کچھ کہنا چاہتی ہو؟

تب فضّہؓ نے عرض کیا: کنیز اس قابل تو نہیں کہ حضوؐر کو مَیں بھی مدعو کر سکوں لیکن پھر بھی اُمیدوار ہوں۔

یہ سن کر آپؐ نے فضّہؓ کی دعوت بھی قبول کر لی۔ مگر اس کنیز نے بسبب مفلسی اور ناداری کوئی سامان نہ کیا۔ الغرض آنحضرتؐ بعد نمازِ مغرب دولت خانۂ سیّدہ میں تشریف لائے۔ سب تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ فضّہؓ نے کسی سے ذکر نہ کیا تھا۔ حضوؐر نے فرمایا: آج ہم فضّہؓ کے مہمان ہیں۔

حضرت علیؑ نے فضّہؓ سے کہا: مجھ سے پہلے کہہ دیتی تاکہ میں انتظام کر دیتا۔

فضّہؓ نے مؤدبانہ عرض کیا: آپؑ متفکر اور متردّد نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ اس کے بعد فضّہؓ ایک گوشہ میں جا کر سجدۂ معبود میں گر گئی اور گڑگڑا کر کہنے لگی: اے قاضی الحاجات! اس تہی دستی اور ناداری میں تو عالمِ دانا ہے۔ تیرے حبیبؐ کو مہمان کیا ہے، تجھے واسطہ ہے اُسی محبوبؐ اور اُس کی آلؑ کا، مجھے شرمندہ نہ کرنا۔

فضہؑ سجدے سے سر اُٹھاتی ہے تو کیا دیکھتی ہے کہ سامنے ایک طبق نعمت ہائے جنت سے بھرا ہوا رکھا ہے۔ فوراً سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر حضرت ختمی مرتبتؐ کے سامنے رکھ دیا۔ آپؐ نے پنجتن پاکؑ کو شامل کر کے تناول فرمایا۔

پھر فرمایا: فضہؑ! یہ کہاں سے آیا؟ (گو آپ بخوبی واقف تھے مگر یہ بتانا تھا کہ ہمارے گھر کی کنیزیں بھی اللہ تعالیٰ کو ایسی پیاری ہیں کہ اُن کے سوال خدا رَد نہیں کرتا۔ محمدؐ و آلِ محمدؑ کی سچی محبت اور اعتقاد سے سب کچھ مل سکتا ہے۔ خدا کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے)۔

دس دن (جانماز پر بیٹھ کر باوضو بہ خلوص نیت) پڑھ اور جب تیرا شوہر آجائے تو میٹھی روٹی کا ملیدہ بنا کر اُس کے دس لڈو بنا اور اُس پر دس بیبیوں کی نذر دے۔

اس مومنہ نے عرض کیا: آپ کون ہیں اور آپ کا کیا نام ہے اور ان بیبیوں کے بھی ناموں سے آگاہی بخشیئے تا کہ میں نذر دلاؤں۔

تب جنابِ سیّدہؑ نے فرمایا: میرا نام فاطمہ زہراءؑ دُختر جناب محمد مصطفیٰؐ ہے اور نو بیبیاں یہ ہیں، ان کو اچھی طرح یاد رکھنا: حضرت سارہؑ، حضرت ہاجرہؑ، حضرت مریمؑ، حضرت آسیہؑ اور میری بیٹیاں یہ ہیں: حضرت زینبؑ، حضرت اُمِ کلثومؑ، جنابِ فاطمہ صغریٰؑ، جناب فاطمہ کبریٰؑ، جنابِ سکینہؑ مصیبت زدہ، آفت رسیدہ جن کو کربلا سے لے کر شام تک سخت مصیبتیں جھیلنا پڑیں۔ ان تمام بیبیوں نے صبر کیا، قید کی ایذا سہی، تازیانے کھائے۔ جو شخص ان کے مصائب کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی حاجت طلب کرے گا خداوند عالم اس کی حاجت پوری کرے گا اور دسویں دن اس کی مراد پوری ہوگی۔

جب یہ مومنہ خواب سے بیدار ہوئی تو وہ جمعرات کا دن تھا۔ وہ مومنہ اپنے محلّہ میں گئی اور کہنے لگی: میں نے ایسا خواب دیکھا ہے تم لوگ میرے پاس بیٹھ کر جنابِ سیّدہؑ بنتِ رسولِؐ خدا کی کہانی سن لیا کرو۔

محلّہ کی عورتیں اس کے پاس آ کر جمع ہو جاتیں۔ اس مومنہ نے دس بیبیوں کی کہانی شروع کر دی۔ نو دن گزر گئے کہانی سناتے اور جب دسواں دن آیا تو یہ مومنہ کیا دیکھتی ہے کہ اُس کا شوہر معہ مال و زر کے اس کے دروازے پر آیا۔ محلّہ والوں نے خبر دی کہ تیرا شوہر آ گیا ہے اور بہت سا مال و اسباب ساتھ لیے ہوئے ہے۔

یہ سن کر مومنہ بہت خوش ہوئی اور فوراً غسل کر کے کورا کونڈا، گھی، آٹا او چینی منگوائی۔ پھر میٹھی روٹی پکائی اور اُس کا ملیدہ بنایا۔ پھر اُس کے لڈو بنا کر دس بیبیوں کی نذر دلوائی اور اپنی سہیلیوں کے لیے لے کر گئی۔ انھوں نے بہت احترام سے وہ نذر کے لڈو لے لیے۔ اس کے بعد اپنے شوہر کی بھاوج کے پاس وہ لڈو لے کر گئی اور کہا کہ میں نے دس بیبیوں کی ''کہانی'' سنی تھی۔ میری دُعا قبول ہوئی اور میرے شوہر واپس آ گیا ہے۔ اس لیے یہ حصّہ (تبرک) تمھارے لیے لے کر آئی ہوں۔

اُس مغرور عورت نے وہ لڈو یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ ہم ایسی اینٹ پتھر کی چیزیں نہیں کھاتے۔ میرے گھر سے یہ لے جا۔ وہ مومنہ بے چاری لڈو واپس لے آئی اور اسے بہ احترام خود کھایا اور شکر خدا ادا کیا۔

اب اُس مغرور عورت کا حال سنیے۔ رات کو وہ عورت سو گئی۔ صبح کو کیا دیکھتی ہے کہ اُس کے بچّے مر گئے اور سارا سامان گھر کا غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میاں بیوی کے حواس جاتے رہے۔ بہت روئے جب کئی دن گزر گئے تو آپس میں کہنے

لگے: یااللہ! اب بھوک سے بُرا حال ہورہا ہے۔ کیا کروں گھر میں ایک دانہ بھی نہیں کہ کچھ کھاؤں۔ بالآخر شوہر نے بیوی سے کہا: میری بہن کے یہاں چلو۔ گھر میں تالا لگا کر دونوں چل دیئے۔ اِن کے پاس کچھ نہ تھا جو کسی سواری میں جاتے۔ پیدل چلتے چلتے ان کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ راستے میں چنے کا ہرا بھرا کھیت نظر آیا۔ اس کے شوہر نے کہا: یہاں ٹھہر جاؤ میں ہرے چنے توڑ لاؤں۔ اُس کو کھا کر پانی پی لیں گے تاکہ راستہ چلنے کی قوت آجائے۔ اس کے شوہر نے نے بہت سے چنے کی ٹہنیاں لاکر بیوی کے ہاتھ میں دیں۔ جیسے ہی اس عورت کا ہاتھ لگا، چنے کی تمام ٹہنیاں سوکھ کر گھاس بن گئیں۔ یہ عورت بہت گھبرائی۔ یہ دونوں اس گھاس کو پھینک کر آگے بڑھے۔ راستے میں بہت ہی تروتازہ گنّے کا کھیت ملا۔ اس عورت کا شوہر بھوک اور پیاس سے بیتاب تھا۔ گنّے دیکھ کر بے قرار ہوگیا۔ اس نے بہت سے گنّے کھیت سے توڑے اور بیوی کو لاکر دیئے اور کہا: اب تو چلا بھی نہیں جاتا، گنّا کھا لوں، پھر چلوں۔ جونہی عورت نے گنوں کو ہاتھ لگایا وہ فوراً چَری (چارہ) بن گئے۔ یہ دونوں اُسے پھینک کر آگے چل دیئے۔

بدقّت تمام یہ شخص اپنی بہن کے گھر پہنچا۔ اس کی بہن نے پلنگ لاکر بچھایا۔ یہ دونوں بیٹھ گئے۔ بہن کے گھر والوں نے کھانا کھایا بعد میں اس کی بہن نے نوکر سے کہا: اگر کچھ کھانا بچا ہو تو میری بھاوج کو دے آؤ۔ نوکر نے بچا کھچا جو کچھ تھا اُن کو جا کر دیا۔ یہ دونوں کئی دن کے بھوکے تھے۔ کھانا دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن جیسے ہی اُس کی بیوی نے ہاتھ دھو کر روٹی کا ٹکڑا اور پہلا نوالا اُٹھایا کھانے میں سے بدبو پائی۔ یہ دیکھ کر دونوں سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے: اللہ! ہم کب تک اس طرح بھوکے رہیں گے۔ اب تو جان نکلی جارہی ہے۔ اس کی بیوی نے

کھانے کو دفن کر دیا اور پھر دونوں بھوکے سو گئے۔ رات جس طرح گزری گزاری۔ صبح ہوئی تو شوہر نے بیوی سے کہا کہ یہاں پر ایک بادشاہ میرا دوست ہے۔ چلو اُس کے یہاں چلیں۔ دیکھیں اِس مصیبت کے عالم میں وہ ہماری کیا مدد کرتا ہے۔ یہ دونوں بادشاہ کے یہاں پہنچے۔ خبردار نے اطلاع دی کہ حضور آپ کے پاس ایک عورت اور ایک مرد آئے ہیں۔ بہت خستہ حالت میں ہیں۔ وہ مرد کہتا ہے کہ میں بادشاہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے ان دونوں کو اندر بلالیا اور انھیں دیکھتے ہی پہچان لیا اور بڑے پُرتپاک طریقے سے ملا۔ ان کے لیے ایک کمرہ خالی کرایا اور کہا: تم دونوں غسل کر کے آرام کرو۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے مہمانوں کو سات قسم کا کھانا کھلاؤ۔ بادشاہ کے حکم کے مطابق سات خوان ان دونوں کے لیے لے آئے۔ اس کا شوہر بہت خوش ہوا اور بیوی سے بولا: جلدی اُٹھو۔ اللہ نے ہم کو نعمت بھیجی ہے۔ بیوی ہاتھ دھو کر کھانے کے پاس آبیٹھی۔ پھر جس کھانے کو ہاتھ لگاتی کھانا سڑ جاتا اور کیڑے چلتے پھرتے نظر آتے۔ اس کا شوہر حیران رہ گیا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ اگر بادشاہ سے شکایت کرتے ہیں تو بادشاہ ناراض ہو جائے گا کہ میں نے تازہ کھانا بھیجا اور تم بدنام کرتے ہو۔ اس کا شوہر بہت گھبرایا اور بیوی سے کہنے لگا: اب کیا کروں اتنا بہت سا کھانا سڑ گیا۔ بادشاہ کہے گا کہ ان لوگوں نے جادو کیا ہے۔ غرضیکہ دونوں نے کھانا زمین میں دفن کر دیا اور نوکروں سے کہا: برتن اُٹھا لے جاؤ۔

اس کا شوہر بہت پریشان تھا کہ الٰہی! ماجرا کیا ہے؟ عورت بھی بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ جا کر صحن میں بیٹھ گئی۔ اتنے میں شہزادی اور ملکہ غسل کرنے جانے لگیں اور دونوں نے اپنے گلے کا چندن ہار اُتار کر ایک کھونٹی پر

لٹکا دیئے۔ جونہی کھونٹی میں ٹانگے کہ کھونٹی نے دونوں ہار نگل لیے۔ یہ دیکھ کر ملکہ اور شہزادی سخت متعجب ہوئیں۔ یہ عورت بھی بیٹھی دیکھ رہی تھی۔ گھبرا کر اپنے شوہر کے پاس گئی اور بولی: اب خدا خیر کرے۔ اس کے شوہر نے پوچھا کیا ہوا؟ تب بیوی نے چندن ہار کا واقعہ سنایا اور کہا کہ جلدی یہاں سے چلو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اس میں کوئی الزام لگا کر ہم دونوں کو قید یا قتل کرا دے۔ چنانچہ یہ لوگ بغیر اطلاع کے بادشاہ کے یہاں سے چل دیئے۔ چلتے چلتے دریا کے کنارے پہنچے اور ستانے کے لیے بیٹھ گئے۔ اس کا شوہر، بیوی سے کہنے لگا کہ نہیں معلوم ہم سے کیا خطا ہوگئی ہے جو ہم پر ایسا عتاب نازل ہوا ہے۔

بیوی بولی: مجھ سے ایک گناہ ضرور ہوا ہے۔

شوہر نے پوچھا: تم سے ایسی کیا خطا ہوئی ہے بیان کرو تو اس کی بیوی نے اس طرح کہنا شروع کیا:

جب تمھارا بھائی بغرضِ ملازمت پردیس گیا تھا اور ایک طویل عرصہ تک لاپتہ رہا تو تمھاری بھاوج بہت پریشان رہتی تھی۔ تو ایک اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بی بی نقاب پوش آئی ہیں اور فرماتی ہیں کہ اے مومنہ! تو دس بیبیوں کی کہانی سُن، ان شاء اللہ دسویں دن تیرا شوہر گھر آجائے گا اور بہت سا مال و زر بھی ہمراہ لائے گا۔ تب تمھاری بھاوج نے دوسرے روز سے دس دن تک دس بیبیوں کی کہانی سننا شروع کی۔ چنانچہ دسویں دن تمھارا بھائی گھر آگیا۔ تو تمھاری بھاوج نے نقاب پوش بی بی کے حکم کے مطابق بہ خلوصِ نیت میٹھی روٹیوں کا ملیدا بنایا اور اُس کے دس لڈو بن کر دس بیبیوں کی نذر دلوائی اور پھر مخصوص عورتوں میں تقسیم کیے۔ وہ مجھے بھی ایک لڈو بطورِ تبرک دینے آئیں۔ میں نے لینے سے انکار کیا اور

کہا: میں ایسی اینٹ پتھر کھانے والی نہیں ہوں۔ تمھاری بھاوج وہ لڈو لیے خاموشی کے ساتھ واپس چلی گئی۔ یہی گناہ مجھ سے سرزد ہوا۔ جب ہی ہم پر یہ مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں۔

شوہر نے کہا: اے کم بخت! تو نے ایسے غرور اور تکبر کے کلمات کہے۔ جلدی توبہ کر اور معافی مانگ، تاکہ ہم کو اس مصیبت سے نجات ملے۔ اُس عورت نے غسل کر کے نمازِ حاجات پڑھی اور رو رو کر دُعا کرنے لگی:

اے بنتِ محمدؐ! اس مصیبت کے عالم میں میری مدد فرمایئے۔

اس کا شوہر کہنے لگا: ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے ہم کس پر نذر دلوائیں۔ یہ کہہ کر اس نے ریت نکالی اور دس لڈو بنائے۔ پھر ان پر دس بیبیوں کی نذر کی۔ یہ اعجازِ سیّدہؑ زینبؑ وکلثومؑ ہوا کہ سارے لڈو موتی چور کے ہو گئے۔

یہ دونوں میاں بیوی درود پڑھنے لگے۔ پانچ لڈو شوہر نے اور پانچ لڈو بیوی نے کھا کر پانی پیا اور پھر شکرِ الٰہی ادا کیا۔

شوہر نے کہا: اب جلدی گھر چلو ہماری خطا معاف ہو گئی ہے۔

اب وہ گھر جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا مکان اصلی حالت پر ہے۔ بچے زندہ ہیں۔ نوکر اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں۔ غلہ وغیرہ جیسا بھرا تھا ویسا ہی بھرا ہوا ہے۔ بچے تلاوتِ قرآن پاک کر رہے تھے۔ ماں باپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ماں باپ نے جو اپنے بچوں کو زندہ دیکھا تو خوشی کے مارے سینے سے لپٹا لیا۔

اے میری بیبیو! جس طرح تم نے اس عورت کی خطا معاف فرمائی اسی طرح کل مومنوں اور مومنات کی خطائیں معاف ہوں اور سب کی دلی مرادیں پوری ہوں۔

حدیث کساء

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِاللهِ الۡاَنۡصَارِيِّ عَنۡ فَاطِمَةَ الزَّهۡرَآءِ عَلَيۡهَا
اَلسَّلَامُ بِنۡتِ رَسُوۡلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ قَالَ سَمِعۡتُ
فَاطِمَةَ اَنَّهَا قَالَتۡ دَخَلَ عَلَيَّ اَبِيۡ رَسُوۡلُ اللهِ فِيۡ بَعۡضِ الۡاَيَّامِ
فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكِ يَا فَاطِمَةُ فَقُلۡتُ عَلَيۡكَ السَّلَامُ۔ قَالَ
اِنِّيۡ اَجِدُ فِيۡ بَدَنِيۡ ضَعۡفًا۔ فَقُلۡتُ لَهٗ اُعِيۡذُكَ بِاللهِ يَا اَبَتَاهُ مِنَ
الضَّعۡفِ۔ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اِيۡتِيۡنِيۡ بِالۡكِسَآءِ الۡيَمَانِيۡ فَغَطِّيۡنِيۡ بِهٖ
فَاَتَيۡتُهٗ بِالۡكِسَآءِ الۡيَمَانِيۡ فَغَطَّيۡتُهٗ بِهٖ وَ صِرۡتُ اَنۡظُرُ اِلَيۡهِ وَ اِذَا
وَجۡهُهٗ يَتَلَاۡلَاُ كَاَنَّهُ الۡبَدۡرُ فِيۡ لَيۡلَةِ تَمَامِهٖ وَ كَمَالِهٖ فَمَا كَانَتۡ اِلَّا
سَاعَةً وَّ اِذَا بِوَلَدِيَ الۡحَسَنِ قَدۡ اَقۡبَلَ وَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكِ
يَا اُمَّاهُ فَقُلۡتُ وَ عَلَيۡكَ السَّلَامُ يَا قُرَّةَ عَيۡنِيۡ وَ ثَمَرَةَ فُؤَادِيۡ

فَقَالَ یَا اُمَّاہُ اِنِّیۡ اَشَمُّ عِنۡدَكِ رَآئِحَةً طَیِّبَةً کَاَنَّهَا رَآئِحَةُ جَدِّیۡ

رَسُوۡلِ اللهِ۔ فَقُلۡتُ نَعَمۡ اِنَّ جَدَّكَ تَحۡتَ الۡكِسَآءِ فَاَقۡبَلَ

الۡحَسَنُ نَحۡوَ الۡكِسَآءِ وَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا جَدَّاہُ یَا رَسُوۡلَ

اللهِ اَتَاۡذَنُ لِیۡ اَنۡ اَدۡخُلَ مَعَكَ تَحۡتَ الۡكِسَآءِ فَقَالَ وَ عَلَیۡكَ

السَّلَامُ یَا وَلَدِیۡ وَ یَا صَاحِبَ حَوۡضِیۡ قَدۡ اَذِنۡتُ لَكَ فَدَخَلَ

مَعَهٗ تَحۡتَ الۡكِسَآءِ فَمَا کَانَتۡ اِلَّا سَاعَةً وَّ اِذَا بِوَلَدِیَ الۡحُسَیۡنِ

قَدۡ اَقۡبَلَ وَ قَالَ السَّلَامُ عَلَیۡكِ یَا اُمَّاہُ۔ فَقُلۡتُ وَ عَلَیۡكَ

السَّلَامُ یَا وَلَدِیۡ وَیَا قُرَّةَ عَیۡنِیۡ وَ ثَمَرَةَ فُؤَادِیۡ۔ فَقَالَ لِیۡ یَا اُمَّاہُ

اِنِّیۡ اَشَمُّ عِنۡدَكِ رَآئِحَةً طَیِّبَةً کَاَنَّهَا رَآئِحَةُ جَدِّیۡ رَسُوۡلِ اللهِ۔

فَقُلۡتُ نَعَمۡ اِنَّ جَدَّكَ وَ اَخَاكَ تَحۡتَ الۡكِسَآءِ۔ فَدَنَا الۡحُسَیۡنُ

نَحۡوَ الۡكِسَآءِ وَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا جَدَّاہُ اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ

یَا مَنِ اخۡتَارَہُ اللهُ اَتَاۡذَنُ لِیۡ اَنۡ اَکُوۡنَ مَعَکُمَا تَحۡتَ الۡكِسَآءِ

فَقَالَ وَ عَلَیۡكَ اَلسَّلَامُ یَا وَلَدِیۡ وَ یَا شَافِعَ اُمَّتِیۡ قَدۡ اَذِنۡتُ لَكَ

فَدَخَلَ مَعَهُمَا تَحۡتَ الۡكِسَآءِ۔ فَاَقۡبَلَ عِنۡدَ ذٰلِكَ اَبُو الۡحَسَنِ

عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَ قَالَ السَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ

فَقُلْتُ وَ عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا اَبَاالْحَسَنِ وَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

فَقَالَ یَا فَاطِمَةُ اِنِّیْ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً طَیِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ اَخِیْ وَ

ابْنِ عَمِّیْ رَسُوْلِ اللهِ فَقُلْتُ نَعَمْ هَا هُوَ مَعَ وَلَدَیْكَ تَحْتَ

الْكِسَاءِ فَاَقْبَلَ عَلِیٌّ نَحْوَ الْكِسَاءِ وَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ

یَارَسُوْلَ اللهِ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكُمْ تَحْتَ الْكِسَاءِ قَالَ لَهٗ

وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا اَخِیْ و یَا وَصِیِّیْ وَ خَلِیْفَتِیْ وَ صَاحِبَ لِوَآئِیْ

قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ عَلِیٌّ تَحْتَ الْكِسَاءِ ثُمَّ اَتَیْتُ نَحْوَ

الْكِسَآءِ وَ قُلْتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَاهُ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَاْذَنُ لِیْ

اَنْ اَكُوْنَ مَعَكُمْ تَحْتَ الْكِسَاءِ قَالَ وَ عَلَیْكِ السَّلَامُ یَا بِنْتِیْ

وَ یَا بِضْعَتِیْ قَدْ اَذِنْتُ لَكِ فَدَخَلْتُ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَلَمَّا

اكْتَمَلْنَا جَمِیْعًا تَحْتَ الْكِسَاءِ اَخَذَ اَبِیْ رَسُوْلُ اللهِ بِطَرَفَیِ

الْكِسَاءِ وَ اَوْمَیٰ بِیَدِهِ الْیُمْنٰی اِلَی السَّمَاءِ وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ

هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَخَآصَّتِیْ وَ حَآمَّتِیْ لَحْمُهُمْ لَحْمِیْ وَ دَمُهُمْ دَمِیْ

يُؤْلِمُنِيْ مَا يُؤْلِمُهُمْ وَ يَحْزُنُنِيْ مَا يَحْزُنُهُمْ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ

حَارَبَهُمْ وَ سِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ وَ عَدُوٌّ لِّمَنْ عَادَاهُمْ وَ مُحِبٌّ

لِّمَنْ اَحَبَّهُمْ اِنَّهُمْ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُمْ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ

بَرَكَاتِكَ وَ رَحْمَتِكَ وَ غُفْرَانَكَ وَ رِضْوَانَكَ عَلَيَّ وَ عَلَيْهِمْ وَ

اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا۔ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ

جَلَّ يَا مَلَآئِكَتِيْ وَ يَا سُكَّانَ سَمٰوَاتِيْ اِنِّيْ مَا خَلَقْتُ سَمَآءً مَّبْنِيَّةً

وَّ لَا اَرْضًا مَّدْحِيَّةً وَّ لَا قَمَرًا مُّنِيْرًا وَّ لَا شَمْسًا مُضِيْئَةً وَّ لَا

فَلَكًا يَّدُوْرُ وَ لَا بَحْرًا يَّجْرِيْ وَ لَا فُلْكًا يَّسْرِيْ اِلَّا فِيْ مَحَبَّةِ هٰؤُلَآءِ

الْخَمْسَةِ الَّذِيْنَ هُمْ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَقَالَ الْاَمِيْنُ جَبْرَآئِيْلُ

يَارَبِّ وَ مَنْ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ هُمْ اَهْلُ بَيْتِ

النُّبُوَّةِ وَ مَعْدِنُ الرِّسَالَةِ هُمْ فَاطِمَةُ وَ اَبُوْهَا وَ بَعْلُهَا وَ

بَنُوْهَا۔ فَقَالَ جَبْرَآئِيْلُ يَا رَبِّ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَهْبِطَ اِلَى الْاَرْضِ

لِاَكُوْنَ مَعَهُمْ سَادِسًا فَقَالَ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ۔ فَهَبَطَ الْاَمِيْنُ

جَبْرَآئِيْلُ وَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَلِيُّ الْاَعْلٰى

يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَخُصُّكَ بِالتَّحِيَّةِ وَ الْاِكْرَامِ وَ يَقُوْلُ لَكَ وَ
عِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ اِنِّيْ مَا خَلَقْتُ سَمَآءً مَّبْنِيَّةً وَّ لَا اَرْضًا مَّدْحِيَّةً وَّ
لَا قَمَرًا مُّنِيْرًا وَّ لَا شَمْسًا مُّضِيْئَةً وَّ لَا فَلَكًا يَّدُوْرُ وَ لَا بَحْرًا يَّجْرِيْ
وَ لَا فُلْكًا يَّسْرِيْ اِلَّا لِاَجْلِكُمْ وَ مَحَبَّتِكُمْ وَ قَدْ اَذِنَ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ
مَعَكُمْ فَهَلْ تَاْذَنُ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ عَلَيْكَ
السَّلَامُ يَا اَمِيْنَ وَحْيِ اللّٰهِ اِنَّهٗ نَعَمْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ۔ فَدَخَلَ
جَبْرَآئِيْلُ مَعَنَا تَحْتَ الْكِسَآءِ فَقَالَ لِاَبِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْحٰى
اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ
الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ فَقَالَ عَلِيٌّ لِاَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَخْبِرْنِيْ مَا لِجُلُوْسِنَا هٰذَا تَحْتَ الْكِسَآءِ مِنَ الْفَضْلِ عِنْدَ اللّٰهِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ الَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ نَبِيًّا
وَّاصْطَفَانِيْ بِالرِّسَالَةِ نَجِيًّا مَا ذُكِرَ خَبَرُنَا هٰذَا فِيْ مَحْفِلٍ مِّنْ
مَحَافِلِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَ فِيْهِ جَمْعٌ مِّنْ شِيْعَتِنَا وَ مُحِبِّيْنَا اِلَّا
وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ وَ حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اسْتَغْفَرَتْ

لَهُمْ اِلٰی اَنْ یَّتَفَرَّقُوا۔ فَقَالَ عَلِیٌّ اَذًا وَّ اللّٰہِ فُزْنَا وَ فَازَ شِیْعَتُنَا
وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ثَانِیًا یَا عَلِیُّ وَ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ
نَبِیًّا وَّ اصْطَفَانِیْ بِالرِّسَالَۃِ نَجِیًّا مَّا ذُکِرَ خَبَرُنَا ھٰذَا فِیْ مَحْفِلٍ
مِّنْ مَّحَافِلِ اَھْلِ الْاَرْضِ وَ فِیْہِ جَمْعٌ مِّنْ شِیْعَتِنَا وَ مُحِبِّیْنَا
وَفِیْھِمْ مَّھْمُوْمٌ اِلَّا وَ فَرَّجَ اللّٰہُ ھَمَّہٗ وَلَا مَغْمُوْمٌ اِلَّا وَ کَشَفَ اللّٰہُ
غَمَّہٗ وَ لَا طَالِبُ حَاجَۃٍ اِلَّا وَ قَضَی اللّٰہُ حَاجَتَہٗ۔ فَقَالَ عَلِیٌّ اِذًا
وَّاللّٰہِ فُزْنَا وَ سُعِدْنَا وَ کَذٰلِکَ شِیْعَتُنَا فَازُوْا وَ سُعِدُوْا فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔